(See Page 39 to 40

Ainul Faqr
by
A. Sattar
1906

سلسلہ تصوف نمبر ۱۴

اُردو ترجمہ کتاب

عین الفقر

از تصنیف لطیف قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سلطان العاشقین سرتاج مشتاقان غوثیہ وفخر عاشقان آستانہ قادریہ حضرت سلطان باہو قدس سرہٗ العزیز

مترجمہ

جناب مولوی محمد عبدالستار صاحب، ٹونکی

بفرمائش

ملک فضل الدین ملک چنن الدین ککے زئی تاجران کتب قومی مالک اخبار اشاعت

بازار کشمیری - لاہور

سنہ ۱۹۰۶ء

نولکشور گیس پرنٹنگ لاہور میں طبع ہوا

عین الفقر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد

تمام محامد پروردگارِ عالم کو زیبا و لائق ہیں جس کی ذات کو ہمیشگی ہے اور جس کی شان زندے کو مردے سے اور مردے کو زندے سے نکالنا ہے یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ اور کوئی چیز بھی جس کی مثل نہیں اور وہ سب کی سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَّهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۔ (کوئی چیز بھی اس جیسی نہیں اور وہ سب کی سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے) +

نعت

درود نامحدود سید السادات پر جنہیں کل مخلوقات پر شرف ہے اور جو ہدایت اور دین حق کے اولوالعزم رسول ہیں اور جن کی شان میں خداوند کریم نے فرمایا ہے (حدیث قدسی) لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ (یعنی اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اگر تم نہ ہوتے تو ہم زمین و آسمان کبھی نہ بناتے) اور جن کی شان میں اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (اے ہمارے پیغمبر تم لوگوں سے کہدو کہ تم اگر خدائے تعالےٰ کو دوست رکھتے ہو تو تم میری پیروی کرو خدائے تعالےٰ تمہیں اپنا دوست بنالیگا اور وہ تمہارے گناہ بھی معاف کردیگا اور وہ بخشنے والا اور اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے) جن کی یہ شان ہے اور محمد رسول اللہ ان کا نام

ہے۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ +

سببِ تالیف و نامِ کتاب

مخفی نہ رہے کہ میں نے اس کتاب کو جس کا نام عین الفقر ہے اس لئے لکھا کہ طالبانِ خدا و فقیرانِ فنا فی اللہ کو ہر مقام میں خواہ مُبتدی و متوسّط ہوں یا منتہی فائدہ دے اور صراطِ مستقیم پر قائم رکھے اور اسرارِ مشاہدات و تجلّیاتِ انوارِ توحید عینِ فنا[1] پر اُنہیں علم الیقین عین الیقین حق الیقین حاصل ہو۔ اور اس پر اُنہیں ثابت قدم رکھے اور اُس کی محبت کا جوش دے جیسا کہ کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ (میں ایک چھپا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں اس لئے میں نے مخلوقات کو پیدا کیا) حدیث قدسی میں وارد ہوا ہے اور تاکہ وہ لوگ یعنی طالبانِ خدا و فقیرانِ فنا فی اللہ استدراج و بدعت میں نہ پڑ جائیں۔ اور شریعت کی تکذیب اور اُس کی مخالفت کر کے اس آیت کے مستحق نہ بنجائیں۔ وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُہُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ وَاُمْلِیْ لَہُمْ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ ۔ (جن لوگوں نے جھٹلائی ہماری نشانیاں اُنہیں ہم بتدریج پکڑینگے جہاں سے وہ بے خبر ہونگے۔ بیشک ہمارا داؤ زبردست ہے) چنانچہ کُلُّ طَرِیْقَۃٍ رَدَّتْہَا الشَّرِیْعَۃُ فَہِیَ زِنْدِیْقَۃٌ (جس طریقہ کو شریعت نے ردّ اور ناپسند کیا اُس پر چلنا بیدینوں کا کام ہے) وارد ہوا ہے اور تاکہ وہ لوگ راہِ شیطانی اور ہوائے نفسانی سے خبردار رہیں اور جان لیں کہ دنیا ے دُوں اُن کی راہزن ہے۔ جیسا کہ مَنْ طَلَبَ شَیْئًا فَلَا تَجِدْ لَہٗ خَیْرًا وَمَنْ طَلَبَ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُلُّ (جو شخص کسی غیر شے کو طلب کرے تو اُس میں تم نہ بھلائی پاؤ گے اور جس نے طلب کیا اللہ تعالےٰ کو اُسکو لئے سب کچھ موجود ہے) فرمایا ہے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ حصُول تعلیم سلوک اور مراتب ظاہر باطن کو طے کرنا فقیر کا مقصود اور فقر ذاتی اِلے اللہ مطلوب ہے اور فقیر طالبِ دنیا، مردود ہے۔

پیکر[2] من ز توحیدش شد توحید در توحید
عین از آں توحید مطلق ماسوائے اللہ دیگر ندید +

---

[1] جس چیز کو دلیل سے پہچانتے ہیں اُسکو علم الیقین کہتے ہیں، جیسے مخلوقات کو دیکھ کر خالق کو جاننا۔ اور جس چیز کو مشاہدہ سے حاصل کرتے ہیں اُسے عین الیقین کہتے ہیں، جیسے آفتاب یا اپنی ذات کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اُن کے لئے مشاہدہ کافی ہوتا ہے اور مشاہدہ سے جو نتیجہ حاصل ہوتا ہے۔ اُسے حق الیقین کہتے ہیں، جیسے مشاہدۂ تجلیاتِ انوار سے تقرب الی اللہ حاصل ہوتا ہے۔

[2] میرا وجود اُسکی توحید سے ہمہ تن توحید ہو گیا اور اُسکی عین توحید کے سبب سے خدا تعالےٰ کے سوا کچھ نہ دیکھا +

برد[1] بالا عرش و کرسی باشریعت شاہراہ
بر مقامش خوش بدیدم سرِّ وحدت از اِلٰہ
از حروف[2] توحید بینی واز سطر توحید بیں
باش دایم در مطالعہ تاشوی حق الیقیں

پس چاہئے کہ غرق توحید ہو کر حق الیقین حاصل کرے تاکہ توحید کے آثار نمودار ہوں۔ دیکھو۔ اَلْاِنَاءُ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ (برتن میں سے وہی رِستا ہے جو اُس میں ہو) جب برتن میں کچھ ہوگا ہی نہیں تو وہ رِسیگا کیا خاک۔ مگر یاد رہے اور سالکان طریقت خبردار ہو جائیں کہ خدائے تعالےٰ مکان و زمان سے منزّہ ہے۔ نہ وہ مشرق و مغرب میں ہے نہ جنوب و شمال میں نہ تحت[3] و فوق میں نہ چاند و سورج میں نہ آب و گل میں نہ خاک و آتش میں نہ وہ کسی کی قیل و قال میں اور نہ انسان کے خط و خال و صورتِ جمال میں نہ ورد و وظائف میں نہ تقوے و پارسائی میں نہ گداگروں کی گدڑی اور کسی کے لب بستہ میں ہے۔ بلکہ وہ ان سب سے پاک و منزہ ہے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَّھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ (اس جیسی کوئی بھی شے نہیں اور وہ سب کی سُنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے) چونکہ بعض لوگوں کو اس میں دھوکا ہو کر اُن سے غلطی واقع ہو جاتی ہے اور وہ خدائے تعالےٰ کے لئے مکان و زمان ٹھیرا دیتے ہیں۔ اس لئے سلطان باہو علیہ الرحمۃ نے جنوب و شمال وغیرہ اکثر چیزوں کے نام لیکر بتا دیا۔ کہ خدائے تعالےٰ ان چیزوں میں نہیں ہے بلکہ وہ ان سب سے پاک و منزہ ہے) مگر یاد رکھو کہ اس کا راز صاحب دل کے سینہ میں ہوتا ہے۔ جو کوشش کرتا ہے وہ پاتا ہے (جوئندہ یابندہ) ورنہ جان لو کہ خدائے تعالےٰ سب سے بے نیاز ہے ؎

اے[4] سرِّ تو در سینۂ ہر صاحب راز	پیوستہ درِ رحمتِ تو بر ہمہ باز
ہر کس[5] کہ بدرگاہ تو آید بہ نیاز	محروم ز درگاہِ تو کے گردد باز

پس توحید کا دریا مومن کے دل میں سکونت رکھتا ہے طالب اللہ کو چاہئے کہ اول مرشد کامل کی طرف رجوع کرے

---

[1] مجھ پر میرا وجود توحید مطلق کے سبب سے عرش و کرسی تک شریعت کی شاہراہ سے لیگیا اور مقام پر میں نے سرِّ وحدت کا اچھی طرح سے مشاہدہ کیا +

[2] اے فقیر و طالب خدائے تعالےٰ کو توحید کے حرف و سطر سے دیکھ اور ہمیشہ اس کا مطالعہ کرتا رہ تاکہ تجھ کو حق الیقین حاصل ہو +

[3] تحت (نیچے) فوق (اوپر) آب (پانی) گل (کیچڑ) خاک (مٹی) آتش (آگ) قیل قال (بولچال) لب بستہ (خاموش) +

[4] اے وہ ذات جس کا راز ہر صاحب دل کے سینہ میں رہتا ہے تیری رحمت کا دروازہ سب پر یکساں کھلا ہوا ہے +

[5] جو شخص کہ تیری درگاہ میں عاجزی سے داخل ہوتا ہے وہ شخص تیری درگاہ سے محروم نہیں جا سکتا +

جو اپنے سینہ کو اسرارِ توحید سے پُر کئے ہو۔ کیونکہ تصورِ اسم اللہ کی تاثیر اور اُس کے ذکر سے فقراء کا وجود نور ہوتا ہے۔ اور جب کوئی شخص حامل راز ہو جاتا ہے تو نعمت الٰہی سے بھی محروم نہیں رہتا۔ ورنہ بدون شیخ اور مرشد کامل کے نفس و شیطان اُس پر غالب آتا ہے اور آخر کو وہ شخص مَنْ لَا شَیْخَ لَہٗ شَیْخُہٗ الشَّیْطَانُ (جس شخص کا کوئی مرشد و پیشوا نہ ہو اُسے شیطان پکڑتا ہے اور اُس کا پیشوا بنتا ہے) کا مصداق بنجاتا ہے۔ مگر ہاں مرشد کامل کی شناخت اور اُس کی پہچان ضروری ہے یہ نہیں کہ ہر کسی کے ہاتھ پر بیعت[1] کرنے کو آمادہ ہو جاوے +

مرشدِ کامل و مرشدِ ناقص

مرشد کامل کا یہ نشان ہے کہ وہ دم زدن میں عالم روحانی کی سیر کرتا ہے اور مقام فنا فی اللہ میں اُس پر استغراق کی حالت طاری ہوتی ہے اور اُس کی مرشدی صرف ذکر لسانی تک ہی نہیں محدود ہوتی کہ صرف زبان سے اللہ اللہ کہتا ہو۔ بلکہ اُس کی مرشدی دار الامن میں پہنچا دیتی اور اُس سے بیعت کرنے والا وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا[2] کا مصداق ہو جاتا ہے۔ اور یہ مرتبہ صرف جوانمردوں کو حاصل ہوتا اور انہیں کا حصہ ہے۔ کیونکہ نفس و شیطان انسان کے دشمن اور رہزن ہیں۔ ان دونوں پر فتح ہو تو میدان محبت الٰہی ہاتھ آئے۔ اس لئے مرشد کامل یکبارگی نفس و شیطان کا سر اُڑا کر میدان جیت لیتا ہے۔ اور ہمیشہ کے لئے اس کے محاربے سے بیخوف ہو جاتا ہے۔ کیونکہ کرامت[3] و مقاومت سے استقامت[4] بہتر ہے۔ مرشد کامل کا اور یہ نشان ہے کہ وہ طالبوں کے لئے ہزار آفت ہو۔ کیونکہ مرشد کامل صاحب استغراق ہوتا ہے اور ذکر اسم کو دوری میں (جس کی وہ تلقین کرتا ہے) بوجہ تعلق اسم کے مسمٰے سے ہجر و فراق ہوتا ہے۔ پس

---

[1] اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ۔ پس بہر دستے نباید داد دست
چونکہ بہت سے آدمی ابلیس کی صورت پر ہوتے ہیں اس لئے ہر کس و ناکس کو ہاتھ نہ دینا چاہئے +

[2] اللہ تعالٰے نے خانہ کعبہ کے ذکر میں فرمایا ہے کہ جو شخص اُس میں داخل ہو صاحب امن ہو جاتا ہے اسی طرح مرشد کامل کی بیعت میں امن حاصل ہوتی ہے اور وہ صاحب امن ہو کر اس آیت کا مصداق ہو سکتا ہے +

[3] جو خلاف عادت کام کہ بظاہر ناممکن معلوم ہوتا ہو اگر اولیاء اللہ سے اُن کا ظہور ہو تو اُسے کرامت کہتے ہیں اور اگر کافر سے ظہور پائے تو اُسے استدراج کہتے ہیں اور چونکہ کرامت میں نفس کا شائبہ ہونا ممکن ہے۔ اس لئے استقامت کو کرامت پر فضیلت ہے +

[4] استقامت، راست روی کو کہتے ہیں۔ اور مراد یہ ہے کہ فقیر کج روی سے بچتا رہے اور نفس و شیطان کا شائبہ اپنے اوپر مسلط نہ آئے۔ اور استقامت سے مراد یہ بھی ہوتی ہے کہ سوائے خدائے تعالٰے کے کسی چیز کی خواہش نہ کرے +

مرشدِ کامل و مکمل وہی ہے جو ماسوے اللہ سے کھینچے۔ اور اُس کی تاثیر کے باعث دُنیا سے دل سے ہاتھ دھونا اور ریاضت شاقہ اُٹھانا پڑے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ (سب سے زیادہ بزرگی خدا تعالےٰ کے نزدیک اُسی کو ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے) اس راہ میں ریاضت درکار ہے نہ گفت و شنید اور وعظ و پند کیونکہ بدوں عمل کے نصیحت کا اثر مطلق نہیں ہوتا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْکِتَابَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ (تم لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو۔ اور خود اپنے نفسوں کو بھولے بیٹھے ہو اور تم خدا کی کتاب بھی پڑھتے ہو کیا تمہیں اتنی بھی سمجھ نہیں) اور مرشد کامل و واصل کی ایک نظر بھی ہزار سال کی عبادت سے زیادہ فضیلت اور علم رسمی سے زیادہ اثر رکھتی ہے۔ کیونکہ اس میں سراسر قیل و قال اور اُس کی نظر ہمہ تن وصال ہے مرشد کامل و مکمل طالب کے لئے ریاضت کا دروازہ کھول دیتا اور ذکر اللہ و زہد و تقوےٰ میں مشغول کر دیتا ہے۔ صاحب تاثیر کی نظر نفس کی تربیت کرتی ہے۔ اور اُسے طمع دنیا اور ہوا و ہوس سے فارغ اور رازقِ حقیقی کی طرف مائل کر دیتی اور مقرب اِلی اللہ بنا دیتی ہے۔ ایسے فقرا کا دونوں جہان میں حصہ ہے۔ مگر بعض فقیر محض خلق اللہ کو دامِ تزویر میں لانے کے لئے تسبیح ذکر اللہ زبان پر جاری رکھتے ہیں اور درحقیقت طالب دُنیا اور ہوا و ہوس کے قیدی اور درم و دینار کے بندے ہوتے ہیں۔ اس لئے ان دونوں میں تمیز کرنا اور اُنہیں دا دوستد سے پہچاننا ضرور ہے۔ فقیر کامل دنیا کا ذکر حقارت سے کرتا ہے۔ کیونکہ دنیاوی ذکر سے دل پر کدورت پیدا ہوتی ہے اور طالب دُنیا اس کا ذکر خلوص دل سے کرتا ہے۔ اور محبت دنیا اُس کے دل میں مستحکم ہو جاتی ہے۔ اور تھوڑی سی مدت میں بدوں ذکر و فکر زہد و تقوےٰ اور مقام فنا فی اللہ میں استغراق کا دعوےٰ کرتا ہے اور مشقت سالہا سال کو لغو جانتا ہے۔ اور حقیقت حال سے ناواقف رہتا ہے۔

بیت

اسم[1] و جسم و یکشدہ یا یک وجود ۔۔۔ آنچہ بودے سرّ پنہاں رُخ نمود

بلکہ اس مقام میں تو ماسوے اللہ حرام ہو جاتا ہے۔

بیت

چناں[2] کن اسم را در جسم پنہاں ۔۔۔ کہ میگردد الف در بسم پنہاں

---

[1] ذکر اللہ یہ ہے کہ کثرت ذکر سے اسم اور جسم ایک ہو جائے اور جو کچھ راز پنہاں کا نظر آنے لگا اور اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کا معائنہ ہو جائے ۔

[2] اور کثرت ذکر سے اسم کو جسم میں اس طرح پنہاں کرنا چاہئے جس طرح بِسْمِ اللّٰہِ کا الف چھپ گیا ہے یعنی فقیر کا وجود بظاہر تو جسم ہو مگر درحقیقت وہ ذکر ہی ذکر ہو اور جس طرح بسم اللہ میں (ب) (الف) کی حاجب ہے اسی طرح جسم ذکر اللہ کا حاجب ہو۔

طالب اللہ اسم کو جامہ کی طرح پہنتا ہے گویا کہ وہ جان ہے اور اُس کی زندگی میں ہُو کا نشان ہے
ذات کا ذات سے اور صفات کا صفات سے جیسا کہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ
وَمَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ بِالْفَنَآءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالْبَقَاءِ (جس نے اپنے نفس کی حقیقت کو پہچانا
اُس نے اپنے رب کو پہچانا اور جس نے اپنے نفس کو فنا کے ساتھ پہچانا تو اُس نے اپنے رب کو
بقا کے ساتھ پہچانا) وارد ہے۔ خلاصہ یہ کہ ہر دم اُس کی یاد میں رہنا اور توحید میں مستغرق ہونا
چاہیے۔ بیت

پس از سی سال ایں معنی محقق شد بخاقانی[۱]
کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

جواب از باھُو رحمۃ اللہ علیہ

بکسے صد سالہا باید فنا فی اللہ شود فانی[۲]
ولے نامحرم است آنجا غلط گفت است خاقانی

ایک سانس خدا کو یاد کرنا کیا معنی ایک سانس اُس کی یاد سے غافل رہنے کی بھی ممانعت ہے۔ اور
وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ[۳] فرمایا ہے۔ اور یاد رکھو کہ فقیر فنا فی اللہ صاحب حضور ہوتا ہے
وحدانیت الٰہی میں غرق کرنا اور مجلس محمدی میں پہنچانا اُس کے لئے کچھ مشکل نہیں بلکہ آسان ہے
اور صرف ذکر و فکر اور زہد و تقوے سے یہ بات حاصل ہونا دشوار رہے۔ کیونکہ مرشد کامل و مکمل طالب
کا ہاتھ پکڑ کر منزل مقصود کو پہنچا سکتا ہے۔ جس شخص کو یہ قدرت نہ ہو اُسی مرشد کامل و مکمل کہنا غلط ہے

---

[۱] تیس سال کے بعد خاقانی کو معلوم ہوا کہ ایک دم بھر بھی خدائے تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہونا ملک سلیمانی سے بہتر ہے +

[۲] لے باہُو اس بات کو صدیوں چاہیے۔ کہ فقیر مقام فنا فی اللہ میں فنا ہو جاے مگر خاقانی اس راز سے نامحرم ہے کہ تیس برس کے بعد ہی اس نے یہ کہدیا کہ ایک دم بھی خدائے تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہنا ملک سلیمانی سے بہتر ہے۔ یہ مقام تو فنا فی اللہ میں حاصل ہوتا ہے جس کے لئے بڑا زمانہ درکار ہے +

[۳] اس آیت میں قصہ یہ مذکور ہے کہ یہودیوں نے آپ سے اصحاب کہف کا حال امتحاناً پوچھا کیونکہ یہ واقعہ کتب تاریخ میں دراصل مذکور تھا۔ آپ نے اس خیال سے کہ کل جبرئیل علیہ السلام آدینگے تو اُن سے پوچھ کر بتا دونگا۔ اُنہیں جواب دیا کہ کل بتاؤنگا۔ اور آپ انشاء اللہ تعالیٰ کہنا بھول گئے۔ اسی وجہ سے اٹھارہ روز تک وحی نازل نہ ہوئی۔ اور آپ سخت غمگین ہوئے۔ آخر کو اٹھارہ روز کے بعد وحی آپ پر نازل ہوئی۔ اور اصحاب کہف کا مفصل حال آپ کو بتایا گیا۔ اور آخیر میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے تاکید کی۔ کہ ایسا نہ کیا کرو۔ اور جب انشاء اللہ تعالیٰ کہنا بھول جاؤ۔ تو جس وقت یاد آئے اُسی وقت کہہ لیا کرو +

واذکر ربک اذا نسیت اور یاد کر اپنے رب کو جب تو اُسے بھول جایا کرے۔
یاد آتے ہی +

بلکہ وہ رہزن ہے اور رہزن زن کو کہتے ہیں۔ اور شیطان بھی زن کی صورت ہوتا ہے مگر اہل ہدایت پر اُسے قدرت نہیں ہوتی۔ کیونکہ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ آیا ہے پس رہزنوں کو چھوڑ کر جوانمردوں[1] کا ہاتھ پکڑ کر جوانمردی حاصل کرنا چاہیئے۔ بیت از باہو رحمۃ اللہ علیہ ؎

دست[1] مردے گیر تا مردے شوی ۔۔۔ جز بمرداں نیست راہ رہبری

مگر شرط یہ ہے کہ طالب جو کچھ دیکھے بصیرت کی آنکھ سے دیکھے تاکہ اسم اللہ اُس کے لئے ہادی ہو۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے ہدایت کے لئے پیدا کیا ہے۔ شیطان لعین آپ کی اور اہل ہدایت کی صوت ہرگز نہیں ہو سکتا ✚

جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ لِیْ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاٰنِیْ حَقًّا (شیطان میری صوت نہیں بن سکتا جس نے مجھے دیکھا اُس نے واقعی مجھے دیکھا)، اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَاِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ (اور اے شیطان تجھے میرے بندوں پر کچھ قدرت نہ ہوگی) ✚

پس مرشد کامل و مکمل تابع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ وہ طالب اللہ کی طرف نظر و توجہ کرتا ہے اُس کا دل بیدار اور اُس کی زبان پر ذکر اللہ یکساں جاری ہوتا ہے ہمسائے اُسے دیوانہ جانتے اور مخلوق اُسے بیگانہ بتاتے ہیں۔ مگر وہ خدائے تعالےٰ سے یگانہ ہوتا اور اُس کی زبان پر یہ ترانہ رہتا ہے۔ بیت از باہو رحمۃ اللہ علیہ ؎

ردّ[2] خلقیم ہر کہ پندارد ۔۔۔ رد خلق اوست فقیر لا یرد

اور ذکر اللہ کے سوا وہ کسی چیز کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ جیسا کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَا[3] یَشْغِلُھُمْ شَیْءٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ طَرْفَۃَ عَیْنٍ بیت

باہو[4] ہر دو جہانش یاد نباید ۔۔۔ ہر دو جہانش آزاد باید

اور وہ ظاہری نظر سے کچھ بھی دیکھے مگر ذکر اللہ سے غافل نہیں ہوتا جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ

---

[1] جوانمردوں کا ہاتھ پکڑ تاکہ تو بھی جوانمرد ہو جائے کیونکہ جوانمردوں کے سوا رہبری ناممکن ہے ✚

[2] جو کوئی یہ جانے کہ ہم لوگ خلق کے ردّ کئے ہوئے ہیں سو وہی مخلوق سے ردّ کیا ہوا ہے فقیر کسی سے ردّ نہیں ہوتا ✚

[3] یعنی طالبان اللہ کو ذکر اللہ کے سوا کسی اور چیز سے ایک دم بھر کو بھی تشفی نہیں ہوتی ؎

دیدہ کو جمال دوست بدید ۔۔۔ تا بود زندہ مبتلا باشد

جس آنکھ نے جمال دوست دیکھ لیا جب تک وہ زندہ ہے اُسی کی مبتلا رہتی ہے ✚

[4] اے باہو فقیر کو دونوں جہان کی کچھ یاد نہیں رہتی بلکہ دونوں جہان سے آزاد ہوتا ہے ✚

صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں معراج کے واقعہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ہے۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (نہیں بہکی نگاہ اور نہ وہ حد سے بڑھی)٭

سالک مجذوب و مجذوب سالک

سالک کی دو قسمیں ہیں، سالک مجذوب و مجذوب سالک۔ فقیر ان دونوں سے جُدا ہے۔ بلکہ وہ سالک الملائکہ محبوب صاحب وہم و تصرف ہوتا ہے۔ جب سالک اس مرتبہ پر پہنچتا ہے اُس پر وحشت طاری ہوتی ہے۔ حق مانوس اور غیر مانوس سے بیزار ہوتا ہے۔ شوق اشتیاق شب و روز سوزش و فراق و دل سوز و حرقت رہتا ہے و نفس ہلاک ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ابراہیم ادہم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے جبتک اپنی اولاد کو یتیم اور اپنی عورتوں کو بیوہ نہ کریگا۔ اور زمین پر کتوں کی طرح نہ لوٹیگا اور اپنے گھربار کو خدا کی راہ میں نہ دیدیگا۔ اور لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (تم بھلائی کو نہیں پہنچ سکتے تاوقتیکہ تم جن چیزوں کو دوست رکھتے ہو خدائے تعالےٰ کی راہ میں اُنہیں صرف کر دو) کو اپنا دستور العمل نہ بنالیگا۔ ہرگز یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ (اللہ اُنہیں دوست رکھتا ہے اور وہ لوگ اللہ کو دوست رکھتے ہیں) کا مصداق ہو سکیگا٭

پس فقیر باھُوؒ کہتا ہے کہ راہ فقر میں استقامت چاہئیے۔ نہ ہوائے نفس کرامت کیونکہ استقامت خاص مرتبہ ہے۔ اور کرامت حیض و نفاس ہے۔ طالب اللہ کو حیض و نفاس سے کیا کام۔ بلکہ چاہئیے کہ پہلے اپنے دل کو ہوا و ہوس سے پاک کرے بعد ازاں خدائے تعالےٰ کی درگاہ میں آئے

بیت

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ۔۔۔ ہر زماں از غیب جان دیگر است

ورنہ ہوا و ہوس سے بھرا ہوا دل ایسا ہے جیسے بیت الکلب٭

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لَا تَدْخُلُ الْمَلٰئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ الْكَلْبُ ذکر اللہ گویا فرشتے اور نفس کتا ہے جس دل میں محبت دنیا بھری ہو۔ اور وساوس شیطانی و خطرات نفسانی سے پُر ہو۔ اللہ اُس دل پر رحمت کی نظر نہیں ڈالتا جس طرح کہ بیت الکلب میں فرشتے نہیں آتے۔ پھر وہ دل خدائے تعالےٰ کی نظر رحمت نہ ہونے سے سیاہ ہو جاتا ہے اور

ف: خنجر تسلیم سے مرے ہوؤں کیلئے ہر زمانہ میں غیب سے نئی زندگی ملتی ہے۔ خنجر تسلیم سے مراد عشق و محبت ہے٭

حرص و حسد کبر و غرور وغیرہ اس میں پیدا ہوتا ہے۔ حسد کی وجہ سے قابیل[1] نے ہابیل کو مار ڈالا۔ اور حرص نے حضرت آدم[2] علےٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو دانہ گندم کھلوا کر بہشت سے نکلوایا اور غرور نے ابلیس ملعون کو گروہ ملائکہ مقربین سے خارج کیا۔ بہر حال جب دل ہوا و ہوس کی جگہ ہو جاتا ہے تو ہمیشہ حرص و حسد میں مغرور اور دنیا ے دوں پر فدا رہتا ہے جیسا کہ حُبُّ الدُّنْیَا وَالدِّیْنُ لَا یَجْتَمِعُ فِیْ قَلْبٍ کَالْمَاءِ وَالنَّارِ فِیْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ (ایک دل میں دین و دنیا دونوں کی محبت نہیں آسکتی جس طرح ایک برتن میں آگ پانی جمع نہیں رہ سکتے) کسی نے خوب کہا ہے

برزباں تسبیح[3] و در دل گاؤ خر ۔۔۔ اینچنیں تسبیح کے دارد اثر

تا وقتیکہ دل صاف ہو ذکر و مذکرہ کچھ نفع نہیں دیتا۔ اسی لئے فقیر تمام عالم سے منہ موڑ کر دونوں جہان کا تماشائی بنتا ہے۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی[4] اور جو فقر کہ دنیا کا محتاج بنا دے اور اُس سے بجز[5] اللہ مطلق نہ ہو اُس فقر سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے اور فرمایا ہے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْفَقْرِ الْمُکِبِّ یا فقر مکب سے یہ مراد ہے کہ فقیر مال و دولت رکھتا ہو اور فرعون کی طرح خدائے تعالےٰ کو بھول جائے اور قارون کی طرح بخل اور نمرود کی طرح غرور کرے اور شداد کی طرح دنیا کو زینت دے۔ حالانکہ یہ مال و دولت اور عزت اُسے خداوند کریم نے عطا فرمائی تھی۔ پس چاہئے تھا کہ اُس کی عبادت اور شکر گذاری کرتا جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ (ہم نے بنی آدم کو تمام مخلوقات پر عزت دی)، ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی مگر نہ اس لئے کہ وہ اپنے خالق کو بھول جائے۔ جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (ہم نے جن اور انس کو پیدا نہیں کیا مگر اس لئے کہ وہ ہماری معرفت حاصل کر کے ہماری عبادت کریں)

---

[1] ہابیل اور قابیل آدم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے دونوں نے خدا کی نیاز کی قابیل نے ال کی نیاز میں کھا اور ہابیل نے بہتر سے بہتر بکری جو اس کے ریوڑ میں تھی۔ قابیل کی نیاز نامنظور ہوئی اور نامنظور ہونے کے قابل بھی تھی۔ اور ہابیل کی نیاز قبول ہوئی یعنی اُس وقت کے دستور کے مطابق آسمان سے آگ آ کر اُسکو جلا گئی۔ قابیل نے غصہ میں آ کر مارے حسد کے اپنے بھائی کو مار ڈالا اور اسکی لاش کو لادے لادے پھرا کیونکہ وہ پہلی موت تھی جو زمین پر واقع ہوئی۔ آخر کو اس نے کوے سے دفن کرنا سیکھا اور اس کو اپنی حالت پر سخت رنج ہوا +

[2] حضرت آدم علیہ السلام اور بی بی حوا کو اللہ تعالےٰ نے جنت میں رکھا اور کہدیا کہ تم دونوں اس گندم کے درخت کے پاس نہ آنا۔ و باقی تمام جگہ چلو پھرو کھاؤ پیو مگر شیطان نے ان دونوں کو بہکا کر گندم کا دانہ کھلوایا اور اُسکے کھانے سے جنت کا لباس اُن کے بدن سے جدا ہو گیا۔ و اللہ تعالےٰ نے انہیں جنت سے نکال کر زمین پر ڈال دیا +

[3] زبان پر تسبیح جاری ہے اور دل میں مکر و فریب بھرا ہے ایسی تسبیح کا کیا اثر ہو سکتا ہے +

[4] اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ کی شان میں فرمایا نہیں بہکی نگاہ اور نہ حد سے بڑھی یعنی آپ نے معراج کے وقت خدائے تعالےٰ کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں مگر باوجود اس کے آپ کو کسی چیز کی طرف ایسی توجہ نہ ہوئی جو خدائے تعالےٰ کی یاد سے آپ کو غافل کر سکتی۔ اسی طرح فقیر اگرچہ تمام عالم کی سیر کرتا ہے مگر ذکر بھی ہر وقت جاری رکھتا ہے +

[5] اے پروردگار ہم فقر مکب سے پناہ مانگتے ہیں فقر مکب کمر توڑ نیوالا یا کمر جھکا نیوالا جیسا کہ گداگر ہر ایک کے سامنے جھک کر مانگا کرتے ہیں یہ فقر نہیں کیونکہ اسمیں دنیا کی

بلکہ اُسے تو چاہیئے کہ اپنے پروردگار کی شکرگذاری اور اُس کی اس درجہ عبادت کرتا اور معرفت حاصل کرتا جیساکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (اور عبادت کر اپنے رب کی یہاں تک کہ پہنچے تجھ کو یقین) +

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے مَا رَأَيْتُ شَيْئًا اِلَّا وَرَأَيْتُ اللّٰهَ فِيْهِ۔ (میں نے کسی شے کو نہیں دیکھا مگر یہ کہ خدائے تعالےٰ کا جلال اُس میں دیکھا) +

اور نیز خدائے تعالےٰ بندے کے ساتھ وہی گمان رکھتا ہے۔ جو گمان بندہ خدائے تعالےٰ کے ساتھ رکھتا ہے۔ جیساکہ حضرت رسول مقبول علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے (حدیث قدسی) اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ فَلْيَظُنَّ بِيْ مَا شَاءَ۔ (میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جو اُس کا جی چاہے سو میرے ساتھ گمان رکھے) +

پس جو شخص خدائے تعالےٰ کو یقیناً حاضر و ناظر جانتا ہے اُسے اللہ کے نور کی تجلّی ہر چیز میں نظر آسکتی ہے۔ اور جو شخص خدائے تعالےٰ کو اپنی ذات کی طرح معائنہ کرنا چاہے وہ شخص پہلے دل کی آنکھ پیدا کرلے۔ پھر خدائے تعالےٰ کو اپنی ذات کی طرح معائنہ کرے جیساکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (اور تمہارے نفسوں میں ہے پھر کیا تم نہیں غور کرتے) پس جو شخص کہ معرفت نہیں رکھتا اگرچہ اُس نے ہزاروں کتابیں کیوں نہ پڑھی ہوں مگر وہ ابھی سلوک کے ناواقف اور تصوّف سے بیخبر ہے اور اُس کی زبان زندہ اور دل مردہ ہے۔ ایسا صاحب علم جانور بار بردار سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا باوجودیکہ خدائے تعالےٰ گردن کی شہ رگ سے زیادہ نزدیک ہے جیساکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (ہم اپنے بندے سے اُس کی گردن کی شہ رگ سے زیادہ نزدیک ہیں)۔ جو شخص اپنی جان فروخت کرکے اسم اللہ خریدتا ہے وہ مشاہدہ انوار و تجلّیات کی قابلیت رکھتا ہے ورنہ بندے اور ذات الٰہی سے کیا نسبت اسی لئے فرمایا ہے تَفَكَّرُوْا فِيْ اٰيَاتِهٖ وَلَا تَفَكَّرُوْا فِيْ ذَاتِهٖ (اُسکی نشانیوں پر غور کرو اور اُس کی ذات میں غور نہ کرو) ؎

زشہرگ خدا نزدیک چوں گوید دُور[1] | تو از پس پردہ و مرترا با او حضور
وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ۔ خدا[2] با تو ہمراہ و تو کور چشم از و گم راہ

[1] اللہ تعالےٰ گردن کی شہرگ سے زیادہ نزدیک ہے پھر دور کیوں کہتے ہیں۔ تو پردہ میں پڑا ہوا ہے مگر تجھے اس کے ساتھ حضور حاصل ہے +

[2] یعنی خدائے تعالےٰ تیرے ہمراہ ہے اور تو کور چشم اور اس سے گمراہ ہے +

مَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی[1] ✦

علمِ دین و علمِ دنیا

جو علم کہ محض دنیا کے واسطے اور صرف حصول معاش و روزی کے لئے پڑھا جاتا ہے۔ وہ علم زبان تک رہتا اور حرص و حسد اور کینہ وغرور اس سے پیدا ہوتا ہے۔ علم وہ ہے جو سینہ میں ہوتا اور حق کی رہنمائی کرتا ہے اسی علم کے لئے فرمایا ہے اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ[2]۔ چاہئے کہ علم سے حق شناسی حاصل کرے اور خدائے تعالےٰ کی طرف لو لگائے۔ کیونکہ بجز ذاتِ الٰہی کے کچھ نہ رہیگا۔ اور یہ جو کچھ ہے سب فنا ہو جائیگا۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (تمام چیزیں فانی ہیں اور صرف خدا کی ذات باقی رہیگی جو عزت اور بزرگی والا ہے) کا جلوہ نظر آئیگا۔ پس چاہیے کہ معرفت الٰہی حاصل کرے اور حیوانیت کے دائرہ سے نکلکر انسانیت کے درجہ میں آئے۔ جب اسم اللہ دل پر جم جائیگا تو اُس کی تجلی دل پر غالب اور سوزش اُس میں پیدا ہوگی اور دل زندہ اور نفس مردہ ہو جائیگا۔ تُمِيْتُ النَّفْسَ وَتُحْيِي الْقَلْبَ (نفس مردہ اور دل زندہ ہو جاتا ہے) اور وحشت بھی پیدا ہوگی جیسا کہ حضرت محی الدین ابن العربی رح نے فرمایا ہے۔ اَلْاُنْسُ بِاللّٰهِ وَالتَّوَحُّشُ عَنْ غَيْرِ اللّٰهِ (خدا سے اُنسیت اور غیروں سے وحشت و نفرت ہوتی ہے) ؎

اسم اللہ شد ہویدا بر جبیں ۔۔۔ برزخ فی اللہ برد حق الیقیں[3]

جیسا کہ اَلدُّنْيَا لَكُمْ وَالْعُقْبٰى لَكُمْ مَوْلٰى لِيْ (دنیا بھی تمہارے واسطے ہے اور عقبےٰ بھی تمہارے واسطے ہے مجھے مولا بس ہے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اور دوسری حدیث میں مَنْ اَرَادَ الدُّنْيَا فَهُوَ اَرَادَ الدُّنْيَا وَمَنْ اَرَادَ الْعُقْبٰى فَهُوَ اَرَادَ الْعُقْبٰى وَمَنْ اَرَادَ الْمَوْلٰى فَهُوَ اَرَادَ الْمَوْلٰى (جس نے دنیا کا ارادہ کیا اُس کے لئے دنیا ہے اور جس نے عقبےٰ کا

---

[1] یعنی جو شخص اس جہان میں اندھا رہا وہ قیامت کے روز بھی اندھا رہیگا اور اندھے رہنے سے راہ حق نہ پانا مراد ہے اور اس آیت سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ جس کی آنکھیں دنیا میں دیدار الٰہی سے محروم رہیں قیامت میں کس طرح اُسے دیکھ سکینگی اور صوفی صافی اس کا یہی مطلب لیتا ہے ؎

ہر کہ اینجا نہ دید محروم است ۔۔۔ در قیامت ز لذتِ دیدار

[2] یعنی اے ہمارے پیغمبر کیا ہم نے تمہارا سینہ تمہیں کھولدیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائے تعالےٰ نے اُمّی کہا ہے یعنی آپ کچھ پڑھے لکھے نہ تھے چنانچہ جب پہلی دفعہ جبرائیل علیہ السلام وحی لیکر آئے اور انہوں نے آپ سے کہا پڑھو تو آپ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں تو حضرت جبرئیل نے تین دفعہ آپ کے سینہ کو دبوچا تو آپ جو کچھ وہ کہتے تھے پڑھنے لگے شرح صدر سے یہی مراد ہے ✦

[3] اسم اللہ میری پیشانی پر ظاہر ہو گیا ہے اور برزخ اسم اللہ نے مجھے حق الیقین تک لیگیا ہے۔ دو چیزوں کے درمیان میں جو چیز حائل ہوتی ہے اسے برزخ کہتے ہیں اور طالب کیلئے اسم مسلے کا حائل ہوتا ہے اسی اسم اللہ کو برزخ کہتے ہیں ✦

ارادہ کیا اُس کے لئے عقبےٰ ہے اور جس نے مولا کا ارادہ کیا اُس کے لئے مولا ہے) وارد ہوا ہے ؎

از دل بیروں کشم غم دنیا و آخرت　　　یا خانہ جائے رخت باشد یا جمال دوست

اور اَلْعِشْقُ نَارٌ یُحْرِقُ مَا سِوَی الْمَحْبُوْبِ (عشق وہ آگ ہے جو ماسوے المحبوب کو خاک کردیتی ہے)

اور ہمہ اوست در مغز و پوست صادق آئیگا اور ہر دم زبان سے اللہ نکلیگا۔ اس مقام پر فقیر کو فخر حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ فَافْتَخِرُ عَلٰی سَائِرِ اَعْمَالِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ (فقر میرا فخر ہے اور میں اپنے فقر سے تمام انبیا اور رسولوں کے اعمال پر فخر کرونگا) ✤

دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے۔ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ (فقر میرا فخر ہے اور وہ مجھ سے ہے) ✤

تیسری حدیث میں آیا ہے۔ حُبُّ الْفُقَرَآءِ مِنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِیَاءِ وَبُغْضُ الْفُقَرَاءِ مِنْ اَخْلَاقِ الْفِرْعَوْنَ (فقرا سے دوستی رکھنا انبیاء اور رسولوں کے اخلاق سے ہے اور اُن سے بغض رکھنا فرعون کی خصلتوں سے ہے) ✤

اسی طرح مَنْ نَظَرَ اِلٰی فَقِیْرٍ یَسْمَعُ کَلَامَهٗ یَحْشُرُهُ اللّٰهُ تَعَالٰی مَعَ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ (جو شخص کسی فقیر کی طرف دیکھے اُس کی بات سُنے خدا اُس کا حشر انبیا اور رسولوں کے ساتھ کریگا) آیا ہے۔ اور اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ (میں اُس کا جلیس ہوتا ہوں جو مجھے ذکر کرے) حدیث قدسی میں فرمایا ہے ✤

ذکر سری کا بیان اور اُسکی فضیلت

فقہ کا ایک مسئلہ سیکھنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے اور ایک دم خدای تعالےٰ کا نام لینا اور اُس کی یاد میں رہنا ہزار سال کے ثواب سے افضل ہے۔ کیونکہ فقہ کا پڑھنا اور تلاوتِ قرآن کرنا عبادت ظاہری ہے۔ جس کی قضا بھی ممکن ہے۔ اور گذرے ہوئے وقت کی قضا ناممکن ہے۔ اور اَلْاَنْفَاسُ مَعْدُوْدَاتٌ وَکُلُّ نَفْسٍ یَخْرُجُ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰهِ فَهُوَ مَیِّتٌ (انسان کی سانسیں گنتی کی ہوتی ہیں اور جو سانس بدون ذکر اللہ کے نکلے وہ مردہ ہی)۔

؎ میں نے اپنے دل سے غم دنیا و آخرت نکال ڈالا۔ کیونکہ مکان اسباب کی جگہ ہوتی ہے یا جمال دوست کی یعنی جس طرح مکان یا مال و اسباب کی جگہ یا آرائش کا کمرہ ہو سکتا اسی طرح دل کا حال ہے اگر اس میں دنیا و آخرت کا غم ہے تو وہ اسباب کا کوٹھا ہے اور اگر اس میں غم مولا ہی تو وہ آرائش کا کمرہ ہے ✤

وارد ہُوا ہے ؎

نگہدار دم را کہ عالم دمے ست | دمے پیش دانا بہ از عالمے ست
مکن عمر ضائع بافسوس و حیف | کہ فرصت عزیز است والوقت سیف

پھر جب کہ موت سر پر ہے تو ماسوے اللہ کی طلب گمراہی و ضلالت ہے۔ مَنْ طَلَبَ الْخَیْرَ طَلَبَ اللّٰہ (جسے بھلائی کی خواہش ہو وہ خدائے تعالےٰ کی طلب کرے) اور ذکر الخیر ذکر اللہ آیا ہے۔ اور وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ وَاتَّبَعَ ھَوٰاہُ وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا ۔ (تم اے پیغمبر ہرگز اُن کی پیروی نہ کرنا جن کے دلوں نے ہم سے غفلت کی اور انہوں نے اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور انکا حال حد سے بڑھ گیا) فرمایا ہے +

حدیث قدسی۔ مَنْ طَلَبَنِیْ وَجَدَنِیْ وَمَنْ وَجَدَنِیْ عَرَفَنِیْ وَمَنْ عَرَفَنِیْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ عَشَقَنِیْ وَمَنْ عَشَقَنِیْ قَتَلْتُہٗ وَمَنْ قَتَلْتُہٗ فَھُوَ عَلَیَّ دِیَتُہٗ فَاَنَا دِیَتُہٗ (جو مجھے طلب کرتا ہے وہ مجھے پالیتا ہے اور جس نے مجھے پایا اُس نے میری معرفت حاصل کی اور جس نے میری معرفت حاصل کی اُس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے مجھے دوست رکھا، میرے عشق میں محو ہوا۔ اور جو میرے عشق میں محو ہوا۔ گویا میں نے اُسے قتل کیا اور جسے میں نے قتل کیا اس کی دیت میرے اوپر ہے اور میں ہی اُس کی دیت ہوں) پس جو شخص خدائے تعالےٰ کی طلب میں کوشش کرتا ہے اُسے پالیتا ہے جیسا کہ مَنْ طَلَبَ شَیْئًا وَجَدَ وَجَدَ (جو شخص کسی چیز کے لئے جد و جہد کرتا ہے وہ اُسے پالیتا ہے) +

مقامِ انا

حدیث قدسی۔ اِنَّ فِیْ جَسَدِ اٰدَمَ مُضْغَۃً وَمُضْغَۃٌ فِیْ فُوَادٍ وَفُوَادٌ فِیْ قَلْبٍ وَقَلْبٌ فِی الرُّوْحِ وَالرُّوْحُ فِی السِّرِّ وَالسِّرُّ فِیْ خَفِیٍّ وَالْخَفِیُّ فِیْ اَنَا (انسان کے جسم میں ایک ٹکڑا ہے اور وہ ٹکڑا فواد میں ہے اور فواد قلب میں ہے اور قلب روح میں ہے اور روح سِر میں ہے اور سِر خفی میں ہے اور خفی انا میں)۔ اس حدیث میں قلب کے مقاماتِ ذکر بیان کئے گئے) جب فقیر فنا فی اللہ اس مقام میں پہنچتا ہے سکر اس پر غالب ہوتا ہے اور نورِ توحید تین مقام پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ اوّل پیشانی۔ دوّم چشم۔ سوّم قلب۔ اگر ان تینوں مقامات سے عبادت ظاہر ہوتی ہے تو فقیر صاحب معرفت ہوتا ہی

لے دیکھ اپنی سانس کی حفاظت کر سارا جہان گویا ایک سانس ہے۔ اور ایک سانس ہوشیار کے نزدیک تمام جہان سے بہتر ہے۔ دنیا کی رنج حسرت میں اپنی عمر ضائع نہ کر۔ اور فرصت نہایت عزیز ہے۔ مگر وقت کی تلوار اُسے کاٹ رہی ہے +

ورنہ نور سلب ہو جاتا ہے۔ عبادتِ پیشانی سجدے پر قائم رہنا اور عبادتِ چشم شریعت پر نظر رکھنا۔ اور عبادتِ قلب تصدیق اور متابعت رسول اللہ علیہ وسلم پر قائم رہنا +

اور مقام اَنا دو طرح پر ہے ایک قُم بِاِذنِ اللہ اور دوسرا قُم بِاِذنِی، جیسا کہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ حالتِ سکر میں سُبحَانِی مَا اَعظَمَ شَانِی کہتے تھے۔ اور منصور[1] حلاج رحمۃ اللہ علیہ اَنَا الحق کہتے تھے۔ اَنا سر خفی ہے جو اسے فاش کرتا ہے سر سر کو پہنچتا ہے۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس مقام پر پہنچتے تو آپ سُبحَانَکَ مَا عَرَفنَاکَ حَقَّ مَعرِفَتِکَ (پاک ہے تیری ذات ہم سے تیری معرفت کا حق ابھی ادا نہیں ہوا) فرماتے۔ معلوم ہوا کہ ابھی اور آگے بڑھنا ہے پس مقام خفی میں پہنچنا چاہیے جس کا اس آیت میں ذکر ہے۔ اِنَّ اَولِیَاءَ اللہِ لَا خَوفٌ عَلَیہِم وَلَا ھُم یَحزَنُونَ (بیشک اولیاء اللہ پر کوئی رنج و خوف نہیں ہے اور نہ وہ کبھی غمگین ہونگے) اور یہ فقر فخر محمدی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ (تم تمام امتوں سے بہتر ہو جو پیدا کی گئیں) اور قُم بِاِذنِی، مرتبہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا ہے کیونکہ اُن کی توحید مرتبہ لسانی پر تھی۔ اور اُمّتِ محمدی سر سے پیر تک توحید میں غرق ہے اور وہ نہ خدا ہے اور نہ خدا سے جدا ہے جیسے آگ اور چنگاری اور جیسے نمک اور طعام ؏

ہر چہ در کان نمک رفت و نمک شد

اور جیسے آب اور شیر یہی حال وحدت اور فقیر کا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، لِی مَعَ اللہِ وَقتٌ لَا یَسَعُنِی فِیہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُرسَلٌ (مجھے خدائے تعالےٰ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہے کہ اُس وقت نہ مجھے کسی فرشتے کا خیال ہو سکتا ہے اور نہ کسی نبی مرسل کا دھیان آسکتا ہے) اور جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّا فَتَحنَا[2] لَکَ فَتحًا مُّبِینًا لِّیَغفِرَ لَکَ اللہُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ (اے پیغمبر ہم نے تمہیں فتح دی فتح ظاہر تاکہ اللہ تعالےٰ معاف کر دے تمہارے اگلے پچھلے گناہ) جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس مقام پر پہنچے۔ آپ نے بہت زیادہ[3] عبادت کرنی شروع کی

---

[1] کہتے ہیں کہ ایک دُھنئے کی دکان پر بیٹھا کرتے تھے ایک روز اُسے اُنہوں نے اپنے کام کے لئے کہیں بھیجنا چاہا۔ اُس نے انکار کیا کہ مجھے فرصت نہیں اُنہوں نے کہا جا تیرا کام میں کرتا ہوں وہ چلا گیا اور جب واپس آیا تو دیکھا کہ تمام روئی اُنکی دُھنی پڑی ہے اُس روز سے یہ حلاج مشہور ہوئے۔ حلاج عربی میں دُھنئے کو کہتے ہیں +

[2] اس آیت میں فتح ظاہری اور فتح باطنی دونوں مراد ہیں کیونکہ انبیا کا ظاہر و باطن ایک ہوتا ہے اور چونکہ فتح مکہ سے پہلے یہ آیت اُتری ہے اس لئے فتح مکہ کا اس میں خصوصیت کے ساتھ ذکر ہے +

[3] اور اب آپ کا یہ حال ہو گیا کہ قیام لیل سے آپکے قدم مبارک سوج جاتے۔ اور صحابہ یہ حال دیکھ کر عرض کرتے کہ آپ اتنی مشقت کیوں اُٹھاتے ہیں آپ کو تو خدا تعالےٰ نے ہمیشہ کیلئے معافی دیدی ہے تو آپ فرماتے اَفَلَا اَکُونُ عَبدًا شَکُورًا تو کیا میں خدائے تعالےٰ کا شکر گذار بندہ نہ ہوں +

اور آپ اُس کا شکریہ بجا لائے۔ جب آپ کا یہ حال تھا تو کسی اور کا کیا ذکر ہے۔ اور کُلُّ بَاطِنٍ مُخَالِفُ الظَّاھِرِ فَھُوَ بَاطِلٌ (جو باطن ظاہر سے خلاف ہو وہ باطل ہے) آیا ہے ؎

علم¹ را آموز اول آخر انجیسا بیا | جاہلاں را پیش حضرت حق تعالیٰ نیست جا

اور مَنْ تَزَیَّدَ بِغَیْرِ عِلْمٍ جُنَّ فِیْ اٰخِرِ عُمْرِہٖ اَوْ مَاتَ کَافِرًا (زاہد جاہل کو شیطان مجنوں بنا دیتا ہے یا اُس کی موت کفر پر کر دیتا ہے) وارد ہوا ہے ؎

علم² حق نور است رُشن مثل او انوار نیست | علم باید با عمل علمے کہ بر خر بار نیست

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ ۝ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ۝ (جو شخص رائی کے برابر بھی نیکی کرے وہ اُس کا اجر پا دیگا اور جو شخص رائی کے برابر بدی کرے اُسے بھی اُس کا بدلہ ملیگا) جب کہ علم بدون عمل کے وبال ہے تو چاہیئے کہ علم و عمل سے اپنا ظاہر و باطن درست رکھے ✣

علم ظاہر سے علم باطن کا حصول

کیونکہ علم ظاہر علم باطن کا نمونہ ہوتا ہے ؎

علم³ باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر
کے بود بے شیر مسکہ کے بود بے پیر پیر

علم وہی ہے جو مطلوب تک پہنچائے ورنہ وہ حجاب ہے اسی لئے اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللہِ الْاَکْبَرُ (علم بھی خدائے تعالیٰ کے حجابوں میں سے ایک بڑا حجاب ہے) کہا گیا ہے ؎

علمے⁴ کہ رہے بدست بر دور کتاب نیست | اینہا کہ من بخواندم ہمہ در حساب نیست

عالم بے عمل کی وہی مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔ کَمَثَلِ⁵ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا

۱؎ پہلے علم حاصل کر اُس کے بعد دروازہ میں آ۔ کیونکہ درگاہ الٰہی میں جاہل کی گذر نہیں ہے ✣

۲؎ علم حق ایک چمکتا ہوا نور ہے جس کے مثل کوئی نور نہیں ہے۔ علم با عمل چاہیئے کیونکہ جو علم گدھے پر لدا ہو وہ باور نہیں ہوتا ✣

۳؎ علم ظاہر باطن کی مثال دودھ اور مسکہ کی ہے نہ دودھ کے بغیر مسکہ ہو سکتا ہے نہ بے پیر کے پیر ہو سکتا ہے ✣

۴؎ جو علم کہ دوست تک پہنچاتا ہے کتابوں کے دَور سے حاصل نہیں ہوتا۔ یہ جو کچھ ہم پڑھتے رکھتے ہیں۔ کوئی بھی اس شمار میں نہیں ہے ✣

۵؎ اس آیت میں خدائے تعالیٰ نے علمائے یہود کی مثال بیان فرمائی کہ وہ لوگ توریت کو حاصل ہو کر عمل نہ کرتے تھے۔ تو خدائے تعالیٰ نے فرمایا ان کی مثال اُس گدھے کی جس پر لدے ہوں دفتر پس اسی طرح جس شخص پر علم کا مطلق اثر نہ ہو یہی مثال اسکی ہوگی اَللّٰھُمَّ احْفِظْنَا ✣

ه زاہلِ مدرسہ اسرارِ معرفت طلب کہ نکتہ داں نشود کرم گر کتاب خورد

اسی فقر کی کہ جس کا ذکر ہو رہا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ذر صحابی رضی اللہ عنہٗ کو تعلیم فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا اے ابو ذر جس طرح تم زمین پر تنہا چلتے ہو فرد ہوتے ہو۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ اپنی ذات میں فرد ہے اور پاک اور ستھری چیزوں کو پسند کرتا ہے +

اے ابو ذر تمہیں میرا غم اور فکر معلوم ہے اور کس چیز کا میں مشتاق ہوں۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ ہی بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ آہ آہ واشوقاہ مجھے اپنے رفیقوں کی ملاقات کا بہت شوق ہے جو میرے بعد ہونگے۔ اور جن کی شان انبیا جیسی ہوگی۔ اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک اُن کا مرتبہ شہدا کا ہوگا۔ وہ لوگ اپنے ماں باپ اور بھائی بہنوں اور اپنی اولاد سے دُور بھاگینگے۔ اور خدائے تعالےٰ سے لَو لگائینگے۔ اُنہیں اپنے مال و دولت کی کچھ پروا نہ ہوگی۔ اور اُسے بھی چھوڑ دینگے اور وہ اپنے سرکش نفسوں کو عاجزی سے بدل دینگے۔ اور خواہش نفسانی اور دنیائے دوں سے نفرت کرینگے۔ پہلے وہ مجذوب ہونگے کہ اُن کے دل محبت الٰہی کی طرف کھنچے ہوئے ہونگے۔ اُن کی روزی ذکر اللہ ہوگی۔ اور اُن کے کام محض لوجہ اللہ ہونگے۔ جب کوئی اُن میں سے بیمار ہوگا تو خدائے تعالےٰ کے نزدیک اُن کی بیماری ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہوگی +

اے ابو ذر اُن کا حال اور بیان کروں۔ اُنہوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیوں نہیں۔ آپ فرمایا اُن میں سے ایک کی موت خدائے تعالےٰ کے نزدیک ایسی ہوگی گویا آسمان والوں میں سے کوئی مر گیا +

اے ابو ذر تم چاہتے ہو تو میں اور زیادہ بیان کروں۔ اُنہوں نے عرض کی۔ ہاں یا رسول اللہ بیان فرمائیے۔ آپ نے فرمایا اگر اُن میں سے کوئی اپنے کپڑے کی ایک جوں مار یگا۔ تو یہ بھی خدائے تعالےٰ کے نزدیک ایسا ہوگا کہ گویا اس نے ستر حج اور عمرے کئے اور اُن کے لئے ایسا ثواب ہوگا۔ کہ اُنہوں نے گویا چالیس غلام آزاد کئے اور فرض کرو کہ وہ غلام بھی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور ہر غلام کی قیمت بارہ ہزار دینار ہے +

اے ابو ذر تم کہو تو میں اور بیان کروں۔ اُنہوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا اُن میں سے جب کوئی اہل محبت کا ذکر کریگا اور سانس لیگا تو ہر سانس کے بدلے میں ہزار ہزار درجہ اُن کیلئے لکھتے جائینگے +

ه معرفت کو مدرسہ والوں سے اسرارِ معرفت طلب کر کیونکہ کتاب کھانے سے کیڑا دانشمند نہیں ہوتا +

اے ابوذر اگر تم چاہو تو میں اور زیادہ بیان کروں اُنہوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا اگر کوئی اُن میں کا جبل زبات کے نیچے دو رکعت نماز پڑھیگا تو اُس کو نوح علیہ السلام کی ہزار برس کی عمر کا ثواب ملیگا +

اے ابوذر اگر تم چاہو تو میں اور زیادہ بیان کروں اُنہوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا۔ اگر اُن میں سے کوئی ایک تسبیح کہیگا تو وہ تسبیح قیامت کے دن خدائے تعالےٰ کے نزدیک اس سے زیادہ بہتر ہوگی کہ اُس کے عوض میں دنیا کے پہاڑ سونا چاندی ہو کر اُس کے ساتھ پھرا کریں +

اے ابوذر اگر تم چاہو تو میں اور زیادہ بیان کروں اُنہوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جب کوئی اُن میں سے ایک دوسرے پر نظر ڈالیگا تو اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ نظر بیت اللہ پر نظر ڈالنے سے زیادہ بہتر ہوگی۔ اور جو کوئی اُنہیں دیکھیگا۔ گویا اُس نے خدائے تعالےٰ کو دیکھا۔ اور جو اُنہیں خوش کریگا گویا اُس نے خدائے تعالےٰ کو خوش کیا اور جو اُنہیں کھانا کھلائیگا گویا اُس نے خدائے تعالےٰ کو کھانا کھلایا +

اے ابوذر اگر تم چاہو تو میں اور زیادہ بیان کروں۔ اُنہوں نے عرض کی۔ ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا گنہگار لوگ جو اپنے گناہوں پہ اصرار بھی کرتے ہونگے جب اُن کے پاس بیٹھکر اُٹھینگے تو وہ اپنے گناہوں سے پاک ہو جاوینگے) +

بات یہ ہے کہ ارباب قلوب صاحب مکاشفہ ہوتے ہیں۔ کبھی تو انہیں اسرار ملکوتی رویائے صالحہ کے ذریعہ سے معلوم ہوتے ہیں جو نبوّت کا چالیسواں حصّہ ہے اور کبھی بذریعہ مشاہدہ کے معلوم ہوتے ہیں اور یہ مرتبہ پہلے رتبہ سے عالی ہے اور اُنہیں لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جن کے فقر کا یہ حال ہے کہ وہ ذکر اللہ سے کبھی غافل نہیں رہتے۔ اور شام صبح دن رات ہر وقت اُس میں مشغول رہتے ہیں اور جن کا حال ان آیات میں مذکور ہے۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا (اے پیغمبر تم اپنے آپ کو روکے رہو اُن کے ساتھ جو اپنے رب کو یاد کرتے ہیں شام صبح طالب ہیں خدا کے اور اپنی آنکھ اُن لوگوں سے نہ اُٹھانا زینت دنیا کو تلاش کرتے ہوئے اور اُن کی پیروی نہ کرنا جن کے دلوں کو ہم نے غافل بنا لیا ہے اپنی یاد سے۔ اور

انھوں نے پیروی کی اپنی خواہش کی اور اُن کا یہ حال حد سے گذر گیا) +
اور یَاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً، فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ (جب نیک بندوں کی روح پرواز ہوتی ہے تو خدا ہی تعالٰے کی طرف سے اُسے خطاب ہوتا ہے "اے نفس مطمئنہ" آ اپنے رب کی طرف اور میری بندوں میں داخل ہو کر جنت میں رہ) +
اور اس آیت میں بھی فقر کا ذکر ہے۔ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖ (اللہ نے رکھے نہیں کسی بندے کے دو دل اُس کے اندر[۱]) +
غوث العالم حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں۔ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ لَیْسَ الْفَقْرُ عِنْدِیْ مَنْ لَیْسَ لَهٗ شَیْءٌ بَلِ الَّذِیْ لَهٗ اَمْرٌ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ اِذَا قَالَ لِشَیْءٍ کُنْ فَیَکُوْنُ یَا غَوْثُ مُحْیِ الدِّیْنِ قُلْ لِاَصْحَابِكَ وَاَحْبَابِكَ مَنْ اَرَادَ مِنْكَ فَعَلَیْهِ بِاِخْتِیَارِ الْفَقْرِ فَاِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ یَا غَوْثُ مُحْیِ الدِّیْنِ قُلْ لِاَصْحَابِكَ اِغْتَنِمُوْا دَعْوَةَ الْفُقَرَاءِ فَاِنَّهُمْ عِنْدِیْ وَاَنَا عِنْدَهُمْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ مُحْیِ الدِّیْنِ اِذَا رَاَیْتَ الْمُحْرَقَ بِنَارِ الْفَقْرِ وَالْمُنْکَسِرَ بِکَثْرَةِ الْفَاقَةِ فَتَقَرَّبْ اِلَیْهِ لَیْسَ حِجَابٌ بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ یعنی مجھے اللہ تعالٰے نے فرمایا کہ میری مراد فقر سے یہ نہیں کہ کسی شخص کے نزدیک کچھ نہ ہو۔ بلکہ میری مراد فقر سے یہ ہے کہ فقیر صاحبِ امر ہو کہ اگر کسی چیز کو کہے ہو جا تو وہ ہو جائے۔ اے غوث اپنے احباب سے کہدو کہ وہ اگر تم سے میری محبت چاہیں تو انہیں چاہیئے کہ فقر اختیار کریں اور اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ[۲] کا مصداق ہو۔ اے غوث محی الدین اپنے احباب سے کہدو کہ دعوتِ فقرا کو غنیمت جانو۔ وہ مجھ سے اور مَیں اُن سے نزدیک ہوں۔ اے غوث جب تم کسی شخص کو فقر کی آگ سے جلا ہوا اور فقر و فاقہ سے شکستہ حال دیکھو تو اُس سے نزدیک ہو جاؤ۔ میرے اور اُس کے درمیان کوئی حجاب نہیں +
اسی طرح اَلْفَقْرُ شَیْنٌ عِنْدَ النَّاسِ وَخَزِیْنَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ (لوگوں کے نزدیک فقر ملامت ہے اور خدائے تعالٰے کے نزدیک خزانہ ہے) وارد ہوا ہے۔ اور اسی فقر

---

[۱] پھر جب ایک دل ہے تو کامل توجہ ایک چیز کی طرف ہو سکتی ہے +

[۲] جب فقر تمام ہو جاتا ہے تو فقیر کو مقام فنا میں حصول الی اللہ ہوتا ہے +

کے لئے اَلْفَقْرُ بَیَاضُ الْوَجْہِ فِی الدَّارَیْنِ (فقر دونوں جہان میں سُرخ روئی ہے) فرمایا ہے۔
حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ فقیری اور درویشی کیا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ فقیری اور درویشی یہ ہے کہ اگر تمام عالم کا زر و مال فقیر کے ہاتھ میں دیدیا جاے تو ایک پیسہ بھی وہ اپنے پاس نہ رکھے اور سب خداے تعالےٰ کی راہ میں صرف کردے ۔

فقر کے مقامات

فقر کے ستر ہزار مقامات ہیں۔ فقیر جب تک ان مقامات کو طے نہیں کرتا۔ فقر کا تماشا نہ خود دیکھتا اور نہ دوسروں کو دکھا سکتا ہے۔ اُسے فقیر کہنا غلط ہے۔ درحقیقت وہ فقیر نہیں۔ بلکہ وہ صرف اپنے نفس کے لئے فقیر بنا ہے۔ نہ خدا کے لئے۔ کیونکہ جہاں خزانہ ہے وہاں بلا کا مار ہے۔ اور جہاں گُل ہے وہاں خار ہے۔ اور جب فقیر ان تمام مقامات سے گذر کر عرش تک پُہنچتا ہے تمام افراد کو جانتا اور ہر ایک کے مرتبہ کو پہچانتا ہے۔ مذہب سلوک میں فقیر اسی کو کہتے ہیں اور جب وہ عرش و کرسی سے بھی گذر جاتا ہے۔ تو اس کا مقام کسی کے فہم و گمان میں نہیں آسکتا۔ بلکہ وہ ستر ہوتا ہے درمیان عابد و معبود کے جس کا کشف کسی بشر سے ممکن نہیں۔ مگر خداے تعالےٰ کہ عالم علی الاطلاق ہے جس پر چاہے یہ راز ظاہر کرسکتا ہے ؎

چناں[۱] غرق گشتم بدریاے عشق　　　　کہ ہردم سراز عرش بالا کشد ۔

فقیر باہو کہتا ہے کہ جب براق سوار حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم معراج کو تشریف لے گئے اور جبریل علیہ السلام نے مقام سِدرۃُ المُنتہےٰ میں جلوہ دار صورت کونین کو آراستہ اور ہر شش ہزار عالم کو پیراستہ کرکے آپ کے روبرو ایستادہ کیا۔ اس کے بعد آپ مقام قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی میں پُہنچے تو ارشاد ہُوا کہ اے محمد کونین ہژدہ ہزار عالم کا تم نے تماشا دیکھا اور تمام موجودات کو ہم نے تمہارے سپرد کیا۔ تمہیں اس میں سے کیا پسند آیا۔ اور اس میں سے تمہیں کس چیز کی خواہش ہے۔ آپ نے فرمایا اے پروردگار مجھے تو صرف اسم ذات اور تیری محبت پسند ہے اور تجھ ہی میں تجھ سے چاہتا ہوں۔ ارشاد ہوا۔ اے محمد میری محبت کس چیز میں ہے اور کس چیز کو میں چاہتا اور اُسے دوست رکھتا ہوں اور میرے اور اُس کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔ آپ نے فرمایا خداوندا وہ چیز فقر فنا فی اللہ بقا باللہ ہے۔ چنانچہ آپ اپنی دعا میں فرمایا کرتے۔ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا

[۱] میں عشق کے دریا میں ایسا غرق ہوا ہوں۔ کہ ہردم میرا سر عرش پر پُہنچتا ہے ۔

وَاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا اَللّٰھُمَّ اُحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ (اے پروردگار مجھے مسکینوں میں شمار کر اور میری موت بھی مسکینوں میں کر اور اے پروردگار مجھے قیامت کے دن مسکینوں میں اُٹھا) نیز آپ نے فرمایا ہے سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُ الْفُقَرَاءِ (فقرا کا خادم قوم کا سردار ہے) دوسری حدیث میں ہے اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ (جب فقر تمام ہوتا تو بس خدا اُس کے لئے ہوتا ہے) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاللّٰہُ غَنِیٌّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ (اللہ غنی ہے اور تم سب فقیر ہو) اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فقر اختیاری تھا نہ اضطراری۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا کہ اے محمد تمہیں کیا چیز ناپسند ہے تو آپ نے فرمایا اے پروردگار جو چیز تمہیں ناپسند ہے ارشاد ہوا ہمیں کیا چیز ناپسند ہے۔ فرمایا دنیا کہ تیرے نزدیک مچھر کے پر کے برابر ہے۔ اُس کی عزت نہیں جو کوئی اُسے پسند کرے تیری درگاہ میں وہ ناپسندیدہ ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہی اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنٌ وَمَا فِیْھَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی (دنیا اور ما فیہا ملعون ہے مگر صرف ذکر اللہ) +

فقر آزادی سے نہیں بلکہ علم و عمل اور شریعت و طریقت وغیرہ کو جمع کرنے سے حاصل ہوتا ہے

فقیر باھُو کہتا ہے کہ فقہ اور فقر اور تعلّم و عمل اور حلم یہ سب تین حرف ہیں۔ اور حلیم خدائے تعالیٰ کا نام ہے۔ فقیر کو چاہیئے کہ ان سب کو آمیز کر کے گولی بنائے اور آب شریعت میں گھول کر طریقت و حقیقت۔ معرفت اور عشق و محبّت کے پیالہ میں ڈالکر اُسے نوش کرے اُس کے بعد فقر میں قدم رکھے اور دونوں جہان کو فراموش کرے اُو اللہ بس ماسوے اللہ ہوس، پر دھیان رکھے ورنہ بدون اس کے راہ حق نہیں پا سکتا۔ ہزاروں اس میدان میں بھٹک کر راہ بھول گئے ہیں اور پریشانی اور حسرت اُٹھا کر اپنی جان کھو گئے ہیں۔ اللہ بس ماسوئے اللہ ہوس +

باب اوّل

شرح برزخ اسم اللہ اور توحید فنا فی اللہ

مخفی نہ رہے کہ توریت و انجیل و زبور و اُمّ الکتب فرقان، چاروں کتابیں اسم اللہ کی شرح ہیں اور اسم اللہ سے وہی عین ذاتِ پاک مراد ہے جو اپنی یگانگی میں بے مثل و یکتا اور بے شبہ و بے نمونہ ہے۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ [1] +

[1] اے پیغمبر کہہ دو اللہ ایک ہے اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔ اللہ کی ذات تمام عیبوں سے پاک ہے +

ذکر اللہ کے فتوحات

ذکر اللہ کا شاغل حُبِّ الٰہی کا حامل ہوتا ہے اور علم لدنی بھی اُس پر واضح ہوتا ہے۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا[1]۔ اور جس چیز پر اسم اللہ کا ذکر نہیں ہوتا وہ چیز ناپاک اور گندی ہوتی ہے۔ مَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنَّهٗ لَفِسْقٌ[2]۔ اور دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں عرش و کرسی اور لوح و قلم سے گذر کر اللہ تعالےٰ سے بے حجاب ہمکلام ہوئے، اسم اللہ کی برکت سے۔ اور آپ نے تمام کفار پر فتح پائی اسم اللہ کی برکت سے۔ زمین و آسمان بے ستون قائم ہیں، اسم اللہ کی برکت سے۔ پیغمبروں نے پیغمبری پائی۔ اسم اللہ کی برکت سے۔ کیونکہ وہ اسم اللہ کو اپنا معین جانتے تھے۔ کیونکہ درمیان بندے اور مولا کے یہی وسیلہ ہوتا ہے۔ اولیاؤں اور غوث قطبوں کو ذکر و فکر الہام و غرق توحید کشف و کرامات مراقبہ وغیرہ جو کچھ حاصل ہوا، اسم اللہ کی برکت سے۔ علم لدنی بھی اسی اسم اللہ کی برکت سے قلب پر روشن ہوتا ہے۔ جس کے بعد دوسرے علم کی احتیاج نہیں رہتی۔ اور جس شخص کو اسم اللہ سے قرار ہوتا ہے اُسے غیر اللہ سے فرار ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے جب کہ اُن کی قوم نے نافرمانی کی اور اُن کا کہنا نہ مانا اور وہ بھی اپنی قوم سے ناامید ہو گئے تو انہوں نے درگاہ الٰہی میں دعا کی رَبِّ اِنِّيْ لَاۤ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ (اے پروردگار میں مالک نہیں صرف اپنی ذات اور اپنے بھائی ہارون پر سو اب جدا کر دے ہم سے نافرمان قوم کو) اور اسی لئے لَا تُجَالِسُوْا مَعَ اَهْلِ الْبِدْعَةِ (اہل بدعت کے ساتھ

---

[1] سکھا دیئے اللہ نے آدم کو نام کل چیزوں کے۔ اس قصہ میں بھی علم ظاہری اور علم باطنی کا تقابل ہوا ہے وہ یہ کہ جب خدا تعالےٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین پر اپنا خلیفہ بناؤنگا۔ تو فرشتے بولے۔ اے پروردگار ہم تیری حمد و ثنا کرتے ہیں تو ایسے شخص کو جس کی اولاد زمین پر فساد اور خوں ریزی کریگی پیدا کر کے کیا کریگا۔ تو پروردگار نے فرمایا جس بات کا مجھے علم ہے اُس سے تم بے خبر ہو۔ آخر فرشتوں کو تعجب ہوا اور شیطان کو حسد پیدا ہوا۔ جب پروردگار نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اُن کے جسم میں روح پھونکی اور جب اُن کے دماغ میں پہنچی تو انہیں چھینک آئی اور انہوں نے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا۔ خدائے تعالےٰ نے تمام فرشتوں کو انہیں سجدہ کرنیکا حکم دیا اور سب فرشتے حکم الٰہی بجا لائے۔ مگر شیطان نے نافرمانی کی۔ اور خدائے تعالےٰ نے تمام اشیا کے نام حضرت آدمؑ کے دل پر القا کر دیئے اور فرشتوں کو حکم دیا کہ اگر تمہیں ان چیزوں کے نام معلوم ہیں تو بتاؤ۔ تو فرشتوں نے کہا اے پروردگار پاک ہے تیری ذات ہمیں ان کا علم نہیں۔ جتنا تو نے ہمیں بتا دیا ہم کو اُتنا ہی علم ہے۔ اب فرشتوں کا وہ تعجب جاتا رہا اور حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت انہیں معلوم ہوئی۔ حضرت آدم علیہ السلام کا علم لدنی تھا جو انہیں اللہ تعالےٰ سے بلا وسیلہ حاصل ہوا تھا اور فرشتوں کا علم ظاہری تھا جو انہیں تعلیم سے حاصل ہوا تھا +

[2] یعنی جو جانور کہ اللہ کے نام سے ذبح نہ کیا جائے تو وہ ناپاک اور حرام ہوتا ہے اسی طرح معنی صافی جس چیز پر خدا کا نام لیا ہو اُسے پاک جانتا ہے +

نہ بیٹھو) اور اَھْلُ الْبِدْعَۃِ کِلَابُ النَّارِ (اہل بدعت دوزخ کے کتے ہیں) فرمایا گیا ہے +

تشریح اسم اللہ

یاد رہے کہ اسمائے صفات میں استدراج کا شائبہ ہوتا ہے اور اسم اللہ اسم ذات ہی اور وہ ذات سے کچھ تفاوت اور تجاوز نہیں رکھتا۔ اس لئے استدراج کا شائبہ اس میں ناممکن ہے اور اسم اللہ چار حرف (ا) اور دو (ل) اور (ہ) سے بنا ہے۔ اگر الف جدا کرو تو لِلّٰہ ہوگا۔ اور (ل) جدا کرو تو لَہٗ رہیگا۔ اور دوسرا (ل) بھی جدا کردو تو ہُ (ہو) رہجائیگا۔ یہ چاروں اسم اعظم (اللہ) (لِلّٰہ) (لَہٗ) (ھُو) اسم ذات ہیں۔ اور کلام اللہ میں مذکور ہیں۔ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ کہتے ہیں اسی طرح قرآن مجید میں چار ہزار نام مذکور ہیں۔ اور فرقان بھی اسم اللہ ہے۔ اور مرشد کامل صرف اسم اللہ اور اسم محمدؐ کو جانتا اور اُنہیں سے اپنا واسطہ رکھتا ہے اور کچھ نہیں جانتا۔ اسی طرح طالب صادق وہی ہے جو اللہ تعالےٰ کی طرف توجہ کرے اور بجز ذات اللہ تعالےٰ کے اور کچھ نہ چاہے۔ کیونکہ بجز ذات الٰہی کے سب فانی ہیں

داد ئہ خود سپہر بستاند ۔۔۔ اسم اللہ جاوداں ماند

جب اللہ تعالےٰ نے اسم اللہ کو ذات سے جُدا کیا تو نور محمدیؐ کا اُس سے ظہور ہوا۔ اور اپنی قدرتِ توحید کے آئینہ میں اُس کو دیکھا اور اُس کے دیکھنے سے نور محمدیؐ کا مشتاق اور اس پر عاشق و شیدا ہوا۔ اور خود ناظر و خود منظور ہو کر ربّ الارباب اور حبیب اللہ کا خطاب پایا۔ اور نور محمدیؐ سے کل مخلوقات ہژدہ ہزار عالم کو پیدا کیا۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں وارد ہے لَوْلَاکَ لَمَا اَظْھَرْتُ الرُّبُوْبِیَّۃَ (اے ہمارے حبیب اگر تم نہ ہوتے تو میں ربوبیت ہرگز ظاہر نہ کرتا) +

سب سے پہلے کلمہ طیبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالےٰ نے پڑھا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اُس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی رُوح مبارک نے پڑھا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اُس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے شکم مادر میں پڑھا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ باقی صحابہ آپ کے معجزوں پر ایمان لاتے گئے +

ے اپنا دیا ہوا آخر کو لے لیگا اور صرف اسم اللہ ہمیشہ کو باقی رہیگا +

ہر جاندار کی سانس سے اسم ہُو نکلتا ہے

واضح ہو کہ ہر جاندار خواہ وہ جن و انس سے ہو یا مرغ و مور سے، ہر ایک کی سانس اسم ہُو سے نکلتی ہے۔ کسی کی معلوم اور کسی کی معدوم۔ جن کی معلوم ہے وہ ذاکر ہیں۔ اور جن کی معدوم ہے وہ مردہ ہیں ؎

ابتدا و انتہا ھُو ہر کہ با ھُو میرسد[1]
عارفِ عرفاں شود آنکہ با ھُو، ھُو شود

ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (وہ ہے اول و آخر اور ظاہر اور باطن اور وہ جانتا ہے ہر ایک چیز کو) ؎

باخود[2] حجاب ہزار است ازاں ہزار ہزار
خود نماند خدا بہ بیں کہ یار بیار

کسر نفسی اور اُس کا محاسبہ

اے باھُو تو نہ زاہد و متقی اور نہ پرہیزگار و عاشق حقیقی ہے اور نہ استغراق فنا فی اللہ کے ساتھ تو قائم اللیل ہے۔ اور اے باھُو تو اپنے نفس پر تفحص اور محاسبہ کرتا رہ اور اس کافر سے جہاد کر کے غازی بن اور ہر دم خدائے تعالٰے سے راضی رہ کہ یار با یار و اغیار با اغیار کی مثال صادق آئے اور ہرگز نفس سرکش کے لئے حیلہ و حجت نہ کر +

حصول کمال کیلئے ریاضت و مشقت

جو شخص اس راہ میں قدم رکھے اور ریاضت و مشقت اپنے اوپر گوارا کرے تو اُسے چاہئے کہ بارہ سال شریعت میں اس طرح محنت اُٹھائے کہ ہمیشہ قائم اللیل اور صائم الدہر رہے۔ اور بارہ برس تک طریقت میں اس طرح ریاضت کرے کہ ماسوے اللہ کو طلاق دیدے۔ اور بارہ برس حقیقت میں ریاضت کرے۔ کہ بجز حق تعالٰے کے اور کسی کی طلب نہ رہے اور بارہ برس معرفت میں مرتاض رہے اور اُس میں محو ہو جائے۔ اُس کے بعد عشق و محبت سے ظاہری باطنی آنکھیں کھولے +

---

[1] ابتدا اور انتہا کو پاتا ہے جو شخص کہ ھُو تک پہنچتا ہے اور عارف عرفان ہوتا جو شخص کہ ھُو کے ساتھ ھُو ہوتا ہے +

[2] تیرے ساتھ خود ہزاروں حجاب موجود ہیں جب اُن میں سے ایک بھی نہ رہیگا اُس وقت تیری آنکھیں خدا بین ہونگی اور تو اُس کے ساتھ ہوگا +

مرشد کامل کی مثال اور اسکی ضرورت

مرشد کامل کے بغیر کوئی شخص اس راہ کو طے نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ بمنزلہ ناخدا کے ہوتا ہے اور معرفت کے دریا میں جہاز رانی کے علم سے وہ اچھی طرح واقف اور خبردار رہتا ہے۔ دیکھو اگر معلم نہ ہو تو جہاز غرق ہو جائے۔ خود جہاز اور خود معلم فَهِمَ مَنْ فَهِمَ (سمجھ لیا اس نے جو صاحب فہم ہے) ؎

باھُو ترا نزدیک از شہ رگ خدائی آنخدا باتست و تو از وے جدائی[1]

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (ہم اپنے بندے کی شہرگ سے زیادہ اُس سے زیادہ نزدیک ہیں) ✤

عشق حقیقی و عشق مجازی

عشق حقیقی یہ ہے کہ حق کے سوا اور کچھ یاد نہ رہے اور عشق مجازی یہ ہے کہ ذکر سے سُکر و مستی وجد و جذب غالب ہو اور مجذوب ہو کر معشوق کی یاد میں دیوانہ ہو جائے۔ اللہ بس ماسوے اللہ ہوس ؎

اگر خوابم غرق توحید خدایارم[2]
وگر بیدارم باخدایارم ہوشیارم

؎ واصلاں را ہر دو وقتِ خوش نظر[3] حال مستی را چہ دانی بے خبر

سُبحان اللہ! یہ طالبانِ خدا کا حال ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ مؤنث و مخنث کا ذکر نہیں۔ طَالِبُ الدُّنْیَا مُخَنَّثٌ وَطَالِبُ الْعُقْبٰی مُؤَنَّثٌ وَطَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَکَّرٌ (طالب دنیا مخنث ہے اور طالب عقبیٰ مؤنث ہے اور مذکر طالب مولا ہے) جو مرد خدائے تعالےٰ کے سوا کسی چیز کی جستجو نہیں کرتے۔ نہ انہیں دنیا اور اُس کی زیب و زینت کی خواہش اور نہ حور و قصور اور جنت و بہشت کی تمنا۔ اہل دیدار کے نزدیک یہ سب چیزیں ہیچ ہیں۔ اور اُن کا دل اسم اللہ میں مشغول اور عہد الست میں مست ہے۔ اسم اللہ جس کی جان ہے وہ ہمیشہ کے لئے تمام غموں سے آزاد ہے حشر میں جب نیکی بدی کا حساب ہوگا اور اسم اللہ کا جس کے دل پر نقش ہوگا۔ بلکہ

---

[1] باھُو خدائے تعالےٰ تو تیری شہرگ سے زیادہ نزدیک اور وہ تیرے ساتھ ہے مگر تو اُس سے دُور پڑا ہوا ہے ✤

[2] اگر میں خواب میں ہوں تو غرق توحید ہو کر خدائے تعالےٰ کے ساتھ ہوں اور اگر بیدار ہوں جب بھی خدائے تعالےٰ کے ہمراہ ہوں اسکی راہ میں ہوشیار ہوں ✤

[3] کیونکہ واصلوں کے لئے دونوں وقت خوشی کے ہیں اور تو اے بیخبر حال مستی کو کیا جانے ✤

ایک دفعہ بھی جس نے اُسے صادق دل سے پڑھا ہوگا۔ اور اگرچہ اُس کے اس قدر گناہ ہوں کہ زمین و آسمان میں بھی نہ آ سکیں۔ تو یہ تمام گناہ جس پلہ پر ہونگے۔ ہلکا رہیگا۔ اور صرف اسم اللہ جس پلہ پر ہوگا گراں رہیگا۔ فرشتے تعجب کر کے کہینگے۔ اے پروردگار اس بندے کی کونسی نیکی نے ترازو کے پلہ کو گراں کر دیا۔ حق تعالےٰ فرمائیگا۔ اے فرشتو! یہ بندہ میرا طالب ہے اور میرے نام میں مشغول رہا ہے۔ اے فرشتو! تم اہل حجاب اور حقیقت اشغال سے ناواقف ہو۔ یہ لوگ میرے ساتھ ہیں اور مَیں اِن کے ساتھ۔ اللہ بس ماسوئے اللہ ہوس ؎

عبادت میں توجہ نہ کرنا

اگر کوئی شخص تمام عمر روزہ۔ نماز۔ حج۔ زکوٰۃ۔ تلاوت قرآن وغیرہ عبادتیں کرتا رہے اور کتنی ہی علمی فضیلت حاصل کر لے۔ مگر اسم اللہ و اسم محمد رسول اللہ سے بے خبر ہو اور اس کے مطالعہ میں نہ رہے۔ تو یہ تمام عبادتیں رائگاں ہیں۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے اَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ (تم میرا عہد پورا کرو مَیں تمہارا عہد پورا کرونگا) اور کَمَا تَبْعَثُوْنَ تَمُوْتُوْنَ کَمَا تَمُوْتُوْنَ تُبْعَثُوْنَ (جس طرح تم پیدا ہوئے ہو مروگے بھی اور جس طرح مرجاؤگے اُسی طرح پھر اُٹھو گے) جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ؎

جب نفس فنا ہو جاتا ہے تو نفسانیّت کا شائبہ مطلق نہیں رہتا

اور یہ بھی یاد رہے کہ عالم۔ فاضل فقیہ۔ قائم اللیل۔ صائم الدہر۔ عابد۔ زاہد۔ چلہ کش حاجی گوشہ نشیں۔ غوث قطب۔ اہل اللہ۔ ولی اللہ۔ صاحب تقوےٰ و فتوےٰ۔ شیخ مشائخ۔ صاحب وِرد و وظائف۔ اہل مجاہدہ و مشاہدہ۔ غریب خاکسار۔ صابر و شاکر نیک بخت و خلیق۔ مومن و مسلم صاحب ذوق و شوق بہت ہیں۔ اور یہ سب نفس پرست ہیں۔ اور با خدا واصل الے اللہ حق پرست کم ہیں خلاصہ یہ کہ فقیر عارف باللہ۔ فقیر فنا فی اللہ و فنا فی الرسول کو کہتے ہیں۔ پس فقیر کو فنا فی فقر او فنا فی ہو ہونا چاہیے ؎

باھوؔ اسم اللہ کہ را گردد رفیق | از خود فنا فی اللہ شود در جاں غریق

---

[۱] باھو اسم اللہ جس کا رفیق ہو جاتا ہے وہ اپنی خودی سے فنا ہو کر مقام فنا فی اللہ میں غرق ہوتا ہے ؎

مرشدِ کامل سے رُوگردانی

مرشد کامل و مکمل برزخ اسم اللہ و برزخ اسم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہکر طالب کے ہاتھ میں دیتا ہے اور اُس کی راہ بتاتا ہے۔ جو شخص ایسے مرشد سے رُوگرداں ہو۔ یقین ہے کہ وہ اسم اللہ اور اسم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے رُوگرداں ہوگا۔ کیونکہ کلمۂ طیّبہ انہیں دو اسموں سے مرکب ہے اور جو کلمۂ طیبہ سے رُوگرداں ہو اُس کے مرتد ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اور مرتد کا روزہ نماز اور کوئی عبادت قبول نہیں۔ دیکھو حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے۔ مَنۡ تَعَلَّمَنِیۡ حَرۡفًا فَھُوَ مَوۡلَائِیۡ (جس نے مجھے ایک حرف بھی بتایا وہ میرا سردار ہے[1]) اور جو شخص اپنے اُستاد سے سب سے پہلے جو چیز پڑھتا ہے وہ اسم اللہ ہے۔ کیونکہ وہ سب سے۔ پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا ہے ؞

ذکرُاللہ کی شان

معلوم ہو کہ نفس۔ زبان۔ دل۔ روح۔ جسم سب مخلوق ہیں اور اسم اللہ غیر مخلوق ہے پس غیر مخلوق کو غیر مخلوق سے یاد کرنا چاہئے۔ اور اسم اور مسمّٰے میں یہ فرق ہے کہ اسم صاحب ذکر ہے اور مسمّٰے صاحب استغراق ہے۔ صاحبِ اسم مقام خلق میں ہوتا ہے اور صاحب مسمّٰے مقام غرق میں۔ پس صاحب مسمّٰے پر ذکر حرام ہوتا ہے اور اس کا ظاہر و باطن حضور فی اللہ میں غرق ہوتا ہے ؎

ہر کہ از روز ازل مستِ الست[2]   چشم نقاش جہاں یکتا پیوست

نقاش چوں در نقش آید خانہ بیگرد و نقاش

گر محرمش اسرار خانہ از نقاش غافل مباش

پس جس طرح نقش و تصویر کا دیکھنے والا نقاش اور مصوّر سے غافل نہیں ہوتا۔ اسی طرح طالب صادق برزخ اسم اللہ میں مسمّٰے سے غافل نہیں ہوتا اور ہر دم اُسی کی فکر میں رہتا ہے۔ اور تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیۡرٌ مِّنۡ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیۡنِ (ایک ساعت خدائے تعالےٰ کی نشانیوں میں فکر کرنا دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے) پر عمل کرتا ہے اور یہ تفکر برزخ اسم اللہ مقام فنا فی اللہ

---

[1] ایک حرف بتانے والے کا یہ مرتبہ ہے تو جو خدا کی راہ بتائیگا اُس کا مرتبہ تو بہت عالی ہوگا ؞

[2] روز ازل سے وہی شخص مست الست ہوا ہے جس کی نگہ نقاش جہان پر پوری پڑ گئی ؞

میں ذات پر منتہی ہوتا ہے ✦

جب عارف باللہ واصل الی اللہ کے دل پر برزخ اسم اللہ کا تصور جم جائے اور وہ اسم اللہ میں محو ہو جائے تو معلوم ہوا کہ جسم اسم میں غائب ہوا۔ اور اور اسم ظاہر رہا۔ اور اُسے حالت ظاہری و باطنی اسم اللہ کے مشاہدہ سے معلوم ہوتی ہے۔ اور اسم اللہ کی سوزش سے وہ اپنے وجود میں ذکر اللہ کی لذت نہیں پاتا اور ذکر اُسے اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے اور جدھر نظر اُٹھاتا ہے۔ اسم اللہ اُسے مدنظر رہتا ہے اور اسم اللہ کے سوا کوئی چیز اُسے اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ اگرچہ بظاہر ماسوے اللہ دیکھ رہا ہے اور اب ہمہ اوست در مغز و پوست ہو جاتا ہے ✦

توحید مطلق

توحیدِ مطلق صاحب تصور کی طرف غائت تمام رُخ کرتی ہے اور نفس دل اور دل روح ہو جاتا ہے اور روح سر ہو جاتی ہے اور سر مقام خفی میں اور خفی مقام انا میں آتا ہے اور انا یخفےٰ میں آتا ہے اور اسے توحید مطلق کہتے ہیں۔ اور آخر اول سے منطبق ہوتا ہے۔ جس طرح اول توحید سے نور محمدی ظاہر ہوا۔ اور نور محمدی سے روح اور روح سے نور۔ روشنی۔ اسم۔ جسم۔ قلب۔ نفس۔ قالب اربعہ عناصر پیدا ہوئے ✦

پس مرشد کامل اسی طرح مراتب براتب منزل مقام بمقام توحید میں غرق کرتا اور ازل تک پہنچاتا ہے اور حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ[۵۱] کا مصداق بناتا ہے۔ کیونکہ وہ مقام توحید منفرد میں دخل تام رکھتا ہے اور اُس کی رہنمائی کرتا ہے۔ فَہِمَ مَنْ فَہِمَ۔ اور مقام منفرد وہ جہاں نور خدائے تعالےٰ سے جُدا ہوا۔ اور یقین ہے کہ مرشد کامل جب کسی کے ہاتھ میں اسم ذات دیگا اُسے عین توحید میں پہنچاویگا۔ اور ہرگز اُسے صفات میں نہ چھوڑیگا۔ اور یہ بجز یکتائی توحید کے باقی تمام منزل و مقام میں اس کا مشترک ہوتا ہے

فرشتہ گرچہ دارد قرب درگاہ[۵۲]
نگنجد در مقام لِیْ مَعَ اللہ

۵۱ اپنے وطن کو دوست رکھنا ایمان کی نشانی ہے ✦ اسی لئے صوفی صافی اپنے حقیقی وطن کی طرف رجوع کرتے ہیں ✦

۵۲ اگرچہ فرشتوں کو قرب درگاہ حاصل ہے مگر مقام لی مع اللہ میں اُن کی بھی گنجائش نہیں ہے ✦

خلاف شرع گمراہی ہے

اگرچہ توحید میں کتنا ہی غرق ہو جائے مگر خلاف شرع ظاہر نہ ہونا چاہئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِذَا رَأَیْتَ رَجُلًا یَطِیْرُ فِی الْھَوَاءِ وَیَمْشِیْ عَلَی الْمَاءِ وَتَرَکَ سُنَّۃً مِنْ سُنَّتِیْ فَاضْرِبْہُ بِالنَّعْلَیْنِ (اگر تو کسی شخص کو ہوا میں اڑتا ہوا یا پانی پر چلتا ہوا دیکھے اور تجھے معلوم ہو کہ میری سنت پر عمل نہیں کرتا تو اُسے جوتے مار یعنی اُس کی خدائے تعالےٰ کے نزدیک کچھ عزت نہیں ہے شیطان کو خدائے تعالےٰ نے اس سے زیادہ قدرت دی ہے) ؎

نمازِ[1] دائمی با وقت پندار کسے وقتے نخواند پس گنہگار

جو فقیر کہ اسم اللہ کے ساتھ مشغول ہے خواہ دانا ہو یا دیوانہ وہ مجذوب باللہ اور یگانۂ خدا ہوتا ہے اور اُس کی زبان پر یہ ترانہ ہوتا ہے ؎

محبت[2] است کہ دل را نمے دہد آرام
وگرنہ کیست کہ آسودگی نمے خواہد

اور جس شخص کو کہ اسم اللہ سے غصہ آتا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ اسم اللہ کو نہیں چاہتا۔ بلکہ وہ دشمن خدا ہے۔ اس لئے اگرچہ فرض کفایہ ہے۔ مگر اسم اللہ سُن کر جل جلالہٗ کہنا چاہئے۔ کیونکہ جل جلالہٗ کہنا عبادت ہے۔ اسلام کی شان ہے۔ کہ جب شیطان کا نام سُنے غصہ ہو جاوے اور جب خدا کا نام سُنے خوش ہو جاوے۔ کیونکہ جس وقت تک خدا کا نام لینے والا زمین پر ہے قیامت قائم نہ ہوگی۔ اور یاد رہے کہ اسم اللہ سے منع کرنے والا دو حال سے خالی نہیں یا منافق ہوگا یا کافر اور حاسد و متکبر ہوگا۔ اسم اللہ دونوں جہان کا رہبر ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اللہ بس ماسوئے اللہ ہوس

اللہ

اللہ بس ماسوئے اللہ ہوس

اللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
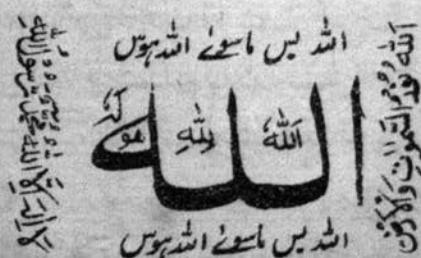
[1] نماز ہمیشہ اپنے وقت پر پڑھتا رہ اور جو شخص اگر ایک وقت بھی نہ پڑھے تو وہ گنہگار ہے۔
[2] محبت ہے کہ دل کو قرار نہیں دیتی ورنہ کون شخص آسودگی نہیں چاہتا۔

اسم اللہ کی یہ شان ہے جو نذکور ہوئی کہ طرفۃ العین میں غرق توحید کرتا ہے جو خاص اسم ذات سے مختص ہے ✤

باب دوم

تجلّیات و تحقیق مقاماتِ نفس و ماسوائے اللہ وغیرہ

مخفی نہ رہے کہ تجلّی سے مراد روشنی ہے اور وہ چودہ قسم پر ہے اور ہر ایک قسم کیلئے ایک مقام مخصوص ہے اور ہر مقام پر اُس کی تجلّی کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور یاد رہے کہ فقر کے تمام مقامات میں سے تجلّی ایک سخت اور مشکل کام ہے۔ اور ہزاروں لاکھوں عارف واصل محقق۔ موحد۔ ذاکر۔ طالب۔ تجلّی کے دریا میں غوطے کھاکر گمراہ ہو گئے ہیں۔ اور ہرگز راستی کے ساحل پر نہیں پہنچے ہیں۔ بعض مرتد ہوئے اور بعض شہرت کے خبط میں گرفتار ہوئے ہیں۔ بعضے شرک اور بدعت واستدراج میں پڑ گئے ہیں اور بقدر معصیت اُن پر دوزخ کا عذاب ہوگا ✤

تجلّی کے اقسام اور اُس کے مقامات

پہلی[۱] تجلّی شریعت کی ہے اور وہ آنکھ سے متعلق ہے کہ جو کچھ دیکھے اس کا معائنہ کرے دوسری[۲] تجلّی طریقت کی ہے کہ اُس سے نور قلب زیادہ ہوتا ہے۔ تیسری[۳] تجلّی حقیقت کی ہے کہ اُس سے نور روح زیادہ ہوتا ہے۔ چوتھی[۴] تجلّی معرفت کی ہے کہ اُس سے نور سرّ زیادہ ہوتا ہے پانچویں[۵] تجلّی عشق کی ہے کہ اُس سے نور اسرار الٰہی زیادہ ہوتا ہے۔ چھٹی[۶] تجلّی مرشد و شیخ کہ اُس سے نورِ محبت اور اپنے مربّی سے خلوص زیادہ ہوتا ہے۔ ساتویں[۷] تجلّی فقر کہ اُس سے نور حق زیادہ ہوتا ہے۔ آٹھویں[۸] تجلّی ملائکہ کہ اُس سے نور تسبیح زیادہ ہوتا ہے۔ نویں[۹] تجلّی جن کہ اُس سے جنون اور دیوانگی زیادہ ہوتی ہے۔ دسویں[۱۰] تجلّی نفس کہ اُس سے خواہش نفسانی زیادہ ہوتی ہے۔ گیارھویں[۱۱] تجلّی شیطان کہ اُس سے معصیت اور گناہ زیادہ ہوتے ہیں۔ بارھویں[۱۲] تجلّی شمس کہ اُس سے نور برق زیادہ ہوتا ہے۔ تیرھویں[۱۳] تجلّی قمر کہ اُس سے نور کا پرتو زیادہ ہوتا ہے۔ چودھویں[۱۴] تجلّی بزنج اسم اللہ و اسم للہ و اسم لَہٗ و اسم ہُو و اسمائے نود و نہ و اسم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ ہر ایک حرف فتیلہ اور شمع کی طرح تاباں اور روشن ہوتا ہے۔ مگر تجلّی کے مقامات غرہ میں آکر کہیں سُست

بیت
دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار ۔ کہ پیدا نہ شد تختہ بر کنار

نہ ہو جائے۔ بلکہ آگے بڑھنا چاہیئے۔ کیونکہ اَلسُّکُوْنُ حَرَامٌ عَلٰی قُلُوْبِ اَوْلِیَائِہٖ (سکون اولیاء اللہ پر حرام ہے) آیا ہے اور نفس جو دیو کی طرح ہے اُس کے دھوکہ میں بھی نہ آئے ؎

دیو[1] زادہ نفس را علاجے نیست
از عشق سوز بسوز تا دیو مسخر گردد

خلاصہ یہ کہ اہل شریعت کی تجلی اُس کے سر پر چمکتی ہے اور اہل طریقت کی دل پر۔ اور اہل حقیقت کی مشاہدہ میں اور اہل معرفت کو سر سے پیر تک تجلی حاصل ہوتی ہے۔ اور واضح رہے کہ دو تجلیّیں شیطانی اور نفسانی میں سے۔ اوّل بظاہر زر و سیم کی اور دُوسری عورت کی ہے۔ اسی لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا ہے۔ اَلنِّسَآءُ شَیَاطِیْنُ خُلِقْنَ لَنَا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ الشَّیَاطِیْنَ (عورتیں ہمارے لئے شیطان کی طرح پیدا کی گئی ہیں۔ ہم شیطان کے شر سے پناہ مانگتے ہیں) اور بظاہر دو تجلّیّیں اور ہیں جن کا ذکر اوپر نہیں آیا۔ اوّل تجلی روز دُوم تجلی شب اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ وَجَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًا وَّجَعَلْنَا النَّہَارَ مَعَاشًا (ہم نے رات تمہارے لئے پردہ بنائی ہے اور دن کو معاش کا ذریعہ بنایا ہے) ان دونوں تجلّیوں میں نفس کا محاسبہ کرنا اور اللہ تعالےٰ کو حاضر و ناظر جاننا چاہیئے ؎

گر کنیم[2] شرحے تجلی را تمام | رقم گردد دفترش از خاص و عام

اور جب تک کہ طالب غرق وحدت نہیں ہوتا اور مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (موت سے پہلے مرجاؤ۔ یعنی اپنے نفس کو مار کر زندگی حاصل کرو) کا مصداق نہیں بنتا اُس وقت تک ہر مقام میں رنجیدہ رہتا ہے اور بہشت کے مشاہدہ میں اُس کے لئے مزدور بنتا ہے ؎

بعد[3] مردن زندہ گشتنم بالا الٰہ | ہر عبادت دم گشتہ بہتر آہ الا اللہ

خاص تجلی وہ کہ در محبّت الٰہی سے پیدا ہو۔ جیسا کہ حضرت موسٰے علٰے نبیّنا و علیہ السّلام نے دیدار کی آرزو میں خدائے تعالےٰ سے مناجات کی رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ (اے پروردگار مجھے اپنا دیدار دکھلا کہ مَیں دیکھوں۔ جواب ملا لَنْ تَرٰنِیْ تم نہ دیکھ سکو گے) ارشاد ہُوا کہ اے موسٰے تم نے ہماری جناب میں گستاخی کی کیونکہ ہم نے وعدہ کیا ہے کہ جب تک ہمارے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہمارے دیدار سے مشرف نہ ہو گی اُس وقت تک کسی کو دیدار نصیب نہ ہوگا۔ حضرت موسٰے علیہ السلام

---

[1] دیو زادہ نفس کا اس کے سوا کوئی علاج نہیں کہ عشق کی آگ میں جل اور اُسے بھی جلا تاکہ دیو مسخر ہو جائے +

[2] اگر مَیں تجلّی کی پوری شرح بیان کروں تو اُس کے تمام اقسام سے ایک دفتر پُر ہو جائیگا +

[3] مر کر میں لا الٰہ سے پھر زندہ ہُوا کیونکہ تمام عبادت سے یہ بہتر ہے کہ ہر سانس آخر الا اللہ کے ساتھ نکلتی رہی +

نے اس پر کچھ خیال نہ کیا بلکہ اُن کا شوق و محبت اور زیادہ ہوا۔ اور پھر وہی مناجات کی۔ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ۔ حکم ہوا اے موسےٰ ہم تجلی کرینگے مگر تم اُس کی برداشت نہ کرسکوگے حضرت موسےٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ اے پروردگار میں برداشت کرسکونگا۔ حکم ہوا اے موسیٰ بندوں کی طرح نماز دوگانہ ادا کرکے دوزانو ہو بیٹھو۔ اور کوہ طور پر نظر ڈالو۔ ہم اُس پر اپنی تجلّی کرینگے اگر ہماری تجلی سے کوہ طور بحال رہا تو تم ہماری تجلّی کی برداشت کرسکوگے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام فرمان الٰہی بجالائے اور دو رکعت نماز ادا کرکے دوزانو ہو بیٹھے اور کوہ طور کی طرف دیکھنے لگے۔ کہ اُس پر خدائے تعالےٰ کی تجلّی ہوئی اور وہ ریزہ ریزہ ہوگیا۔ اور حضرت موسےٰ علیہ السلام بیہوش ہوکر گر پڑے اور تین شبانہ روز تک بیہوش رہے۔ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا۔ (جس وقت اللہ تعالےٰ نے پہاڑ پر تجلّی کی تو وہ پاش پاش ہوگیا اور موسےٰ ہوکر گر گئے) جب موسےٰ علیہ السّلام ہوش میں آئے تو حکم ہوا اے موسےٰ ہم نے نہ کہا تھا کہ برداشت نہ کرسکوگے۔ آخر کو تم پر نور تجلی کا پرتو پڑا اُسی سے تم بیخود ہوگئے۔ اور ہمارے ستر کو تم نے آشکارا کیا۔ اے موسےٰ ہمارے بہت سے بندے اُمت محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں آخر زمانہ میں پیدا ہونگے کہ ہمارے نور کی تجلّی اُن کے دلوں پر ہر دن میں ہزار ہزار بار ہوگی اور ذرہ برابر بھی اُن میں تجاوز نہ ہوگا۔ بلکہ فریاد کرینگے اور کہینگے۔ اِشْتِیَاقِیْ مُحَبَّتِیْ اِلَی الْحَبِیْبِ (میرا اشتیاق میری محبت اپنے دوست کی طرف ابھی ویسا ہی باقی ہے جیسا پہلے تھا) یاد رکھو کہ یہ درد و عشق کی آگ بجز دل درویش و عاشق کے کہیں قرار نہیں پکڑتی۔ مُبادا اگر صاحب درد اپنے سینہ سے ایک آہ نکالے تو تمام عالم مشرق سے مغرب تک جلکر خاک سیاہ ہوجائے۔ اور جب حضرت موسےٰ علیہ السلام انوار تجلّی عشق سے مشرف ہوئے تو آپ کے روئے مبارک پر انوار تجلّی تاباں ہوئے۔ حکم ہوا۔ اے موسےٰ اپنے مُنہ پر نقاب ڈالو۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام اپنے روئے مُبارک پر جو نقاب ڈالتے۔ انوارِ تجلّی سے سوختہ ہوجاتا۔ یہاں تک کہ آپ نے زرونقرہ سے بھی نقاب بناکر ڈالا وہ بھی سوختہ ہوگیا۔ حکم ہوا۔ اے موسےٰ اگر تم اسی طرح ہزاروں نقاب ڈالتے رہوگے تو سب کے سب سوختہ ہوتے جائینگے۔ اور تمہارے مُنہ پر ایک نہ ٹھیرگا۔ مگر وہ نقاب جو عارف باللہ فنافی اللہ دلق پوشوں کی گدڑی سے ایک ٹکڑا لیکر اُس کا نقاب اپنے مُنہ پر ڈالو۔ تو وہ نقاب تمہارے مُنہ پر ٹھیریگا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور یہ نقاب اُن کے روئے مُبارک پر قائم رہا اور سوختہ نہیں ہوا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے عرض کی اے پروردگا

یہ نقاب کیوں سوختہ نہیں ہوا جسکم ہوا۔ اے موسٰے یہ ٹکڑا درویشوں کی دلق کا ہے اور جو کچھ اُن کے وجود میں ہے بجز غیر ما سوے اللہ کے نہیں ہے اور تجلی سرّ اللہ سے ان کا وجود دریا ہو رہا ہے۔ اور رحمت الٰہی کی کشتی شب و روز اس میں جاری ہے۔ فقر سرّ اللہ ہے اور اللہ سرّ فقر۔ فقیر انسان ہے اور باقی لوگ حیوان ہیں۔ جیسا کہ اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ (انسان میرا سرّ ہے اور میں اُس کا سرّ ہوں) آیا ہے ؎

بوقتے[1] سجدہ کردم پیش معبود | کہ منبر مسجد و کعبہ نہ جا بود
نہ بودہ نفس و شیطاں کفر و اسلام | نہ بودہ جسم و جان و روح و عظام
نہ بودہ انبیاء و اولیا نہ | بہ ہر یک را و ہم آنجا نشاں نہ
ہمہ نابود بودے ما چہ بودم | فنا فی اللہ بحق وحدت ربودم

اَلْاٰنَ[2] کَمَا کَانَ خدائے تعالےٰ اپنی شان میں ویسا ہی ہے جیسا پہلے تھا ؎

حقیقت[3] ابتدا از من چہ پرسی | نہ کن بود و نہ بودے عرش و کرسی
نبودہ ہیچکس ہم آں خدا بود | کجا بودے من ایں تو ایں مقصود
نبودے[4] شش جہاتش زیر و بالا | بقدرت خویش بودے حق تعالےٰ
مکانِ حق بود در لامکانے | کہ سرِّ عاشقاں سرّے نہانے

اور جب کہ اَلسَّلَامَۃُ فِی الْوَحْدَۃِ وَالْاٰفَۃُ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ (سلامتی تنہائی میں ہے اور آفتیں خلط ملط میں ہیں) آیا ہے۔ اسی لئے فقیر کثرت کو چھوڑ کر وحدت اختیار کرتا ہے اور بجز دیدار الٰہی کے اور کسی طرف رُخ نہیں کرتا ہے ؎

بجز[5] دیدار حق مردار باشد | کہ عاشق طالب دیدار باشد

---

[1] میں نے خدائے تعالےٰ کو ایسے وقت سجدہ کیا کہ اُس وقت نہ منبر تھا نہ مسجد تھی نہ کعبہ تھا اور نہ کوئی مکان تھا ÷ نہ نفس و شیطان تھا نہ کفر و اسلام تھا۔ نہ جسم و جان تھی اور نہ رُوح و اعظام (ہڈیاں) تھیں ÷ نہ انبیا تھے اور نہ اولیا تھے اور کسی کا بھی وہاں نشان نہ تھا اور سب اُس وقت نابود تھے اور میں بھی نہ تھا۔ بلکہ وحدت الٰہی میں فنا تھا ÷

[2] ان تمام تعینات سے خدائے تعالےٰ کی ذات میں کچھ بھی تغیر نہیں واقع ہوا۔ بلکہ اُس کی شان اب بھی ویسی ہی ہے جیسے کہ پہلے تھی ÷

[3] ابتدائے حقیقت تو مجھ سے کیا پوچھتا ہے اُس وقت تو نہ کُن تھا اور نہ عرش و کرسی تھی۔ اور اُس وقت کوئی بھی نہیں تھا صرف خدائے تعالےٰ کی ذات تھی۔ اور نہ میں اور نہ تو کوئی بھی نہیں اور حقیقت ابتدا کی ترکیب ابتدائے حقیقت سے مقلوب ہے اور اضافت مقلوبی میں کسرۂ اضافت نہیں آتا ÷

[4] نیچے اور اوپر کہیں بھی شش جہات نہ تھے صرف خدائے تعالےٰ اپنی قدرت سے موجود تھا۔ اور اب خدائے تعالےٰ کا مکان لامکان میں ہے۔ اسی لئے عاشقان خدا کا راز سرِّ مخفی ہوتا ہے ÷

[5] بجز دیدار الٰہی کے جو کچھ ہے سب مردار و حرام ہے۔ کیونکہ عاشق صرف دیدار کا طالب ہوتا ہے ÷

حکم ہوُا۔ اے موسےٰ تمہاری نظر فنافی اللہ پر غالب نہ آسکیگی +

پس معلوم ہوُا کہ طائفہ فقرا کی سرشت پر تو عشق و انوارِ تجلی کی خاک سے ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کتاب ذات المجتبیٰ میں لکھا دیکھا ہے کہ جس روز خدائے تعالےٰ نے اپنے علم قدرت سے اہل عشق کو عالم موجودات میں پیدا کرنا چاہا۔ تو اُس خاک پر جس سے انہیں پیدا کرنے کا ارادہ کیا۔ رحمت کی نظر ڈالی۔ اور اُسے شوق و اشتیاق اور عیش و عشرت اور خوشی و خرمی کی نگاہ سے دیکھا۔ تو اُس خاک میں اسرار و محبت ظاہر ہوئی۔ اور اُسے جُنبش ہوئی اور وہ سکر میں آکر رقص کرتی ہوئی فریاد کرنے لگی۔ اَنَا الْمُشْتَاقُ اِلَّا فِیْ لِقَائِیْ۔ (مَیں مشتاق ہوں مگر صرف دیدار کے وقت) اُس وقت اللہ تعالےٰ نے اس زمین سے اہل عشق کو پیدا کیا۔ اسی لئے حضرت موسےٰ علیہ السلام نے رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ (اے پروردگار مجھے اپنا دیدار دکھا) کی پکار مچادی۔ آخر کو جواب ملا لَنْ تَرَانِیْ وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَہٗ فَسَوْفَ تَرَانِیْ (اے موسےٰ تم نہ دیکھ سکو گے۔ لیکن تم اس پہاڑ کی طرف نظر کرو۔ اگر ہماری تجلی سے یہ پہاڑ ٹھیرا رہے تو تم مجھے دیکھ سکو گے ورنہ نہیں) آخر کو آپ نہ مانے اور اللہ تعالےٰ نے آپ کی تشفی کے لئے کوہ طور پر تجلی کی۔ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا (پھر جب اللہ تعالےٰ نے طور پر اپنی تجلی کی تو وہ پاش پاش ہوگیا اور موسےٰ بیہوش ہو کر گر گئے) پھر جب موسےٰ علیہ السلام ہوش میں آے اور اپنی تشفی پوری کر چکے۔ تو خدائے تعالےٰ کی جناب میں اپنی جرأت کی معافی مانگی۔ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَکَ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ یٰمُوْسٰٓی اِنِّی اصْطَفَیْتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَبِکَلَامِیْ فَخُذْ مَآ اٰتَیْتُکَ وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ (پھر جب موسےٰ ہوش میں آے تو کہا اے پروردگار پاک ہے تیری ذات مَیں نے توبہ کی اور مَیں سب سے پہلے تجھ پر ایمان لانے والوں میں سے ہوں۔ پروردگار نے کہا اے موسےٰ مَیں نے تجھے لوگوں میں سے چن لیا ہے۔ رسالت کے لئے اور اپنے کلام کرنے کے لئے۔ سو تو میری یہ نشانی لے اور میری شکر گذاری کرتا رہ) +

ذکر مشاہدہ

مشاہدہ کی پندرہ ۱۵ قسمیں ہیں۔ اُن میں سے چودہ ۱۴ مقامِ ناسوت میں اور ایک مقام لاہوت سے ہے جو خاص مقام ذات و توحید صرف باری تعالےٰ کا ہے۔ جیسا کہ ہر ایک کی شرح مذکور ہے

چنانچہ مقاماتِ مشاہدہ تسبیح[1] زبان و مشاہداتِ نفس[2] و قلب[3] و روح[4] و آفتاب[5] و ماہتاب[6] و جن[7] و ملائکہ[8] و شیطان[9] و آتش[10] و باد[11] و خاک[12] و آب[13] و صورتِ شیخ[14] مقامِ ناسوت سے ہیں۔ اور مشاہدہ مقام توحید فنا فی اللہ بقا باللہ مقام لاہوت سے ہے اور یہ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ (جب فقر تمام ہو جاتا ہے تو مشاہدہ الٰہی فقیر کو حاصل ہوتا ہے) کا مقام ہے۔ جب فقیر اس جگہ آتا ہے ہمہ دوست در مغز و پوست ہو جاتا ہے۔ اور طالب اللہ جب مقام توحید میں غرق ہو جاتا ہے۔ تو ان چودہ[14] مقامات سے جدا ہوتا ہے ؎

ہر کہ[1] بیند روئے فقر ش صبح و شام — آتشِ دوزخ برو گردد حرام

اے باھُو چونکہ خدائے تعالےٰ تیرا ہم نفس، اس لئے تو بھی اُس سے ہم نفس ہے۔ اَلْعَافِيَةُ بِالْعَافِيَةِ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى (عافیت سے عافیت حاصل ہوتی ہے اور سلام اُس پر جو نیک بات کی پیروی کرے) اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس ؎

تو[2] عین تجلی او تجلی جو — بسترِ تجلے تو شوی عین او

نور نورش ہا ہمہ بودہ ظہور — ہر چہ بینی او از و گشتہ است تو

آن نور تجلی بوسے کوہِ طور — با عین عیان است مرا حق حضور

ہم دم است و ہمقدم ہم درکنار — گر تو چشمے داشتے با حق نگار

خاص الخاص کی تجلی یہی ہے کہ برزخ اسم اللہ سے حاصل ہوتی ہے جو اسم اعظم ہے ؎

تو[3] بخود مغرور و از حق بے خبر — کے رسی در معرفت ای بے بصر

قیامت کے روز جب عاشقوں کو مقام تجلی میں بُلایا جائیگا۔ اور ہر ایک عاشق کو سامنے لیجائینگے۔ حق سبحانہٗ تعالےٰ ہزار ہزار بار فرمائیگا کہ ہمارا دیدار دیکھو۔ ہر فقیر پر ہر بار تجلی ہوگی اور وہ ستر ہزار سال تک بیہوش پڑا رہیگا۔ اور جب ہوش میں آئیگا تو فریاد کرے گا هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ۔ (کچھ اور بھی کچھ اور بھی) پھر تجلی ہوگی اور ستر ہزار سال کے بعد اپنے مقام پر آئیگا۔ اسی طرح فقیر فنا فی اللہ سر سے پیر تک انوارِ تجلی سے پُر ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمۃ کا

---

[1] جو شخص کہ شب و روز مقام فقر فنا فی اللہ سے مشرف ہوتا ہے۔ آتش دوزخ اُس پر حرام ہو جاتی ہے +

[2] تو بذاتِ خود اُس کی ایک تجلی ہے اب دوسری تجلی کیا ڈھونڈتا ہے اُوسی کے راز کو دریافت کرتا کہ عین حقیقت کا مشاہدہ کرے + اسی کے نور کا پرتو سب ظاہر ہوا ہے۔ جو کچھ تو دیکھ رہا ہے اُسی کے پرتو سے روشن ہوتا ہے + وہی نور تجلی حضرت موسٰی پر کوہ طور سے ظاہر ہوا۔ مگر مجھ اپنی ظاہری آنکھوں سے حق حضوری عیاں ہے + اور وہ تیرے ساتھ ہمدم ہمقدم ہے اور بالکل نزدیک ہے اگر تیری آنکھیں بھی حق نگار ہوتیں تو تجھے بھی نظر آتا + [3] تو اپنی خودی میں مغرور ہو کر حق سے بے خبر ہو رہا ہے۔ تو اس طرح سے بے بصر ہو کر معرفت کے مقام تک کب پہنچ سکتا ہے +

قصہ منقول ہے کہ وہ اپنے مکان پر تشریف رکھتی تھیں۔ اتفاقاً شب کو چند اولیاء اللہ اُن کی مُلاقات کے لئے تشریف لائے۔ مگر بے سروسامانی کی وجہ سے ان کا مکان تاریک تھا۔ اور اُس میں روشنی مطلق نہ تھی۔ یہ لوگ حیران ہوئے کہ ایک دوسرے کو نظر نہیں آ سکتا تھا۔ حضرت رآبعہ بصری نے یہ حال دیکھ کر اپنی انگشت مُبارک پر دم کیا اور اُن کی دو انگلیوں میں سے آفتاب کی طرح ایک شعلہ ظاہر ہوا اور قندیل سے زیادہ صاف روشنی دینے لگا۔ حاضرین متعجب ہوئے۔ اور خوشنود ہو کر واپس گئے۔ معلوم ہوا کہ فقیر فنا فی اللہ کا وجود ہمہ تن تجلی ہے۔ کیونکہ فقر عینِ ذات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور تمام تجلیات نور اللہ تعالےٰ سے روشن ہیں ؎

از سر[1] بپا ے تجلی گشت نور ۔۔۔ من ازاں نورم کہ نور از من ظہور

فقرا کا وجود نور سے ہوتا اور عوام کا وجود اربعہ عناصر سے فقیر جب چاہتا ہے کہ اُس کے وجود کی آگ آگ ہو جائے۔ اور اُس کے وجود کا پانی، پانی ہو جائے اور ہوا، ہوا اور خاک، خاک ہو جائے۔ تو اُس وقت آگ، آگ میں مل جاتی ہے اور پانی، پانی میں ملجاتا ہے اور ہوا، ہوا میں اور خاک، خاک میں ملجاتی ہے۔ اور اُن کا وجود ایک لطیف شعلہ ہوتا ہے۔ جو عشق کی آگ سے بھڑکتا اور بجز ذات معشوق کے قرار نہیں لیتا ہے اور جب تک اپنے معشوق کو نہیں دیکھتا ازل سے ابد تک مُشتاق ہو کر پریشان رہتا ہے۔ کیونکہ چار چیزوں کو قرار نہیں۔ آفتاب و ماہتاب کو اور عاشق و باد کو ✦

عشق الٰہی کے لزومات

یاد رہے کہ فقیر فنا فی اللہ عشق الٰہی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک وہ گیارہ چیزوں کو ترک نہ کرے:۔

اول، اکسیر۔ دوم تکسیر۔ سوم، علوم۔ چہارم، ذکرِ پنجم، فکر۔ ششم، امید بہشت۔ ہفتم، بیم دوزخ۔ ہشتم، حُبِّ دنیا و زر و مال وغیرہ۔ نہم، رجوعاتِ خلق۔ دہم، ناموس۔ یازدہم، مجلسِ اہلِ دنیا ✦

تا وقتیکہ فقیر ان تمام چیزوں کو ترک نہ کرے راہ ربانی اُسے حاصل نہیں ہوتی۔ کیونکہ دنیا فانی ہے۔ اور ان تمام چیزوں کا تعلق اس سے ہے۔ جیسا کہ اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَّلَنَا صَوْمٌ

[1] سر سے پیر تک اُس کے نور کی تجلی ظاہر ہو رہی ہے۔ میں اُس نور سے ہوں جس کا پرتو مجھ سے ظاہر ہے ✦

(دنیا در حقیقت گویا ایک روز ہے اور ہمارے لئے گویا روزہ ہے) اور دوسری حدیث میں
اَلدُّنْیَا ظِلٌّ زَائِلٌ (دنیا ایک سایہ ہے جو جاتا رہیگا) وارد ہوا ہے ❖

باب سوم
مرشد و طالب کے خصوصیات

اس بات کا جاننا بھی ضرور ہے کہ مرشد کامل کسے کہتے ہیں اور وہ کیا وصف و خاصیت رکھتا ہے۔ اور کیونکر بذریعہ سلوک کے توحید میں غرق کرتا ہے اور وہ کس طرح مجلس محمدی میں پہنچاتا ہے اور خود وہ کیا مراتب رکھتا ہے۔ اور اس سے طالب کو کیا حاصل ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ مرشد فنا فی اللہ بقاباللہ صاحب تصرف ہوتا ہے۔ اور یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ (مارتا جلاتا ہے یعنی مردہ دل کو زندہ اور زندہ نفس کو مردہ کرتا ہے) اس کی صفت ہوتی ہے۔ اور گویا وہ خود سنگ پارس ہے اور اس کی نظر طالب کے حق میں کسوٹی ہے۔ اور خوئے بد کو وہ تبدیل کر دیتا ہے جس طرح سے رنگریز کپڑے کو عمدہ سے عمدہ رنگ میں رنگ سکتا ہے اور جس طرح سے کہ تنبولی اپنے پانوں کی نگہبانی کرتا ہے۔ اسی طرح مرشد کامل طالب اللہ کی حفاظت کرتا ہے۔ کیونکہ وہ خُلق محمدی سے موصوف اور مادر و پدر سے زیادہ اس پر مہرباں ہوتا ہے۔ اسماء ربانی بتاتا اور ہر منزل میں مشکلکشا ہوتا ہے۔ اور اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْحَاجَتِ (صبر تمام حاجتوں کی کنجی ہے) کی تعلیم دیکر زر و مال سے بے نیاز بناتا ہے۔ طالب اس کے عزیز ہوتے ہیں۔ اور وہ ان کا مربی شفیق ہوتا ہے۔ اور فقرا کی طرح مفلس اور غسالوں کی طرح مردہ شو ہوتا ہے۔ نہیں نہیں۔ بلکہ وہ ناپاک اور مردہ دلوں کو غسل دیکر انہیں پاک اور زندہ کرتا ہے۔ اسی طرح طالب کو بھی چاہیے کہ وہ فقر و فاقہ پر ثابت قدم رہے اور مصائب و سختی سے رُوگرداں نہ ہو، ورنہ اس کی نااہلی ثابت ہوگی اور وہ مرشد کے فیض سے محروم رہیگا۔ کیونکہ مرشد طالب کے حق میں گل کوب کی طرح ہوتا ہے

دیکھو کمہار مٹی کو گلگوب سے کس طرح کوٹتا پیٹتا ہے اور اُس کی ایک عمدہ سے عمدہ صورت بنا کر طیار کرتا ہے۔ یہی مثال مُرشد کامل کی ہے، بشرطیکہ وہ خدا بیں ہو۔ ورنہ ع

او خویشتن گم است کرا رہبری کُند[1]

کی مثال صادق آئیگی ؎

مرشدانِ[2] این زمانہ زر بگیر ہر کہ نذرش میکنداں بے نظیر

؎ مرشدانِ[3] این زمانہ زر پرست و زن پرست
زن پرست و زر پرست و دل سیاہ و خود پرست

مرشدانے[4] واصلانِ حق عشق سوز ہر دم ہر ساعتے سوز شب و روز

انسان کے وجود میں اُس کے مقامات

انسان کے وجود کی مثال دُودھ جیسی ہے کہ دہی۔ چھاچ۔ مسکہ۔ گھی۔ سب دودھ سے بنایا جاتا ہے۔ اسی طرح انسان کے وجود میں نفس و قلب و روح و سِر وغیرہ مقامات کا ایک ہی خانہ ہے۔ اور ذکر و اشغال و ریاضت و تربیتِ مرشد سے اُس میں یکے بعد دیگرے ہر ایک میں تجلی ہو کر اُس کا ظہور رہتا ہے۔ اور جس طرح دہی جمانے والا دُودھ میں بقدر ضرورت دہی ڈالتا ہے اور پھر اُسے جما کر چھاچ اور مسکہ جدا کر لیتا ہے اور مسکہ کو تپا کر اُسے خالص گھی بناتا ہے۔ اسی طرح مرشد طالب اللہ کے وجود میں مقاماتِ نفس و قلب و روح و سِر و توفیق الٰہی و مقاماتِ شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت و مقامِ خناس و خرطوم شیطان حرص۔ حسد۔ کبر۔ غرور کو جدا جدا کرتا ہے تاکہ محمودات کو باقی رکھے اور مذمومات کو نکال ڈالے جس طرح قصاب جانور مذبوح کی اول کھال جُدا کرتا ہے۔ پھر اُس کے تمام اجزا کو علیحدہ علیحدہ کرتا ہے اور اُس میں جس قدر رگ و پٹھے ہوتے ہیں ان سے واقف ہوتا ہے اور اُنہیں نکالکر الگ ڈالدیتا ہے۔ اور نرم و سخت گوشت کو پہچانتا ہے اور عمدہ کو ردی سے علیحدہ رکھتا ہے۔ مرشد

[1] وہ خود گم ہے دوسروں کی کیا رہبری کریگا ✦
[2] جب اس زمانہ کے مرشدوں کے پاس جاؤ تو اُن کیلئے زر لیجاؤ۔ جو شخص کہ اُنہیں زر دیتا ہے وہی شخص بے نظیر ہے ✦
[3] اس زمانہ کے مرشدوں کا حال کیا بیان کروں وہ تو زر پرست و زن پرست ہیں۔ اور زر پرستی و زن پرستی سے سیاہ دل ہو کر خود پرست ہو گئے ✦
[4] مرشداں واصلانِ حق عشق سوز ہوتے ہیں۔ اور اسی کی تپش میں شب و روز جلتے رہتے ہیں ✦

کامل و مکمل ایسا ہونا چاہیئے کہ تمام مقامات سے خوب واقف ہو +
چار مرشدوں کا ہاتھ پکڑنا چاہیئے (۱) مرشد شریعت (۲) مرشد طریقت (۳) مرشد حقیقت (۴) مرشد معرفت +

مرشد شریعت، بنائے اسلام کلمہ۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ پر قائم رہتا ہے۔ اور مرشد طریقت، گردن میں بندگی کا طوق ڈالکر دونوں جہان سے بے نیاز ہوتا ہے۔ اور مرشد حقیقت، نفس کشی اور اُس کی سرکوبی میں جانبازی کرتا ہے۔ اور مرشد معرفت، سرِ اسرار پر مطلع ہو کر صاحب راز ہوتا ہے۔ جو شخص کہ طالب اللہ کو ان مراتب تک نہ پہنچا سکے وہ مکار و دغاباز ہے۔ اسی طرح جو شخص کہ زہد و تقوے میں رہتا اور ریاضت و چلہ کشی بہت کچھ کرتا ہے۔ مگر باطن سے بے خبر ہے وہ بھی گمراہی بیابان میں پڑا ہوا ہے +

صاحب باطن و صاحب بطن

فقیر دو طرح کے ہوتے ہیں، صاحب باطن و صاحب بطن۔ صاحب بطن حیوانوں کی طرح شکم پری کرتا اور باطن سے بے خبر ہوتا ہے۔ آخر کو اپنا انجام خراب کرتا ہے۔ اور صاحب باطن بقدر ضرورت کھانا اور اس سے دوچند اس کے وجود میں نور کا ظہور ہوتا ہے شکم فقیر تنور، اور اُن کا قلب بیت المعمور ہوتا ہے۔ اور اُن کی خواب حضور و بیداری ہوتی ہے زاہد طالب بہشت ان کے نزدیک مزدور ہے اور اُس کی آخرت منفور ہے +

صاحب زر و صاحب نظر

مرشد کی بھی دو قسمیں ہیں۔ مرشد صاحب زر و مرشد صاحب نظر۔ اور مرشد فصلی سالی اور مرشد وصالی لازوالی سے بھی یہی مراد ہے۔ مرشد کامل پھلدار اور سایہ دار دونوں درختوں کی خاصیت رکھتا ہے۔ اور جس طرح لوگ پھل دار درخت سے پھل کھاتے ہیں اور سایہ دار درخت سے آفتاب کی تپش سے آرام پاتے ہیں۔ اسی طرح مرشد کامل طالب کو ہر زمانہ میں فیض پہنچاتا ہے اور جس طرح مرشد کو دشمن دنیا اور دوست دین ہونا چاہیئے اسی طرح طالب کو بھی صاحب یقین ہونا چاہیئے کہ مرشد سے اپنے جان و مال میں کچھ دریغ نہ کرے۔ حدیث شریف میں ہے تَرْکُ الدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ عِبَادَۃٍ وَحُبُّ الدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ (جس طرح ترک دنیا تمام عبادت

کی جڑ ہے اسی طرح حبِ دنیا تمام گناہوں کی جڑ ہے) اور مرشد طالب کے لئے وسیلہ ہوتا ہے۔ اور وسیلہ فضیلت سے بہتر ہوتا ہے۔ کیونکہ فضیلت گناہ سے مانع نہیں ہوتی اور وسیلہ گناہ سے مانع ہوتا ہے اور اُس سے بچاتا ہے۔ جیساکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حضرت زلیخا کے واقعہ میں اللہ تعالٰے نے اُنہیں اپنی نشانی بتائی اور وہ اپنے قصد سے باز رہے اور جیساکہ اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَنَبِیٍّ فِیْ اُمَّتِہٖ (شیخ قوم میری اُمت میں بمنزلہ نبی کے ہوگا) وارد ہُوا ہے۔ اور مرشد کامل ایک نظر سے طالبِ عالم کے علوم بُھلا دیتا ہے۔ اور طالب جاہل کو اُس سے آگاہ کر دیتا ہے ؎

گر ترا علم است یا حِلم است یا دانش عظیم[1]
بے وسیلت میرساند مر ترا راہے بر جحیم

اَلْوَسِیْلَۃُ دَرَجَۃٌ (وسیلہ ایک درجہ عظیم ہے) حدیث شریف میں آیا ہے۔ اور وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ (تم اُس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو) اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے +

تلقین کا بیان اور اُس کی تمثیل

تلقین سے یہ مراد ہے کہ دنیا کو ترک کرے اور ماسوے اللہ کو طلاق دیدے۔ اور اللہ تعالٰے پر توکل کرے۔ جو شخص کہ صاحبِ تلقین نہیں۔ صاحبِ یقین نہیں۔ اور ذکر اللہ و اسم اللہ کی مثال شیر جیسی ہے۔ جس جگہ شیر رہتا ہے اُس جگہ اور جانور نہیں آسکتے۔ اسی طرح جس دل میں ذکر اللہ اور اسم اللہ ہوتا ہے اُس دل میں خطرات اور توہمات نہیں رہنے پاتے۔ اور اگر توہمات اور خطرات پیدا ہوں تو جاننا چاہئے کہ ذکر اللہ نے ابھی اثر نہیں کیا +

عارفِ دنیا اور عارفِ عقبےٰ اور عارفِ مولا

عارف کی یہ صفت ہوتی ہے۔ جیساکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ (جسے معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے اُس کی زبان بند ہوتی ہے) اور وہ اس صفت سے بھی موصوف ہوتا ہے۔ جیساکہ دوسری حدیث میں فرمایا ہے مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ طَالَ لِسَانُہٗ (جسے معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے حق گوئی میں اُس کی زبان کُھل جاتی ہے) اور عارف کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ اوّل عارفِ دنیا دوم عارفِ عقبےٰ۔

[1] اگرچہ تجھ علم اور حلم اور عقل بھی حاصل ہو تب بھی بے وسیلہ کے گمراہی میں پڑ جانے کا خوف ہے +

سوم عارف مولا +

عارفِ دُنیا، طالب زر و مال و جاہ و رجوعات خلق ہے۔ اور وہ طالب مرید استخوان رہتا ہے۔ اور بادشاہ و سلاطین کے نزدیک اپنی کشف و کرامات کا خواہاں ہوتا ہے۔ یہ مرتبہ مُخنّث کا ہے اور علےٰ ہذاالقیاس اس کے طالبوں کا بھی حال واضح ہے +

عارف عقبےٰ، زاہد و عابد اہل علم متقی و پرہیزگار ہوتا ہے۔ اور دوزخ سے ترساں اور بہشت کا خواہاں ہو کر خدائے تعالےٰ کی عبادت کرتا ہے۔ یہ مرتبہ مؤنث کا ہے اور اسی طرح اس کے طالب بھی مؤنث ہیں ؎

زاہدا[1] از بیم دوزخ چند ترسانی مرا
آتشے دارم کہ دوزخ نزد آں خاکستر است

اور عارف مولا عارف باللہ غرق توحید و حضور ہوتا ہے اور دنیائے دوں سے کوسوں دُور رہتا ہے اور ذکر و فکر میں مشغول و مصروف ہو کر اسی میں مسرور رہتا ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس +

لطیفہ

اللہ کے نام پر (الف) ہے اور انسان اور احد پر بھی (الف) ہے۔ پس انسان اہل سِرّ کو کہتے ہیں اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ (انسان کامل میرا ایک راز ہے اور میں اُس کا راز ہوں) اور دیکھو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی انسان ہیں تو اب دوسرا شخص بھی انسان جب ہوگا کہ اُس کا تابعدار اور پیرو بنے۔ اور خدائے تعالےٰ نے انسان کو بڑی فضیلت عطا کی کہ اُسے رسالت سے ممتاز کیا۔ اور اسی طرح آدم بھی (الف) ہے تو آدمی وہی ہے جو آدمیت حاصل کرے ورنہ حیوان ہے۔ اور جو شخص کہ خدا و رسول سے نزدیک ہوتا ہے وہ لذتِ دنیاوی اور نفس و شیطان سے دُور ہوتا ہے اور جو شخص دنیائے دوں اور خواہش نفسانی اور حرکاتِ شیطانی سے نزدیک ہوتا ہے اور خدا و رسول سے دور ہوتا ہے +

استغراق

استغراق کی دو قسمیں ہیں۔ استغراق[1] مجلس محمدی اور استغراق[2] توحید فنا فی اللہ۔

---

[1] اے زاہد تو مجھے دوزخ سے کیا ڈراتا ہے۔ میرے سینہ میں خود وہ آگ ہے جس کے سامنے دوزخ خاک ہے +

اہلِ مجلس محمدی صلے اللہ علیہ وسلم، عارف ہے۔ اور صاحبِ استغراق توحید فنا فی اللہ، معارف ہو عارف مرشد کامل کو کہتے ہیں اور معارف مرشد مکمل کو کہتے ہیں۔ اور ہر رف۔ وہ ہے جو کامل و مکمل ہو عارف اپنے جسدِ ظاہری سے مجلسِ حضوری میں باریاب ہوتا ہے۔ اور معارف جسدِ روحانی سے مشرف ہوتا ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب معارف سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ تو اہلِ مجلس اُسے نہیں دیکھتے۔ اور عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کس سے باتیں کر رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں، معارف سے کہ اپنے جسدِ ظاہر سے زمین پر موجود ہے اور جسمِ روحانی سے ہمارے پاس حاضر ہے اور دیوانہ و عاشقِ خدا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے اِنَّ اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُهُمْ غَیْرِیْ (میرے اولیا میری قبا میں پوشیدہ ہیں انہیں میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا)۔

مُعارِف پر کشف و کرامات بند ہوتی ہے

جس کسی کو کہ اللہ تعالےٰ مُعارف فقر فنا فی اللہ کا مرتبہ عطا کرتا ہے اُسے علم باطنی میں عالم و فاضل بناتا ہے۔ اور اس پر کشف و کرامات کی راہ بند کرتا ہے۔ کیونکہ فقر کی دو راہیں ہیں۔ ایک[1] فقر بکرم دوم فقر بکرامات۔ اور فقر بکرم میں بھی دو راہیں ہیں۔ ایک کرم بکمالیت۔ دوم بکبر چنانچہ شیطان کرم کمالیت کی طرف نہیں آتا اور کبر و کرامات کی طرف آتا ہے۔ جس طرح خود اس سے اَنَا واقع ہوا اور اُس نے اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ کہا۔ اور فقر دعا یا بددعا کا نام نہیں ہے کہ کسی کو دعا دیدی یا کسی کو بددعا کر دی اور وہ پوری بھی ہوگئی۔ بلکہ فقرا کے دعا و پیغام میں تاخیر واقع ہوتی ہے۔ البتہ فقرا کو وہم و جذب ہوتا ہے۔ اُن کا وہم رحمتِ خدا اور اُن کا جذب قہر نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ۔

مرشد کا مرید کے لئے آئینہ ہونا

مرشد مرید کے لئے آئینہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الرَّحْمٰنِ (مومن مومن کے لئے آئینہ ہوتا ہے) جس طرح آئینہ سے سُرخ و سیاہ بھلا بُرا جو کچھ ہو صاف نظر آتا ہے۔ اسی طرح مرشد تحقیق کرتا ہے کہ طالب کو طلبِ حق ہے یا طالب غیر اللہ طالب اپنے ارادہ کے موافق مقصود کو پہنچتا ہے کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِهٖ (ہر چیز اپنی اصلیت

[1] میں آدم سے بہتر ہوں۔

کی طرف رُجوع کرتی ہے۔ پس طالب کو جاسوس سے ڈرنا چاہئے۔ جیساکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا ہے۔ اِخْوَانُ ھٰذَا الزَّمَانِ جَوَاسِیْسُ الْعُیُوْبِ (اس زمانے کے احباب عیبوں کے جاسوس ہیں) اور جس طرح کہ سُنار سونے چاندی کو بوتہ میں ڈال کر امتحان کے لئے آگ پر رکھتا ہے اور اُسے پگھلا کر دیکھتا ہے اسی طرح مرشد طالب کا امتحان کرتا ہے۔ جیساکہ حدیث شریف میں آیا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُجَرِّبُ الْمُؤْمِنِیْنَ بِالْبَلَاءِ کَمَا یُجَرَّبُ الذَّھَبُ بِالنَّارِ (اللہ تعالےٰ مصیبتیں ڈال کر ایمان والوں کا امتحان کرتا ہے جس طرح سونے چاندی کا امتحان آگ پر ہوتا ہے) مگر معدہ آدمی کا دشمن ہے اس لئے فقیر کو چاہئے کہ طمع نہ کرے اور اگر کوئی کچھ دے تو اُسے واپس نہ کرے اور جو کچھ پائے اُسے جمع نہ کرے۔ فقیر کے لئے وصال و مُلاقات ہے اور بطن کے لئے کشف و کرامات ہے۔ اور وصال و مُلاقات مقام لاہوت سے ہے۔ اور کشف و کرامات مقام ناسوت سے ہے۔ اور مُلاقاتِ حضور پُرنور شرف الاولیا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی مُلازمت سے مشرف ہونا۔ اور غرق توحید و حدانیت اور مقام ربوبیت میں فنافی اللہ بقا باللہ ہونا ہے۔ اور جو شخص کہ ملازمت مجلس رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوتا ہے حقیقت حال سے واقف و آگاہ ہوتا ہے۔ اسی طرح مقام طریقت سے بھی وہی آگاہ ہوتا ہے جو مقام طریقت سے مشرف ہوتا ہے۔ اور یہی حال مقام حقیقت و معرفت و مقام عشق و محبت کا ہے جو شخص کہ ان مقامات سے مشرف ہوگا وہی ان کی حقیقت و حال سے واقف ہوگا۔ اور کسی دوسرے شخص کو مقام عشق و محبت کی کیا خبر۔ جو شخص مقام عشق سے آگاہ ہوگا۔ اور جس شخص کو مقام محبت میں دستگاہ ہوگی وہی اس سے باخبر ہوگا۔ اور جس شخص کو خدا کی ذات مدنظر ہے دونوں جہان اُسکی پیش نظر ہے۔ اور جو شخص مقام حضور فقر فنافی اللہ کو طے کرتا ہے اور مراتب بمراتب اُس کو حاصل کر لیتا ہے ہر ایک کو جانتا اور سب کو پہچانتا ہے۔ جیساکہ مَنْ عَرَفَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ (عارف پر کسی چیز کی حقیقت پوشیدہ نہیں رہتی) وارد ہوا ہے ؏

مراتب علم و معرفت

عالم اُسے کہتے ہیں جو عین حق کا طالب ہو، اور مولانا وہ ہے جو مولےٰ کا طالب ہو اور دانشمند وہ ہے کہ ہمیشہ اپنے نفس پر مُدعی رہے۔ اور فاضل اُسے کہتے ہیں کہ محبت جاودانی چھوڑ کر

توفیق الٰہی کا رفیق بنے۔ جیسا کہ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلدُّنْیَا فَهُوَ کَافِرٌ وَمَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلْحُجَّةِ فَهُوَ مُنَافِقٌ وَمَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلْمَوْلٰی فَهُوَ مُسْلِمٌ (دنیا کے لئے علم کا طالب کافر ہے اور حجت اور غلبے کے لئے علم کا طالب منافق ہے اور خدائے تعالےٰ کی طلب کیلئے علم کا طالب مسلمان ہے) مگر حق بات کو چھپانا بھی منع ہے اور اَلسَّاکِتُ عَنِ الْحَقِّ شَیْطَانٌ اَخْرَسُ (حق بات سے چپ رہنے والا شخص شیطان اخرس (گونگا) ہے) آیا ہے۔ اور علم کی بھی دو قسمیں ہیں۔ علم عارفیت و علم عاریت۔ علم عارفیت علم ربوبیت کا نام ہے اور علم عاریت علم دنیا ہے مردار ہے۔ اور دنیا کے لئے اَلدُّنْیَا مَنَامٌ وَعَیْشُ فِیْهَا اِحْتِلَامٌ (دنیا گویا ایک خواب ہے اور اس کا عیش گویا احتلام ہے) وارد ہے۔ اور جو علم کہ محض دنیا کے لئے پڑھا جائے وہ ابوجہل کا ہمنشیں بنائیگا۔ اور جو علم کہ لوجہ اللہ پڑھا جائیگا وہ مجلس محمدی میں پہنچا کر آپ کا ہمنشیں بنائیگا۔ اس لئے مرشد کو عالم علم ربوبیت ہونا چاہیے۔ تاکہ طالب اس کا متعلم بنے ورنہ مرشد جاہل کیا تعلیم دیگا۔ بلکہ مرشد جاہل دنیائے دوں کی محبت میں آکر حرص ہوا کا خواہاں ہوگا۔ اور علما اور کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دشمن بنیگا اور کفر میں پڑ کر اس آیت کا مستحق بنیگا۔ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری نشانیوں کو جھٹلایا یہ لوگ آگ میں رہنے والے ہیں اور اس میں یہ لوگ ہمیشہ رہینگے) اور فقیر جاہل اپنی روزی محض سبب پر موقوف رکھیگا۔ اور فقیر کامل اپنی روزی کا ذمہ دار خدا کو جانتا ہے اور ان آیات پر نظر رکھتا ہے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا (کوئی جاندار نہیں جس کی روزی کا ذمہ خدائے تعالےٰ پر نہ ہو) دوسری آیت میں وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (جو کوئی خدائے تعالےٰ پر بھروسا کرتا ہے اللہ تعالےٰ اس کے لئے کافی ہوتا ہے) تیسری آیت وَاللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ (خدائے تعالےٰ جسے چاہے اسے بے حساب روزی دیتا ہے) پس سبب کو چھوڑ کر مسبب کو طلب کرنا چاہیے اور مرشد اسی کی طرف رہنمائی کرتا ہے [۱]

چوں رزق مقدر است گردیدن چیست

رازق بگرداند پرسیدن چیست

چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ (ہم نے ان کے درمیان تقسیم کر دی ہے)

---

[۱] جب رزق مقرر ہے تو پریشانی اور سرگردانی کیوں ہے۔ رازق پہنچائیگا پوچھ گچھ کیا ہے +

اور اسی طرح سے دوسری آیت میں یَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتَابِ۔ (خدائے تعالیٰ مٹا دیتا ہے جو چاہتا ہے اور باقی رہنے دیتا ہے جو چاہتا ہے اور اُس کے نزدیک لوحِ محفوظ ہے) فرمایا ہے۔ اور سلوک میں فقر کی استقامت یہی ہے کہ شبِ فاقہ اُس کے لئے معراج ہو۔ مِعْرَاجُ الْفَقْرِ لَيْلَةُ الْفَاقَةِ (فاقہ کی رات فقیر کے لئے معراج ہوتی ہے[1]) اور جس جگہ کہ فقیر درویش بھوکا سو جاتا ہے وہ مقام خراب پریشاں ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس جگہ پردہ نہ ہو تو تمام عالم تہ و بالا ہو جائے۔ مگر ہر ایک آبادی درویشوں کے دم قدم سے معمور و موجود ہے۔ اور ایسا درویش اہل اللہ اور فقیر فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ اور اَلْمُفْلِسُ فِيْ اَمَانِ اللّٰهِ (مفلس و محتاج خدائے تعالیٰ کی نگہبانی میں ہے) بھی اسی کے لئے آیا ہے باوجود ان تمام مراتب کے فقیری آسان نہیں کہ ہر کسی کو حاصل ہو جائے۔ بلکہ اُس کے لئے معرفت میں محو اور اپنی خودی سے فنا ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح نفسِ مطمئنہ حاصل کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ اُن کے اطمینان کا حال اس آیت میں مذکور ہے۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (اور حضرت ابراہیم نے کہا اے پروردگار۔ مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اے ابراہیم کیا تو ابھی اس پر ایمان نہیں لایا۔ جواب دیا کیوں نہیں۔ بلکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔ فرمایا اچھا تم چار پرندے پکڑو اور انہیں اپنے ساتھ ہلا لو پھر انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو اور چار حصے کر کے چار پہاڑوں پر رکھ دو۔ اور انہیں بلاؤ تو وہ تمہارے پاس دوڑ کر آجائینگے اور جان لو کہ خدائے تعالیٰ قوت اور حکمت والا ہے) ہ

گور ما را ھُو بگوید باہُو آ   ایں نکوش خانہ است خلوت با خدا[2]

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مرو۔ اس سے مراد نفس کشی ہوتی ہے) یہ ہے اور حیرت کا مقام ہے۔ اِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِي الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِيْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ (جب تمہیں

---

[1] مجھے یہاں پر ایک حکایت یاد آئی کہ حضرت نظام الدین اولیا کم سن تھے کہ اُنکے والد کا انتقال ہو گیا اور اب تنگدستی کی وجہ سے فاقہ کی نوبت پہنچی تو اُن کی والدہ اُن سے کہتیں کہ بابا نظام آج ہم خدا کے مہمان ہیں تو حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ اُنکے اس کہنے سے بہت ہی محظوظ ہوتے اور انہیں انتظار رہتا کہ کیا ہمارے گھر میں فاقہ ہو تو والدہ ہمیں یہ کہیں جو انہوں نے پہلے کہا تھا۔ مترجم

[2] اے باہو مردہ زندہ ہو کر ہم سے کہو کہتا۔ اے باہو تو بھی اس گھر میں سوا جو خدائے تعالیٰ کی خلوت کا مقام ہے۔

کسی بات میں حیرت ہو تو قبر والوں سے تقویت حاصل کرو یعنی اُن کے حال پر غور کرو۔)

الٰہی عاشقاں را خویش قدرت جاں بگیر ۔۔۔ کہ عزرائیل درمیاں نامحرم است [۱]

پس مرشد کامل کی یہی صفت ہوتی ہے۔ یُحْیِ الْقَلْبَ وَیُمِیْتُ النَّفْسَ (دل کو زندہ کرتا ہے اور نفس کو مارتا ہے) اور مرشد کامل کا فقر تمام ما سوائے اللہ اُس پر حرام ہوتا ہے اور ازل سے ابد تک وہ صاحبِ احترام اور حاجی بے حجاب ہوتا ہے۔ اس درجہ کا مرشد درویش کامل ہوتا ہے۔ اور اگرچہ اس کا ظاہر گناہ ہو، لیکن درحقیقت عین ثواب ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مُوسٰے اور حضرت خضر علٰے نبیّنا وعلیہما السلام کے واقعہ میں گذرا۔ اور سورہ کہف میں اس کی تفصیل مذکور ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی کا تختہ توڑ ڈالا۔ حالانکہ وہ خود بھی اُس پر سوار تھے۔ اور ایک توڑ کر اُسے از سر نو بنا دیا۔ اور ایک لڑکے کو جان سے مار ڈالا۔ ان تینوں واقعات پر حضرت مُوسے علیہ السلام نے گرفت کی اور اعتراض کرتے رہے۔ باوجودیکہ خضر علیہ السلام انہیں اُن کا عہد یاد دلاتے رہے کہ کیوں میں نے یہ نہ کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے۔ یہ سُن کر حضرت موسٰے علیہ السلام معافی چاہتے۔ اور فرماتے۔ مَیں بُھول گیا۔ اب نہ کہونگا۔ آخر کو تیسرے واقعہ پر مُوسٰے علیہ السلام سے حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا (اب تمہاری میری جُدائی ہے اور مَیں تمہیں اُن باتوں میں بھید بتلا دیتا ہوں جس پر تم صبر نہ کر سکے) [۲] +

---

[۱] یا الٰہی عاشقوں کی جان اپنی قدرت سے نکال لے۔ کیونکہ عزرائیل ہمارے درمیان میں نامحرم ہیں +

[۲] اس قصہ کی بنا یہ ہوئی کہ حضرت موسٰے علیہ السلام سے کسی شخص نے پوچھا کہ حضرت آپ سے بھی زیادہ جاننے والا کوئی شخص ہے حضرت مُوسٰے علیہ السلام چونکہ خدا کے رسول تھے اس لئے اُنہوں نے کہا کہ نہیں۔ بعد ازاں اللہ تعالٰے نے اُن پر وحی کی اور فرمایا کہ ہمارا ایک بندہ ہے جو تم سے زیادہ جانتا ہے اور تم اُس کے پاس جاؤ اور اُس کا پتہ نشان یہ ہے حضرت موسٰی کو جب حضرت خضر علیہ السلام کا حال معلوم ہوا۔ تو آپ کو اُن سے ملنے کا بہت اشتیاق ہوا۔ اور سفر کر کے ان کے پاس پہنچے اور ملاقات کی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اُن سے یہ بھی کہدیا تھا کہ تم میری باتوں پر صبر نہ کر سکو گے۔ حضرت موسٰے علیہ السلام نے کہا۔ نہیں مَیں صبر کرونگا۔ اور جس طرح آپ کہینگے اُسی طرح آپ کے ساتھ رہونگا۔ آخر کو حضرت موسٰے علیہ السلام اُن کے ساتھ رہے۔ اور اُن کو جو واقعات پیش آتے گئے اُن پر اعتراض کرتے رہے آخر کو تیسرے واقعہ پر حضرت خضر علیہ السلام نے اُن سے کہا کہ اب تمہارا میرا عہد پورا ہو چکا۔ اور مَیں تمہیں اُن باتوں کی تاویل بتاتا ہوں جن پر تم صبر نہ کر سکے اور وہ تاویلیں یہ ہیں کہ کشتی اُنہوں نے اسلئے توڑ ڈالی کہ ایک ظالم بادشاہ اُس طرف آرہا تھا جو نئی کشتیوں کو اپنے کام میں مفت جبراً لے لیتا تھا جس کا علم موسٰی علیہ السلام کو نہ تھا۔ اور دیوار اسلئے بنادی کہ وہ دیوار دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے اُن کا دفینہ موجود تھا اور لڑکے کو اس لئے مار ڈالا کہ اُس کے ماں باپ نیکبخت و ایماندار تھے اور اِسکی وجہ سے ان پر کفر کا خوف تھا۔ واللہ اعلم + مترجم

حضرت موسٰے علیہ السلام کو علم ظاہری تھا اور حضرت خضر علیہ السلام کو علم باطنی
پس طالبِ عالم اور مرشد کامل کی مثال مجلس حضرت موسٰے و حضرت خضر علیہما السلام جیسی ہے
اور مرشد کامل مثل طبیب کے اور طالب مثل مریض کے ہوتا ہے۔ اور طبیب معالجہ میں کبھی دوائی
تلخ اور کبھی دوائی شیریں دیتا ہے۔ مریض کو چاہئے کہ اُس دوا کو کھالے تاکہ وہ تندرست ہو جائے

لطیفہ

مرشد میں چار حرف ہیں۔ اور معرفت میں بھی چار حرف ہیں۔ پس مرشد میں (م)
مروت کی ہے اور (ر) ریاضت کی اور (ش) شوق کی اور (د) درد کی ✣
کسی بزرگ نے کہا ہے کہ نماز پڑھنا بیواؤں کا کام ہے اور روزہ رکھنا روٹیوں کی
بچت ہے۔ اور حج سیر و تماشا ہے۔ جوانمردوں کا کام دل کو قابو میں رکھنا ہے ✣
مگر فقیر باھُو (مصنف) کہتا ہے کہ دل قبضے میں لانا خام لوگوں کا کام ہے۔ اور
اسی طرح خدا کو پہچاننا اور اُس کا دیدار کرنا بھی ناتماموں کا انجام ہے۔ اور بشریت سے نکلکر
اپنی خودی سے فنا ہو جانا اور بقا باللہ کا مرتبہ حاصل کرنا مردوں کا کام ہے۔ پس مرشد صاحب
تجربہ اور صاحب درد ہونا چاہئے اور یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کا مصداق۔ بہر حال
مرشدی ایک اعلےٰ مرتبہ ہے اور اخص اخص کا مقام ہے۔ جو مرتبہ عام و خاص اور خاص الخاص
سے بڑھ کر ہے اور مقام اخص مقام ستر ہے وچوں پیر من اخص است اعتقاد من بس است ✣

باب چہارم

نفس سے مخالفت اور اُسے زیر کرنیکا بیان

خدائے تعالےٰ کی فرمانبرداری نفس کے خلاف ہے اور اُس کی نافرمانی میں وہ خوش
اور رضامند ہے ✣

تمثیل

اور نفس کیا چیز ہے وہ ایک بلا و مار ہے۔ اور اُس کی خصلت خصلتِ کفار ہی دکھیور[۵۲]
پڑتا وقتیکہ افسوں اور منتر نہ پڑھا جائے اُسے کوئی زیر نہیں کر سکتا۔ اور ہاتھ میں نہیں لے سکتا۔

---

۵۱ لڑتے ہیں خدا کی راہ میں۔ پہلے گھر کے دشمن پر فتح حاصل کرے تو باہر کے دشمن پر بھی فتح حاصل ہونے کی امید ہو سکتی ہے۔ مترجم
۵۲ مار یعنی سانپ ✣

کسی نے مار سے پوچھا کہ جب کوئی تجھ پر افسوں پڑھتا ہے۔ تو تو اپنے سوراخ سے کیوں نکل آتا ہے۔ اُس نے کہا۔ میں خدا کے نام پر اپنے سر کو خدا اور اپنی جان کو اُس پر قربان کرتا ہوں۔ جو کوئی میرے دروازہ پر اُس کا نام لیتا ہے، مجھے باہر پاتا ہے۔ پس نفس کی بھی یہی مثال ہے کہ وہ سانپ کے مثل ہے۔ اور انسان کا وجود گویا سوراخ ہے۔ اور اسم اللہ اُس کے لئے افسوں ہے اور اُس کی خصلت کفر ہے اور وہ مسلمان نہیں ہوتا۔ مگر شریعت سے اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سے اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَّالْکُفْرُ بَاطِلٌ (اسلام حق ہے اور کفر باطل ہے) ؎

راحتے گر خویش خواہی نفس را گردن بزن [۱] | گر وصال حق بخواہی بگذر از فرزند و زن

دیگر

چوں نفس را گردن زنم نفس مرد حق [۲] | غیر نفسے کس نیابد عشق حق

جواب باہُو از باہُو علیہ الرحمۃ

چوں نفس را گردن زنم ایں نفس مرشد پیشوا و رہنما [۳]
ہر مقامے خوش نماید میبرد در کبریا

جواب باہُو از باہُو علیہ الرحمۃ

نفس تابع یار بہ اے جاں عزیز [۴] | نفس را احمق چہ داند بے تمیز

ایضاً

نفس و راحت جاودانی را گذار [۵] | تا شوی با حق تعالےٰ یار غار
تا برآید کار تو از کردگار

ایضاً

گر نفس را گردن زنم ضائع شوم [۶] | از ہوائے نفس را بیروں کشم
نفس با من یار من با یار او | سرِ وحدت آب تقسیم آب جو

---

[۱] اگر تو اپنی راحت چاہتا ہے تو نفس کی گردن اُڑا دے۔ اور اسی طرح اگر وصال حق چاہتا ہے تو فرزند و زن سے جُدا ہو +
[۲] جب نفس کی میں گردن اُڑا دوں تو نفس مرد حق ہو جائیگا۔ نفس کے بغیر کوئی شخص عشق حق نہیں پا سکتا +
[۳] جب نفس کی گردن اُڑا دو تو وہ نفس مرشد اور پیشوا ہے۔ ہر مقام کی اچھی طرح سیر کراتا ہے اور مقام کبریا میں لے جاتا ہے +
[۴] نفس دوست کا تابع ہے اے دوست یہی بہتر ہے۔ نفس کی حقیقت کو احمق و بے تمیز کیا جانے +
[۵] نفس و راحت جاودانی کو چھوڑ دے۔ تاکہ خدائے تعالےٰ سے یار غار رہے۔ اور تاکہ تیرا کام خدائے تعالےٰ کی طرف سے انجام پاتا رہے +
[۶] اگر میں نفس کی گردن اُڑا دوں تو میں ضائع ہو جاؤں۔ مگر ہوا و ہوس کو نفس سے جدا کر لوں۔ اور اب نفس میرا رفیق ہو گیا ہے اور میں نفس کے ساتھ وحدت کا یقین ہوا ہے۔ کیونکہ وحدت کے دریا کی آب تقسیم ہی ہے +

ایضاً

نفس[1] دیو دیوانہ است آں دیوے زدم
گر خدایا برخود شوم وے را کشم

پس نفس کافر کے کفر سے بیزار ہو کر کلمہ طیبہ پڑھنا چاہیئے اور دین اسلام قبول کرنا چاہیئے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ طالب اللہ کو چاہیئے کہ ہر دم اور ہر وقت نفس کا خلاف کرے اور اُس سے کسی وقت غافل نہ رہے اور خواہ خواب اور بیداری میں ہو۔ یا مستی اور ہوشیاری میں ہو۔ ہمیشہ اس کافر سے جدال و قتال کرتا رہے۔ کیونکہ وہ فقیر کا جانی دشمن ہے اور راہ مولا کا راہزن ہے۔ طالب کسی طرح بھی اس سے غافل نہ رہے اور رَجَعْنَا[2] مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِهَادِ الْاَکْبَرِ پر عمل کرے۔

اور جس طرح انسان کے وجود کی دو قسمیں ہیں۔ وجود لطیف اور وجود کثیف اسی طرح سے نفس کی بھی دو قسمیں ہیں نفس امارہ اور نفس مطمئنہ۔ وجود کثیف والے کا نفس امارہ ہوتا ہے اور وجود لطیف والے کا نفس مطمئنہ ہوتا ہے۔ اور نفس مطمئنہ اطاعت ظاہری اور باطنی بجا لاتا ہے اور روح کے تابع ہوتا ہے۔ اور روح توفیق الٰہی کے تابع ہوتی ہے۔ اور اہل توفیق صاحب ذکر و فکر و اشغال و استغراق فقر فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ پس تمام انبیاء و اصفیا اور اولیا اور اہل اللہ اہل ایمان و اسلام کو نفس مطمئنہ حاصل ہوتا ہے اور نفس مطمئنہ صاحب معرفت ہوتا ہے ؎

کسے[3] در معرفت معروف گردد
کہ سرّ وحدت آنش مکشوف گردد
نماند پردۂ زاں سرّ اسرار
کہ عین العین ببیند یار با یار

دیگر

از نفس[4] خود گم شو کہ بدعت نشود
وز دو جہاں دست بشو کہ رجعت نشود

---

[1] نفس دیو دیوانہ ہے اور وہ دیو میں ہوں۔ اے پروردگار اگر میں اس پر قدرت پاؤں تو اُسے مار ڈالوں۔

[2] ہم نے جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف رجوع کیا۔ جہاد اصغر سے کفار کے ساتھ جدال قتال مراد ہے اور جہاد اکبر ہی مجاہدۂ نفس مراد ہے۔

[3] معرفت میں وہی شخص مشہور ہوتا ہے کہ سرِّ وحدت جس پر ظاہر ہوتا ہے اور جس پر سرِّ اسرار کا کوئی پردہ نہیں ہٹتا بلکہ اپنی ظاہری آنکھوں سے وہ اپنے دوست کا معائنہ کرتا ہے۔

[4] اپنے نفس سے گم ہو جا تاکہ بدعت استدراج نہ ہو سکے اور دو جہان سے خیرباد کہہ دیا کوچ کر کہ پھر رجعت نہ ہو سکے۔

دیگر

خدا[۱] ایک است دل یک است یکے راجو

تو بایک چوں شوی یک پس نہ ماند دو

اور اسی طرح سے تمام کافر منافق۔ فاسق و فاجر اور اہل شرب صاحب نفس امارہ ہیں۔ وَلَا[۲] تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُکٰارٰی۔ اور جب نفس مطمئنہ اہل روح اور اہل روح صاحب ذکر و وجد شوق و اشتیاق و استغراق و اہل غرق توحید فنا فی اللہ و صاحب فقر فنا فی اللہ نفس نہیں رکھتا۔ ہمہ اوست در مغز و پوست ہوتا ہے۔ جیسا کہ لِی[۳] مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ آیا ہے ✦

چنانچہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ اے رابعہ نفس و شیطان اور دنیا کی بابت تم کیا کہتی ہو۔ انہوں نے کہا میں دوست کے ساتھ توحید فنا فی اللہ میں اس طرح غرق ہوں کہ نہ مجھے نفس و شیطان کی کچھ خبر ہے اور نہ دنیا کی کچھ خبر ہے ؎

بہر[۴] دم میکند این نفس محتاج ۔۔۔ کسے را نیست نفسش غیر محتاج

فقیر کی سانس ذکر ہوا کرتی ہے

فقیر کا نفس نہیں ہوتا نفس (سانس) ہوتی ہے اور وہ ہر وقت ذاکر رہتی ہے۔ اور ذکر کی ٹھنڈک سے دل کی تپش کو تسلی دیتی ہے۔ اور اسی طرح فقیر کا کوئی دم ذکر اللہ سے خالی نہیں ہوتا۔ اور جس کا دل مردہ اور نفس افسردہ ہو وہ صاحب نفس امارہ ہے بیت از باہو رحمۃ اللہ علیہ ؎

زِ[۵] نفسے بد نباشد سر ہوائی ۔۔۔ کہ دعوے ہچوں فرعونش خدائی

اور صاحب فقر کو مقام ربوبیت مدنظر ہوتا ہے تو وہ نفس امارہ کی سرکوبی کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى (جس نے مقام ربوبیت سے خوف کر کے نفس کو خواہشوں سے روکا

---

[۱] خدا ایک ہے دل ایک ہے ایک ہی کو طلب کر۔ جب تو ایک کے ساتھ ایک ہو جائیگا دوئی نہ رہیگی ✦

[۲] تم نماز کے قریب جب کہ نشے میں ہو مت جاؤ اور جب نشے کی حالت میں نماز کی ممانعت ہوئی تو نفس کی مستی میں قرب الٰہی کیونکر حاصل ہو سکتا ہے ✦

[۳] لی مع اللہ سے وہ پوری حدیث مراد ہوتی ہے جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی استغراق کا حال بیان فرمایا ہے اور جس کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے ✦

[۴] انسان کو دم بدم کا محتاج یہی نفس بناتا ہے مگر جس کا نفس نہیں وہ اُن سے غیر محتاج ہے ✦

[۵] نفس بد سے بڑھکر کوئی خواہش نہیں۔ کہ ہمیشہ اُس کو فرعونیت کا دعوے رہتا ہے ✦

تو جنت اُس کا ٹھکانا ہے) پس اہل نفس بندۂ ہوا ہے اور اہل طاعت بندۂ خدا ہے۔ اور نفس و شیطان اور دنیا تینوں کافر ہیں۔ اگر فقیر ان پر جلاد کی طرح قہر و غضب کرے تو وہ صاحب نفس شہوت پرست اور طالب دنیا ہو جائے۔ اور حسن پرست اور زیب و زینت کا فدائے اور نفس و شیطان کا رفیق بنجائے۔ پھر جو شخص لذاتِ نفسانی میں پڑتا اور حیوانوں کی طرح شکم پری کرتا ہے۔ وہ معصیت اور گناہ میں غرق رہتا ہے اور اُس کا دل مردہ کی طرح جسد گور میں معرفت سے کورا اور بے نور رہتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے إِنَّمَآ أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے آزمائش ہیں) کیونکہ نفس راہِ خدا سے روکتا ہے اور غیر اللہ کی طرف بلاتا ہے۔ پس نفس اور شیطان ہمارا رہزن ہے۔ اور شیطان کا رہزن کبر و غرور ہے اور کبر و غرور جلال قہر الٰہی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پیشوا ہیں۔ اور آپ کا پیشوا ہدایت ہے اور ہدایت مہر و جمال الٰہی سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی واسطے خَيْرُهٗ وَشَرُّهٗ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى (خیر اور شر دونوں خدائے تعالےٰ کی طرف سے ہیں) فرمایا ہے ؎

ایں خاک را انساں کنم آں نار را شیطاں کنم
ہم ایں کنم ہم آں کنم کس را نباشد ایں خبر

پس زہد و تقوےٰ ریاضت۔ صوم و صلوٰۃ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ خلاف نفس ہے۔ اور کیا اِن سے نفس مرجاتا ہے۔ میں کہونگا نہیں۔ اور ذکر و فکر مجاہدہ۔ مشاہدہ۔ مراقبہ۔ محاسبہ۔ وصال۔ حضور بھی خلاف نفس ہے۔ ان سے نفس مرجاتا ہے میں کہونگا نہیں۔ اور اوراد و وظائف۔ تسبیح۔ تلاوتِ قرآن مسائلِ فقہ۔ دلق پوشی۔ نمد پوشی۔ خاموشی۔ جدائی۔ خلق۔ نیک خصلتی بھی خلاف نفس ہے۔ ان سے نفس مرجاتا ہے۔ میں کہوں گا نہیں۔ اسی طرح گوشہ نشینی۔ چلہ کشی۔ سرگردانی و پریشانی تعلیم و تعلم اور ہر ایک چیز سے باز رہنا اور خدا شناس ہونا خلاف نفس ہے اور ان سے نفس مرجاتا ہے۔ میں کہونگا نہیں ؎

گر نفس سلطاں شود مسند نشیں سگ بگردش آسیا گردد یقیں

---

۵۱ ہم خاک کو انسان بناتے ہیں۔ آگ کو شیطان کرتے ہیں۔ ہم یہ بھی کرتے ہیں وہ بھی کرتے ہیں کسی کو بھی اُس کی خبر نہ ہوگی +

۵۲ نفس سلطان اگر مسند پر بیٹھتا ہے۔ تو حرص کا کتا بیشک اس کے گرد طواف کرتا رہتا ہے۔ پس چاہئے کہ حرص کی سلطنت کو پامال کرکے اُس کو نظر بند کیجو۔ در پیش۔ اس کا محاسبہ ضرور ہے ؎

از مکافاتِ عمل غافل مشو گندم از گندم بروید جو ز جو

اگر نفس بالکل بھوکا ہے تو اطاعت کی طاقت نہ رکھیگا اور عبادت سے باز رہیگا۔ اور اگر اُسے سیر رکھا جائے تو وہ شہوت پرست اور فتنہ انگیز ہو جائیگا۔ پس اس کا علاج اس قاعدہ کو مدنظر رکھکر کرنا چاہیئے۔ جو پروردگار نے ہمیں بتا دیا ہے۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا (خدائے تعالےٰ کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔ مگر اُس کی طاقت کے موافق) اور جو نفس کہ گرسنگی سے آرام اور ذکر و طاعت میں وہ حلاوت پاتا ہے اُسے پرہیزگاری اور عبادت کرنی چاہیئے اور جو نفس کہ بھوک میں عبادت کی لذت نہیں پاتا۔ اور وسوسہ کفر و نفاق پیدا کرتا ہے اُسے بہت کھانا چاہیئے۔ بشرطیکہ اُس میں بدی کے آثار نمایاں نہ ہوں۔ اور فرمانبرداری کی طاقت اور طاعت سے اُنسیت رکھتا ہو۔ ورنہ اُسے نیم سیر رہنا ضروری ہے۔ اور ایسے نفس کو صرف قوتِ لایموت دینا اور اُسے ذکر اللہ پر لگانا چاہیئے۔ اور زمین اُس کی قبر اور لباس اس کا کفن ہمیشہ اُس کو دکھانا چاہیئے۔ اور حشر کی بھی اُسے سیر کرانا چاہیئے۔ تاکہ دلجمعی اور صفائی قلب اُسے حاصل ہو۔ اور کوئی آلودگی اور کدورت دل پر نہ رہنے پائے اور کل حجاب اللہ اُس سے اُٹھ جاویں۔ اور مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مرجاؤ) کا مرتبہ اُسے حاصل ہو جائے۔ مگر یہ نفس کافر خودی اور خود پرستی رکھتا ہے۔ اُسے قتل کرنا اور کسی حال میں اُسے فرصت نہ دینا چاہیئے۔ اور کسی وقت بھی اُسے عبادت سے نہ روکنا چاہیئے۔ اور جو کچھ وہ مانگے نہ دے۔ اور ہر بات میں اس کے خلاف کرے۔ اور اُس کے ساتھ ہمیشہ مجاہدہ اور محاربہ کرتا رہے اور اُسے یوں خطاب کرکے ملامت کرے۔ اے نفس فتنہ انگیز۔ اور اے نفس عادل بادشاہ۔ اور اے نفس با آنا گراہ۔ اور اے نفس متقی و پارسا۔ اور اے نفس عالم و مفتی قاضی و محتسب۔ اور اے نفس رشوت و حرام خوار۔ اور اے نفس مرشد و ہادی صاحب ارشاد اور اے نفس خود پرستی اور حرص میں صاحب فریاد۔ اور اے نفس سلطان العارفین عاشق و معشوق اور اے نفس گدا طامع مخلوق تونے خدائے تعالےٰ کو کچھ نہ پہچانا اور اُس کی معرفت کا حق نہ کیا۔ اے نفس تونے کوئی عبادت بھی ایسی نہ کی جو خدائے تعالےٰ کی درگاہ کے لائق ہوتی اور جس سے قیامت کے دن تجھے خلاصی ملتی تمام انبیا اور اولیا خدائے تعالےٰ کے خوف سے اس طرح گل گئے جس طرح آگ پر سونا چاندی پگل جاتا ہے وہ لوگ نہ تمام عمر چین سے سوئے ہیں۔ اور نہ انہوں نے زمین پر آرام کے لیئے اپنا پہلو رکھا ہے اور نہ انہوں نے اپنے نفس کو لذاتِ دنیا میں ڈالا ہے۔ اس لیئے اے نفس میں تجھے خدائے تعالےٰ کا خوف دلاتا ہوں کہ قیامت کے

دن، خدائے تعالےٰ اور رسُول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے تجھے شرمساری نہ ہو
اور اسی طرح نفس سرکش کے غلبہ سے خدائے تعالےٰ کی درگاہ میں پناہ مانگتا ہے۔ اور اس کے
ظلم سے نجات چاہتا رہے کہ مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے۔ دَعْوَۃُ الْمَظْلُوْمِ مُسْتَجَابَۃٌ (مظلوم کی دعا قبول ہے) فقرا بھی
اپنے نفس سے مظلوم ہوتے ہیں۔ دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا ہے اَلَا اِتَّقِ دَعْوَۃَ
الْمَظْلُوْمِ لَیْسَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اللّٰہِ حِجَابٌ (خبردار رہو مظلوم کی دعا اور خدائے تعالےٰ کے
درمیان کوئی حجاب نہیں ہے) جو لوگ کہ نفس سے ستم رسیدہ ہوتے ہیں۔ خدائے تعالےٰ
کے ساتھ مشغول رہتے ہیں۔ اور اُن کی دعا مقبول ہوتی ہے اور یاد رہے کہ نفس شہوت
میں غالب اور غضب میں درندہ اور گناہ کرنے میں طفل اور ناز و نعمت میں فرعون اور سخاوت
میں قارون اور بھوک میں دیوانہ کتا اور شکم سیری میں گدھا ہوتا ہے ؎

گر گُرسنہ چوں بشود سگ میشود ۔۔۔ ور شکم پر میشود خر میشود[1]

پس نفس کا یہ حال کہ اگر اُسے سیر رکھو نافرمان ہوتا ہے اور اگر بھوکا رکھو تو صاحب جزع و فریاد
ہوتا ہے۔ پس اُسے فرعون کی طرح ہلاکت کے دریا میں غوطے دینا اور قارون کی طرح زمین
میں دھنسانا اور کُتے کی طرح اُسے للکارتے رہنا چاہیئے۔ اور گدھے کی طرح اس سے
محنت لینا چاہیئے تاکہ وہ درست ہو جائے۔ اور اگر نفس کو گناہ کے وقت خدا و رسول کا
واسطہ دو اور انبیا اور اولیا کو شفیع بناؤ۔ اور آیات و حدیث اُسے پڑھ کر سُناؤ۔ اور موت
کی سختی اور عذاب قبر اور منکر نکیر اُسے یاد دلاؤ۔ اور دوزخ و جنّت اور قیامت میں ہر ایک
کی نفسا نفسی میزان اور پلصراط وغیرہ کی اُسے سیر کراؤ۔ تو بھی یہ موذی باز نہ آئیگا۔ اور
معصیت سے دست بردار نہ ہوگا۔ مگر صرف اُس وقت کہ توفیق الٰہی شامل حال ہو اور وسیلۂ
دست مرشد کامل مکمل نصیب ہو۔ اور جس وقت کہ طالب گناہ کی طرف مائل ہوتا ہی بیشک
مرشد کو آگاہی ہوتی ہے اور وہ گناہ اور اہل گناہ کے درمیان حائل ہوتا ہے۔ اور بذریعہ
الہام کہتا ہے یا ہاتھ مارتا ہے۔ اسی لئے وسیلہ فضیلت سے بہتر ہے اور فضیلت پر نفس
اور نفس پر وسیلہ غالب ہے۔ اور علم و فضل کی مثال زر و سیم کی ہے اور وسیلہ کی مثال فولاد
کی۔ اور اُسی کی تلوار اُسے تہ تیغ کر سکتی ہے اور چونکہ نفس بلا کا نڈر اور جلاد حرام خوار کی شکل ہے

[1] نفس جب بھوکا ہوتا ہے تو کتے کی طرح ہو جاتا ہے اور جب شکم سیر ہوتا ہے تو گدھے کی طرح ہوتا ہے۔

اور جس طرح کافر پر زنار توڑنا اور جلاد پر حرام خوری چھوڑ دینا دشوار ہے۔ اسی طرح نفس بد پر عبادت اور اطاعت کرنا اور مشقت و محنت کی برداشت دشوار ہے اس لئے اس کے کفر توڑنے اور اُس کے مسلمان کرنے میں کوشش کرنی چاہئے۔ اور زر و سیم دنیا کی زیبائش ہے اور فولاد کی تیغ سے وار کرنا اہل دین کا کام ہے۔ اور زر و سیم[1] کی طمع گویا دنیا کی طمع کرنا ہے۔ اور نفس کو مارنا طلب خدائے تعالیٰ ہے۔ کیونکہ طالب خدا کا نفس مردہ اور طالب دنیا کا نفس زندہ ہوتا ہے۔

نفس و شیطان اور دنیا کی تمثیل

نفس گویا بادشاہ ہے اور شیطان اُس کا وزیر اور دنیا ان کی مادر کہ انہیں پرورش کرتی ہے۔ جیسا کہ اَلشَّیْطَانُ اِنَّمَا بَصِیْرٌ مُسْتَوْلِیًا عَلَی الْاِنْسَانِ وارد ہوا ہے شیطان انسان پر غالب ہو کر رہتا ہے اور خصوصاً جو دل کہ حب دنیا سے پر ہو تو وہ شیطان کی نشستگاہ ہوتا ہے اور آخر کو اس کا انجام اس آیت کے مطابق ہوتا ہے۔ وَاَمَّا مَنْ طَغٰی وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاْوٰی (جس نے سرکشی کر کے آخرت پر دنیا کو ترجیح دی اُس کا ٹھکانا دوزخ ہے) پھر جو دل کہ شیطان کی نشستگاہ ہو جاتا ہے۔ اُس دل پر چار موکل مسلط ہوتے ہیں:-

اول خناس۔ دوم خرطوم۔ سوم وسوسہ۔ چہارم خطرات۔ جو بجائے خود نفس کے قائم مقام ہیں۔

اور صدق ہمیشہ نفس کے خلاف ہے۔ اور اہل صدق و استغراق پر حضور و غفلت اور خواب بیداری برابر ہے اور اُن کا دل وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ (کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو خدا کی تسبیح نہ پڑھتی ہو) کا مصداق ہوتا ہے اور اُس کے لئے دل چاہئے۔ نہ خانہ دیو۔ کیونکہ جو نفس روح کے ساتھ آمیز ہو جاتا ہے وہ نفس خدائے تعالیٰ کی عبادت خاص اُسی ذات کے لئے کرتا ہے۔ جیسا کہ حضرت رابعہ بصری نے لوگوں سے پوچھا۔ کہ آپ خدائے تعالیٰ کی عبادت کس لئے کرتی ہو۔ آیا دوزخ کے خوف سے یا جنت کی اُمید سے۔ اُنھوں نے کہا۔ اے پروردگار اگر میں تیری عبادت دوزخ کے خوف سے کرتی ہوں تو مجھے

[1] زر و سیم سے علم و فضل مراد ہے اور علم و فضل کی دنیا کی طرح کوئی حد نہیں۔

دوزخ میں جلا اور اگر میں تیری عبادت بہشت کی اُمید پر کرتی ہوں تو مجھے بہشت مت نصیب کر اور یا الہ العالمین اگر میں تیری عبادت خاص تیری ذات کے لئے کرتی ہوں تو تو اپنے دیدار وجمال سے کچھ دریغ مت کر۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی خانقاہ سے نکل کر ایک مخنث کے گھر میں آ بیٹھے اور اُنہیں لوگوں میں سکونت اختیار کی۔ مریدوں نے عرض کی حضرت یہ کیا بات ہے۔ فرمایا لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں۔ مرد۔ زن۔ مخنث۔ مرد بایزید بسطامی تھے اور زن حضرت رابعہ بصری۔ میں ان دونوں سے خارج ہوں۔ پس مجبوری میں انہیں میں آسکتا ہوں۔

پس معلوم ہوا کہ صاحب ذکر وفکر زن ہیں اور اہل استغراق مرد ہیں اور اہل دنیا ان دونوں سے خارج ہو کر مخنثوں میں داخل ہیں۔

نفسانیت اور اس کا نتیجہ

ابلیس نے کہا، میں نے عبادت کی، ندا آئی میں نے لعنت کی۔ اور حضرت آدم علیہ السلام نے کہا، میں نے خطا کی، ندا آئی میں نے بخش دی۔ عبادت کبر وغرور کے ساتھ بد ہے۔ اور معصیت عذر کے ساتھ بہتر ہے۔ اور جو شخص کہ اپنی خودی میں رہتا ہے وہ منزل مقصود کو کبھی نہیں پہنچ سکتا۔

نقل ہے، کہ ایک روز کوئی بزرگ بیٹھے ہوئے تھے کہ اُن کا نفس ظاہری صورت میں ہو کر اُن کے سامنے مُصلے پر آ بیٹھا۔ وہ بزرگ اپنی صورت جدا دیکھ کر کہنے لگے کہ تو کون ہے۔ اُس نے کہا میں تم ہوں۔ اُنہوں نے اُسے مارنا چاہا۔ نفس چلایا کہ مجھے اس طرح نہیں مار سکتے۔ میری مار میری برخلافی میں ہے۔ بیت از باھو علیہ الرحمہ

نفس[1] دانی چیست کافر در وجود
دوست دار د نفس را کافر بہود

پس نفس سے خبردار رہنا چاہئے مُبادا کہ اُس کی مُصیبت میں گرفتار ہو جائے قطعہ

---

[1] معلوم ہے کہ نفس کیا چیز ہے تیرے وجود میں یہ ایک کافر گھسا ہوا ہے۔ نفس کو کافر اور یہود دوست رکھتے ہیں۔

ترا[1] با نفس کافر کیش کار یست
کہ بہر قتل تو بے شبہ ماریست
اگر مارے نشستہ در آستین است
باز نفسے کہ با تو ہمنشین است

پس نفس ایک بُری بلا ہے اور حرص و ہوس اس کو لازم ہے۔ اور جب تک حرص ہوس موجود ہے۔ خدائے تعالےٰ سے وصل ہونا ناممکن ہے اس لئے اُسے مطلق چھوڑ دینا چاہئے۔ ورنہ وہ دامِ دنیا میں پھنسا دیگا **بیت از باہو علیہ الرحمۃ**

کرم غش[2] جاں کشد آں طمع دانہ
نہ بیند دام بردانہ دیوانہ

طمع گویا جال اور دنیا دانہ ہے۔ اور اہل حرص طالب دنیا اُس کا دیوانہ ہے۔ جال کے پھندے میں وہی آئیگا جو احمق اور بے عقل ہوگا۔ جس شخص کو خدائے تعالےٰ اپنے قرب کے لئے پسند کرتا ہے اُسے بے طمع اور بے نیاز بنا دیتا ہے۔ پس چاہئے کہ حرص و ہوس کو چھوڑ کر اپنے نفس پر محاسبہ[3] کرتا رہے تاکہ عمر گذشتہ کی مکافاتِ عمل بھی ہو سکے ✦

حکایت کہتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایک روز اپنے نفس پر محاسبہ کر رہے تھے اور اس سے کہہ رہے تھے کہ اے نفس تیری عمر ساٹھ برس کی ہوئی۔ اور جب آپ نے تمام دنوں کا حساب کیا تو آپ نے ایک آہ نکالی اور بیہوش ہو گئے۔ جب آپ ہوش میں آئے۔ تو آپ کے معتقدوں نے پوچھا کہ آپ کس سبب سے بیہوش ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنے نفس سے محاسبہ کیا تھا کہ تیری عمر ساٹھ برس کی ہو گئی اور تجھے بلوغت سے پہلے کی مہلت دی ہے۔ پھر میں نے تمام دنوں کا حساب لگایا۔ اور اس سے پوچھا کہ تو نے ہر روز بیس گناہ کئے ہونگے۔ اُس نے کہا نہیں۔ میں نے کہا دس گناہ کئے ہونگے اُس نے کہا نہیں۔ میں نے کہا۔ ایک گناہ کیا ہوگا۔ اس پر اُس نے اقرار کیا۔ تو میں نے اُس سے کہا کہ اے نفس کہ اگر تو ہر گناہ کے بدلہ ایک ایک کنکر رکھتا تو پہاڑ ہو جاتا۔ اور اگر ہر گناہ کے بدلہ ایک ایک مُشت خاک رکھتا تو ایک انبار ہو جاتا۔ اے نفس تو نے باوجود خوفِ آخرت کے اتنے گناہ کیوں کئے۔ تیرے باپ حضرت آدم ایک گناہ کے سبب سے دنیا کے قیدخانہ میں بھیجے گئے۔ اور انہیں یہ خطاب ملا وَعَصٰی اٰدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی۔

---

[1] تجھے نفس کافر شعار سے کیا کام پڑا ہے۔ کیونکہ وہ تیرے مار ڈالنے کے لئے بے شبہ سانپ ہے۔ اگر تیری آستین میں سانپ بھی بیٹھ جائے تو۔ وہ نفس سے بہتر ہے کہ تیرا ہمنشین ہے ✦

[2] جو چیز پرندے کی جان لیتی ہے وہ دانوں کی حرص ہے اور وہ حرص میں دیوانہ ہو کر دانوں پر جال نہیں دیکھ سکتا ✦

[3] از مکافاتِ عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

(اور حکم[1] مالا آدم نے اپنے رب کا سو بے راہ ہوگیا؟ تو نے اس پر نگاہ کیوں نہ رکھی۔ بیچارہ آدم زیادہ اتنے گناہوں سے کس طرح خلاصی پائیگا۔ ابلیس کو ایک گناہ کے سبب لعنت کا داغ ملا۔ اور ابلیس نام ہو کر سارے جہان میں مشہور اور ہمیشہ کے لئے راندۂ درگاہ ہوا۔ وَاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ (اور تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک) +

پس معلوم ہوا کہ جس شخص کا نفس ضعیف ہے اُس کا دین قوی ہے۔ اور جس نے اپنے نفس کو قید رکھا ہے اُس نے شیطان کو باندھ رکھا ہے

نفس[2] پلید بر تن جامۂ پاک چہ سود
در دل ہمہ شرکست سجدہ بر خاک چہ سود

جو لوگ اپنے نفس کو خوش رکھتے ہیں وہ شیطان کی پیروی کرتے ہیں اور خدا ئے تعالےٰ اور تمام لوگوں کے دشمن ہیں کیونکہ نفس و شیطان آپس میں موافق ہیں اور دونوں کافر ہیں اور جس نے اپنے نفس کو قید رکھا ہے شیطان اُس سے دُور ہے۔ مثلاً کسی مکان میں دو چور آئیں اور اُن میں سے ایک گرفتار ہو جائے اور دوسرا بھاگ جائے تو وہ بھاگا ہوا گرفتار کے پاس کبھی نہ آئیگا اور اُس کے پاس آنے میں اپنا ضرر جانیگا۔ اسی طرح جس کا نفس قید نہیں وہ شخص شیطان کے قریب اور رحمان سے دُور ہے +

نفس و شیطان کی ایک اور مثال یوں سمجھو کہ نفس بادشاہ ہے اور شیطان وزیر۔ جب بادشاہ نظر بند ہوتا ہے تو وزیر اس سے جُدا ہو جاتا ہے پس اپنے نفس کو قید نہ رکھنا خلافِ عقل و دانش ہے۔ کیونکہ جو شخص اپنے نفس کو قید رکھتا ہے شیطان کے ضرر سے وہ بے خوف ہو جاتا ہے جس طرح سے ایک مکان میں شکرہ اور چڑیا دونوں موجود ہوں۔ مگر شکرہ بندھا ہوا ہو تو چڑیا کو شکرہ سے کچھ ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ ورنہ شکرہ اُسے ہلاک کر ڈالے یہی مثال نفس و شیطان کی ہے۔ پس نفس[3] امّارہ کا یہ حال ہے۔ اور شریعت اسی کی سرکوبی کے لئے ہے اور خدائے تعالےٰ نے نفس کو دشمن فرمایا ہے۔ اے خداوندا ہمیں وہ آنکھیں دے جس سے ہم اپنے دشمن کو دیکھیں اور اُسے قتل کریں +

دوسرا نفس لوامہ ہے اور اُسے زیر کرنے کے لئے طریقت ہے کہ ذائقہ اور

---

[1] اس کے بعد ہے ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى پھر اُس کے رب نے اُسے برگزیدہ کیا اور اُس پر مہربانی کی اور راہ بتائی + مترجم

[2] نفس پلید پر پاک صاف لباس پہننے سے کیا فائدہ۔ اسی طرح دل میں شرک رکھ کر زمین پر سجدہ کرنے سے کیا فائدہ +

لذات نفسانی اور حرص ہوس چھوڑ کر اُسے پائمال کرے +

تیسرا نفس لوامہ ہے، اسے زیر کرنے کے لئے حقیقت ہے - کہ یہاں اُسے عشق ذکر اللہ کی آگ سے موم کی طرح پگھلائے - یہاں تک کہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مر جاؤ - یعنی نفس کو مارو - تاکہ ہمیشگی کی زندگی حاصل ہو) کا مصداق ہو جائے +

چوتھا نفس مطمئنہ ہے، جو معرفت سے حاصل ہوتا ہے اور محرم اسرار مجلس محمدی ہوتا ہے - اور ماسوے اللہ سے مستغنی ہو کر غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ (تیری ہی بخشش چاہئے اے ہمارے رب اور تیری ہی طرف ہمیں لوٹنا ہے) کا مصداق ہوتا ہے - اور نفس مطمئنہ سے بیداری اور مشاہدہ فقر فنا فی اللہ حاصل ہوتا ہے - پس فقیر کو درگاہ الٰہی میں ہر روز ترقی کرنی چاہئے اور ذکر اللہ میں ہر دم اُسے جاں سوز رہنا چاہئے - نہ درم اندوز - اور چاہئے - کہ نفس کی حقیقت سے ہمیشہ آگاہ رہے - کیونکہ نفس مثل آدمی کے ہے - اور شیطان مثل دم کے ہے جس طرح سانس اندر باہر آتی جاتی ہے - مگر جب آدمی مر جاتا ہے تو اُس سے سانس نکلنا موقوف ہوتی ہے - اسی طرح سے جب نفس مر جاتا ہے، شیطان اُس سے جدا ہو جاتا ہے - اور صاحب نفس کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتا - نفس کی زندگی سے اس کا مرنا بہتر ہے - کیونکہ نفس کے مرنے سے دل زندہ ہوتا ہے - اور اُس میں روشنی پیدا ہوتی ہے - اور معرفت دل کی روشنی سے حاصل ہوتی ہے - اگر دل تاریک ہوا تو کچھ بھی نہیں - جس طرح نابینا کتنی ہی کوشش کرے راہ پر نہیں چل سکتا - اور خار و مار - کنواں - گڑھا - نشیب و فراز کچھ بھی اس کے سامنے آئے وہ نہیں جان سکتا - کہ میرے آگے کیا چیز ہے - یہی حال تاریک دل کا ہے - اور جو شخص نفس کو قید کرتا ہے، رضائے الٰہی حاصل کرتا ہے - اور جو نفس کو قید نہیں کرتا وہ شیطان کو راضی کرتا ہے ؎

سگ نفس را گفت سگبانی مکن　　　با نفس و شیطان شیطانی مکن

اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے - اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (کیا تم سے میں نے نہ کہہ رکھا تھا اے اولاد آدم کہ تم نہ عبادت کرنا شیطان کی وہ تمہارا دشمن ہے ظاہر) جو شخص اپنے نفس کی طرف میلان رکھتا ہے اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے - اور اُس میں غفلت پیدا ہوتی ہے اور جب نفس و دل ایک ہو جاتے ہیں

؎ کتے نے نفس سے کہا کہ سگبانی مت کر - اور نفس کو شیطان کے ساتھ شیطانی مت کر +

روح ضعیف اور عاجز ہو جاتی ہے۔ اور جب روح اور دل ایک ہو جاتا ہے۔ تو نفس ضعیف ہو کر روح کے تابع ہو جاتا ہے۔ اور یہ فقیر باھو کہتا ہے کہ ایک ہدایت ہزار نفس و شیطان پر غالب ہوتی ہے۔ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔ تیرے ہاتھ بھلائی ہے بیشک تو ہر بات پر قادر ہے)

دوسری آیت میں ہے۔ فَمَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ (جسے خدا ہدایت کرے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کرے اُسے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں)

اور جس طرح قاضی کی ایک توجہ ہزار گواہوں پر سبقت رکھتی ہے۔ اسی طرح ہدایت اور رحمت الٰہی ہزار زہد و تقویٰ پر غالب رہتی ہے۔ اللہ بس ماسوے اللہ ہوس ؎

عنایتِ تو مرا بس بود ز علم و عمل[1]
کہ یک عنایت قاضی بہ از ہزار گواہ

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِهٖ (اللہ اپنے حکم پر غالب ہے) اور تمام چیزیں اللہ تعالےٰ کے حکم میں ہیں۔ کیا نفس و شیطان یا دنیا اور اُن کو اس نے حکمت کے لئے بنایا ہے۔ فِعْلُ الْحَكِیْمِ لَا یَخْلُوْا عَنِ الْحِكْمَةِ (دانشمند کا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا) پس نفس دزد ہے اور طالب اس کا پاسباں، اور مرشد کامل و مکمل خدائے تعالےٰ کی طرف سے حاکم ہے۔ اور خدائے تعالےٰ صاحب حکم ہے۔ اور اُس نے فرمان جاری کیا ہے کہ چور کو گرفتار کر کے قید کیا جائے یا مار ڈالا جائے۔ تاکہ ولایت وجود دار اسلام ہو کر اَلْمُلْكُ لِمَنْ غَلَبَ (مُلک اُسی کا ہے جو غالب آئے) صادق آئے۔ اور جس دل میں نفس و شیطان اور معصیت رہتی ہے تو خدائے تعالےٰ کی یاد اُس دل سے فراموش ہو جاتی۔ اور اس سے بڑھ کر کوئی دوسرا گناہ نہیں۔ پس چاہئے کہ قلب و روح کو عشق و محبت و اسرار الٰہی میں ایسا غرق کرے کہ اُس سے نفس و شیطان۔ دنیا۔ حرص و حسد۔ شہوت اور کبر و غرور سب فراموش ہو جائے۔ اور اب جو کام کرے محض اللہ کے لئے۔ کھانا۔ پینا۔ اُٹھنا۔ بیٹھنا چلنا پھرنا۔ سونا۔ جاگنا، سب اُس کے لئے ہو جائے اور دنیا کی جزوی عقل چھوڑ کر آخرت کی

---

[1] تیری عنایت میرے لئے علم و عمل سے زیادہ کافی ہے جس طرح قاضی کی ایک عنایت ہزار گواہوں سے بہتر ہے

عقل کامل کمال کرے قیامت کے دن جب اہل عشق و محبت اور صاحب شوق و اشتیاق دیدار الٰہی اپنی اپنی قبر سے اُٹھینگے تو خدا تعالےٰ فرشتوں کو حکم دیگا کہ انہیں لاؤ اور دوزخ کے کنارے اُن کا خیمہ لگاؤ۔ جب اس خیمہ میں بیٹھینگے۔ اور دوزخ پر اُن کی نظر پڑیگی تو بس نظر پڑتے ہی دوزخ سرد اور ناچیز و خاک ہو جائیگی۔ اور اُسے مجال و طاقت نہ رہیگی کہ سر اُٹھا سکے اور مخلوق کے لئے راحت و آرام کا باعث ہو گی۔ اور دوزخ کے کنارے اُن کا خیمہ لگانے سے یہی مقصود ہوگا۔ اسی طرح دنیا بھی بمنزلہ آگ کے ہے اور حرص و حسد بمنزلہ دوزخ کے ہے۔ جب اہل دنیا پر فقیر اہل اللہ کی نظر ہوتی ہے۔ اور وہ انہیں توجہ کی نظر سے دیکھتا ہے تو اُن کی حرص مر جاتی ہے اور اس کی آگ سرد ہو جاتی ہے۔ پس طالب اللہ اگر ایک سانس بھی خدا تعالےٰ کے ساتھ مشغول ہو تو چاہئے کہ دوزخ حرص دنیا۔ اور دوزخ آخرت سے خلاصی پائے کیونکہ جو شخص خدا تعالےٰ اور اُس کے حبیب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام صدق دل اور اخلاص سے لیتا ہے اور دل سے اُس کی تصدیق اور زبان سے اقرار کرکے یوں کہتا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اُس پر عذاب دوزخ حرام ہو جاتا ہے +

فقیر باھو کہتا ہے کلمہ تین طرح پر ہے اول لَآ اِلٰهَ دوم اِلَّا اللّٰهُ سوم مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ +

ہزاروں لَآ اِلٰهَ تک پہنچے ہیں اور ہزاروں اِلَّا اللّٰهُ تک اور بعض مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تک پہنچے ہیں +

پس لَآ اِلٰهَ فانی اور نفی ہے اور اِلَّا اللّٰهُ اثبات ہے۔ مرتے وقت لَآ اِلٰهَ کہنے سے تمام عمر کے گناہ مٹ جاتے ہیں کیونکہ نفی محو ہوئی اور اِلَّا اللّٰهُ کہنے سے اثبات حاصل ہوتا ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ انتہائے مقام محمدی کی سیر کرنا ہے۔ اور یہ مقام محبوبیت ہے اور اس مقام والے پر دوزخ حرام ہوتی ہے اور اب وہ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا (اور جو شخص خانہ کعبہ میں ہو تو وہ صاحب امن ہو جاتا ہے۔ اور صوفی صافی خانہ کعبہ سے مقام ربوبیت مراد لیتا ہے) اور اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ (جب فقر پورا ہو تو مقام ربوبیت حاصل ہوتا ہے) کا مصداق ہوتا ہے +

پس مخلوق لَا ہے اور اسم غیر مخلوق اللّٰه ہے اور مخلوق تمام ناسوت سے ہے

اور فقرا، ناسوتی نہیں بلکہ وہ مقام لاہوت سے ہیں۔ جوانمرد وہی ہے کہ شریعت میں کامل اور باطن میں انتہائے مالاکلام اُس کا مقام ہوتا ہے۔ اور وہ صرف ذکر و فکر پر اکتفا نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے مقصود تک پہنچتا ہے اور سالک کو بِلا فِکر کَصَوتِ الکَلبِ (ذکر بدون فکر کے گویا کتے کی آواز ہوتی ہے) سے اجتناب کرتا ہے۔ اور غرق و استغراق اُسی کا حصہ ہے۔ قیامت کے روز خدائے تعالےٰ سب سے پہلے انہیں لوگوں کا مقصود ہیں حاصل کرائیگا۔ اور انوار تجلیات سے انہیں مشرف کریگا۔

ایک روز جبرئیل علیہ السلام رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے رُوبرو کہنے لگے کہ یارسُول اللہ میں نے آج ایسا واقعہ دیکھا ہے جو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ کہ ایک بُت پرست اپنے سامنے بُت رکھے ہوئے اُس سے کہ رہا تھا یَا رَبِّ یَا رَبِّ مقام ربوبیت سے ندا آئی لَبَّیْکَ عَبْدِیْ لَبَّیْکَ عَبْدِیْ (ہاں میرے بندے) میں نے عرض کی۔ اے پروردگار بُت پرست کو تو نے کس طرح جواب دیا۔ حکم ہوا۔ اے جبریل اگرچہ اُس نے اپنے رب کو فراموش کیا۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اُس کا رب کون ہے پس میں اپنے نام کو کس طرح فراموش کروں۔ کیونکہ ہماری درگاہ میں غلطی نہیں واقع ہوتی۔ جب واقع میں رب میں ہوں جو کوئی مجھے پکارتا ہے اُسے جواب دیتا ہوں ؎

کرم بین و لطفِ خداوندگار[1]

اسی طرح سے کہتے ہیں، کسی ولی کی ایک فرشتے سے ملاقات ہوئی، اُنہوں نے فرشتے سے پوچھا، کہاں جاتے ہو۔ اُس نے کہا ایک یہودی کو مچھلی کے شکار کی ہوس ہوئی ہے مگر اُس پانی میں جہاں وہ شکار کھیل رہا ہے مچھلی نہیں ہے۔ اس لئے رب العالمین کا حکم ہوا ہے کہ میں دریا سے مچھلی لیکر اُس کے پانی میں ڈال دوں تاکہ وہ محروم نہ رہے اور حق تعالےٰ سے نااُمید نہ ہو۔

جب خدائے تعالےٰ کا دشمنوں کے ساتھ یہ حال ہے تو وہ اپنے دوستوں کو محروم رکھ سکتا ہے؟ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ (یہ اسلئے کہ خدائے تعالےٰ دوست ہے اُن لوگوں کا جو ایمان لائے اور جو لوگ کہ کافر ہیں اُن کا کوئی دوست نہیں اللہ کے یہاں[2])۔

[1] پروردگار عالم کے کرم کو دیکھنا چاہئے۔ کہ اس آیت شریف [illegible] معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کافروں کا دوست نہیں۔ مگر دنیا میں اُنکے ساتھ وہی معاملہ رکھتا ہے جو اپنے دوستوں کے ساتھ اُس نے جاری کر رکھا ہے۔

ابلیس اور نفس اور دُنیا کے اتفاق کی تمثیل

واضح ہو کہ جب ابلیس لعین مراتب عالیہ سے معزول ہوا اور مقام علیین سے وہ نکالا گیا اور مقام سجین اور اسفل السافلین میں وہ ڈالا گیا۔ تو اُس نے نفس و دنیا دونوں سے مل کر اتفاق کیا۔ اور ہر ایک نے ایک دوسرے کی بیعت کی اور بنی آدم کی ذلت اور ہلاکت کا بیڑا اُٹھایا۔ ابلیس نے کہا میں اُنہیں اطاعت سے معصیت کی طرف اور عبادت سے چھڑا کر گناہ کی طرف لیجاؤنگا۔ نفس نے کہا میں اُنہیں ہوا سے شہوات میں لوٹا بناؤنگا۔ اور ہر طرح سے اُنہیں خواہشوں میں گرفتار کرکے خراب کرونگا۔ دنیا نے کہا۔ میں آراستہ ہو کر اُن کے سامنے آؤنگی اور اُنہیں لپنے اوپر مائل کرونگی۔ اور ہلاکت حرص میں اُنہیں ڈالونگی۔ کہ وہ خدائے تعالیٰ کی یاد سے باز رہیں ✦

پس طالب اللہ کو چاہئے کہ ان تینوں کو پہچانے اور اُن کے ناشائستہ حرکات اور افعال سے مجتنب رہے۔ اور جب یہ تینوں وجود میں پائے جائیں۔ توفیق الٰہی۔ علم شریعت۔ طریقت وحقیقت ومعرفت ذکر اللہ۔ فنافی اللہ۔ امر بالمعروف۔ توکل۔ حیا۔ صبر و استقلال۔ خوف و رجا۔ عشق ومحبت۔ توحید وتجرید وتفرید کی طرف رُخ کرے یہ تینوں دشمن دفع ہو جائینگے اور باوجود اس کے توفیق الٰہی پر ہر دم نظر رکھے اور کسی حال میں اسے نہ بھُولے۔ کیونکہ اگر کسی کو طاعت وریاضت اور پارسائی کا حق حاصل ہو۔ تو یہ بات سب سے زیادہ ابلیس کو حاصل ہوئی۔ مگر کبر و انا نے اُس کی طرف رُخ کیا۔ اور اس کے سبب سے وہ راندۂ درگاہ ہوا ✦

اگر کسی کو علم وفضل کا حق حاصل ہو۔ تو یہ مرتبہ بلعم باعور[1] کو بھی حاصل تھا کہ اُس کی مسجد میں بارہ ہزار دواتیں موجود رہتی تھیں۔ تاکہ اُن کی قلمیں دنیا کے اس کنارے سے اُس کنارے تک کے حال لکھ ڈالیں ✦

اور اگر کسی کو مال ودولت کا خیال ہو تو اس بات میں قارون سے زیادہ کسی نے حصہ نہیں لیا۔ اور وہ لپنے خزانوں کو تحت الثرےٰ تک لے گیا ✦

---

[1] بلعم باعور بنی اسرائیل کی قوم میں ایک بڑا عالم گذرا ہے اور مستجاب الدعوات تھا حضرت موسےٰ علیہ السلام اسی کی بددعا سے وادی تیہ میں معہ اپنی قوم کے چالیس برس پریشان رہے اور آخر اس کی موت کفر پر ہوئی اور یہ ایک پیغمبر کی بددعا سے ہلاک ہوا ✦ مترجم

اور اگر دماغ میں دعوےٰ خدائی سمایا ہو۔ تو فرعون کا دعوےٰ خدائی مشہور ہے اور آخر کو دریائے نیل میں غوطے کھا کر اُس نے اپنی جان دی +

اور اگر کسی کو جہالت نے گھیرا ہو۔ تو ابوجہل اس میں کامل نکلا +

پس یہ تمام باتیں بے اصل ہیں اصل چیز محبت الٰہی میں خلوص و اخلاص ہے دیکھو اصحاب کہف کے کتے کو اس اخلاص نے جانوروں کے مرتبہ سے انسانوں میں داخل کیا ؎

سگِ[1] اصحاب کہف روزے چند   پےٴ نیکاں گرفت مردم شد

ان کا پورا قصہ سورۂ کہف میں مذکور ہے۔ جب کتے نے انسانیت کا مرتبہ حاصل کر لیا تو جو انسان کہ انسانیت نہ حاصل کرے تو وہ کتے سے بھی گیا گذرا ہوا +

فقرِ فنا و فقرِ بقا و فقرِ منتہےٰ

فقر کی تین قسمیں ہیں۔ اوّل فقرِ فنا لَا اِلٰہَ۔ دوم فقرِ بقا اِلَّا اللّٰہُ اثبات سوم فقرِ منتہےٰ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اس مقام میں خدائے تعالےٰ سے یگانگی ہوتی ہے۔ اور جو شخص اہل دنیا سے یگانہ ہے وہ خدائے تعالےٰ سے بیگانہ ہے۔ اور خدائے تعالےٰ سے یگانگی حاصل نہیں ہوتی تاوقتیکہ نیست نہ ہو جائے اور مقام ربوبیت میں نہ پہنچے +

اور یاد رہے کہ انسان کے وجود میں چار لذتیں ہیں اور چاروں فانی ہیں:۔

اوّل لذتِ اکل و شرب۔ دوم لذتِ جماع۔ سوم لذتِ حکومت چہارم لذتِ علم و فضیلت۔ اور ایک پانچویں لذت اور ہے جو فانی نہیں اور ہمیشہ باقی رہتی ہے اور وہ لذت محبت و اسرار حق تعالےٰ ہے۔ جب یہ لذت انسان کے وجود میں غالب ہوتی ہے۔ تو وہ چاروں لذتیں مغلوب ہو جاتی ہیں۔ اور اُسے سوا اس کے اور کوئی لذت اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ اور جس طرح بیمار کھانا کھانے سے گھبراتا ہے اسی طرح ان چاروں لذتوں سے اس کی طبیعت منقبض ہوتی ہے +

اسی طرح سے انسان کے وجود میں دس چیزیں اور ہیں۔ جن میں سے نو ایک طرف ہیں۔ اور ایک تنہا ان سب کے برابر۔ چنانچہ کان۔ آنکھ۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ زبان۔ اور دسواں شکم ہے۔ جب شکم گرسنہ ہوتا ہے تو یہ نو سیر رہتے ہیں اور جب شکم سیر ہوتا ہے تو یہ نو

---

[1] اصحاب کہف کا کتا چند روز اُن کے ہمراہ رہنے اور نیک لوگوں کا ساتھ دینے سے آدمی ہو گیا +

گرسنہ ہو جاتے ہیں۔ مگر جس کا نفس نفس مطمئنہ کا تابع ہے وہ شخص خواہ بھوکا ہو یا سیر ہو سلے ان تو سے کچھ خطرہ نہیں۔ کیونکہ اُس کی چشم باطن روشن ہوتی ہے

نظم

دو چشم سر دو دل یکتا و سرتاج ۔ دراں ساعت فنافی راست معراج

اگرچہ شکم پید پُر ز نور است ۔ کہ واصل دائمی اندر حضور است

نہ آنجا لاغری نے جسم جان نیست ۔ نہ آنجا ذکر و فکرش بر زبان نیست

نہ سجادہ نہ تسبیح ونہ دستار ۔ دلم در سجدہ ام دیدار یا یار

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ (نماز ایمان والوں کی معراج ہے) انہیں کے حق میں وارد ہوا۔ جو فقرا کہ صاحب بصیرت ہیں اور چشم حق بین رکھتے ہیں ✤

شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت کی تمثیل

مقام شریعت کی مثال اس طرح پر ہے جس طرح راستہ، اور مقام طریقت کی مثال جس طرح آبر اور ہوا، اور مقام حقیقت کی جس طرح باران رحمت، اور مقام معرفت کی جس طرح آب جو، اور مقام عشق و محبت غرق فنافی اللہ گویا دریائے عمیق ہے کہ اُس میں بول براز پاک و ناپاک جو کچھ گرجاے وہ پلید نہیں ہوتا۔ ادراسی طرح اگر اُس سے ہزار نالے اور نہریں کاٹ دیجائیں تو اُس میں کچھ کمی نہیں ہوتی۔ اور اگر ہزاروں نالے اور نہریں اُس میں آملیں تو وہ سب دریا ہو جائینگے۔ اور ان چاروں میں شریعت فقر کا پہلا دروازہ ہے اور طریقت دوسرا دروازہ ہے۔ اور حقیقت تیسرا اور معرفت چوتھا دروازہ ہے۔ اور عشق خانہ محبت یگانگی ہے۔ اگرچہ کوئی شخص مقام شریعت۔ طریقت۔ حقیقت۔ معرفت میں پہنچ ہی جائے مگر حق تعالٰی سے بیگانہ رہتا ہے۔ تاوقتیکہ محبت الٰہی میں غرق ہو کر محرم اسرار نہ ہو جائے معلوم ہوا کہ اہل ملاقات و مقامات شیخ و مخدوم محروم ہیں ؎

ترا شرمندگی باید از حق بدوری

پریشان دل نیابد حق حضوری

۱؎ جب نفس کی آنکھیں بند اور دل کے باطن میں ہو جاتی ہیں تو اُس وقت مقام فنا میں فقیر کو معراج کی لذت حاصل ہوتی ہے اگرچہ شکم پید ہو جب بھی اس کا باطن نور سے پُر رہتا ہے اس لئے کہ واصل کو ہمیشہ حضور حاصل رہتا ہے اور نہ اسے کچھ لاغری معلوم ہوتی ہے علاوہ اس میں جسم جان ہوتی ہے اور نہ اس مقام پر ذکر و فکر رہتا ہے۔ اور نہ اس جگہ مصلے اور تسبیح و دستار ہوتی ہے۔ بلکہ وہاں تو دل سجدہ ہو کر دیدار دوست حاصل ہوتا ہے ✤

۲؎ تجھے حق تعالٰی کی جدائی سے شرمندگی ہونی چاہئے۔ کیونکہ پریشان دل حضوری کا حق حاصل نہیں کر سکتا ✤

زندہ دل اور مردہ دل

دل کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک دل اہلِ قلب۔ دوسرا دل اہلِ سلب۔ دل اہلِ قلب ذکرِ اللہ سے پُر نور ہوتا ہے اور زندہ دل کہلاتا ہے۔ اور دل اہلِ سلب ذکر اللہ سے مسلوب ہوتا ہے۔ اور مردہ دل کہلاتا ہے اور دونوں جہان میں شرمندگی اُٹھاتا ہے۔ اور جس شخص کو کہ ذکر قلبی حاصل ہو، حجاب اللہ الاکبر، اُس کے سامنے پارہ پارہ ہے۔ اور وہ بے حجاب ہو کر ذاکر دائم السیر ہوتا ہے اور عرش تک پہنچتا ہے اور شب و روز ذوق و مشاہدہ میں رہتا ہے۔ نہ یہ کہ وہ سرگرداں و پریشاں رہے اور مینڈک کی طرح ٹرایا کرے۔ اور لوگوں کے کان پھوڑے ؎

ترا[1] شرمندگی زیں ذکر باید | کہ دم بستن نہ حبِ ذکر شاید

ذکر اُسے کہتے ہیں کہ ذکر اُس پر موکل ہو جائے اور ذکر و فکر اُسے بیقرار و بے آرام کر دے اور بیقراری کی وجہ سے ذکر و فکر اُس پر حرام ہو جائے۔ اور اسی لئے اہل صبر و شکر شاکر و صابر بے حضور و خطرات ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ (نماز نہیں مگر حضوری قلب سے) ؎

بود[2] معدہ چو خالی از طعامے | شود معراج آں ساعت تمامی

اس طرح کا ذکرِ بے حضور خام لوگوں کا کام ہے۔ اور ایسا صبر و شکر بیوہ عورتوں کو صبر و شکر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ جس عورت کا کہ شوہر مر جاتا ہے تو محلہ کی عورتیں اُس کے اردگرد جمع ہو کر وہ بھی رونے لگتی ہیں اور اُسے سمجھاتی ہیں کہ صبر و شکر کر، رونے سے کیا فائدہ۔ خدائے تعالےٰ تو حی و قیوم ہے۔ وہ تو نہیں مرا۔ اس طرح صبر و شکر، صبر و شکر نہیں کہلاتا۔ صبر و شکر یہ ہے کہ فقیر دنیا اور حبِ دنیا سے صابر و شاکر ہو کر رہے۔ الحمد للہ خدائے تعالےٰ نے مجھے وہ فقر عطا کیا ہے۔ جو پیغمبروں کی میراث ہے ایسے صابروں کے لئے فرمایا گیا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ (خدائے تعالےٰ صابروں کے ساتھ ہے) اور ایسے شکر گذاروں کی پیروی کرنے کا حکم ہوا ہے۔ اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا وَّ قَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ

---

[1] تجھے ایسے ذکر سے جو تو کر رہا ہے شرمندہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ حبِ ذکر کا یہ تقاضا ہے کہ تو دم بھی چپ رہے ✦

[2] جب شکم طعام سے خالی ہو تو اس وقت معراج فقر حاصل ہوا کرتی ہے ✦

(اے آلِ داؤد شکر گذاری کرو اور ہمارے شکر گذار بندے کم ہوتے ہیں) کوئی فقیر صابر و شاکر نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ وہ سچا ذاکر اور حقیقی صابر نہ بنجائے۔ اور ایسے فقیر کے نزدیک اُن تمام نعمتوں کا جو دنیا میں موجود ہیں نعمتوں میں شمار نہیں ہوتا۔ بلکہ اُس کے نزدیک یہ سب نعمتیں زحمت ہیں اور قیامت کے روز سب کو تلخ معلوم ہونگی۔ اسی لئے ارشاد ہُوا ہے۔ وَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ۔ (کھاؤ پیو اور بیجا صرف نہ کرو کیونکہ وہ بیجا صرف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا)

نظم

عشق[۱] فقرش نہ راہ دانش و پند ۔۔۔ ہر کہ در عشق تمام دانشمند
علم آنست کند بحق واصل ۔۔۔ گرچہ رسوا ملامت ہم حال
ایں نہ علم است آنچہ میخوانی ۔۔۔ عز دنیا بجاہ و نادانی
دلق پوشی بہ است گرچہ نمد ۔۔۔ ہمنشینی دوام یار صمد

جیسا کہ جُعِلَتْ فِی النَّفْسِ طَرِیْقُ الزَّاهِدِیْنَ وَجُعِلَتْ فِی الْقَلْبِ طَرِیْقُ الرَّاغِبِیْنَ وَجُعِلَتْ فِی الرُّوْحِ طَرِیْقُ الْکَافِیْنَ (نفس میں زہد و تقوے کی راہ رکھی گئی ہے اور قلب میں رغبت و محبت کی اور روح میں کمال کی) وارد ہوا ہے

بیت از باہو رحمۃ اللہ علیہ ؎

نماند[۲] پردہ از نفس و ہوائے ۔۔۔ چوں باشد در دلت ذکرِ خدائے

باب پنجم

ذکر علما و فقرا

علما وہی ہیں کہ وارث انبیا اور تابع آثار محمدی اور امین خدا ہوں۔ اور طالب العلم وہی ہے جو علم سے اطاعت حاصل کرے۔ اور عام سے خاص بنے۔ اور فاضل وہ ہے جس کا فیض دریا کی طرح عام ہو۔ اور دانشمند وہ ہے جو اپنے نفس پر دعوے دار بنا رہے

---

[۱] عشق حقیقی میں فقر کی ضرورت ہے نہ عقل و دانش کی جس شخص کو عشق حقیقی حاصل ہے وہی بڑا دانشمند ہے۔ اور علم و عقل بھی وہی ہے جو حق کی طرف واصل کرے۔ اور اس کا نام علم نہیں ہے جسے لوگ پڑھتے ہیں۔ اور نادان ہیں کہ اس سے دنیاوی عزت و جاہ حاصل کرتے ہیں۔ اس سے تو فقیر کی دلق پوشی بہتر ہے اگرچہ ملامت کیوں نہ ہو۔ کیونکہ وہ خدائے تعالےٰ کے ہمنشیں رہتا ہے ؛

[۲] نفس و ہوا و ہوس کا پردہ درمیان میں نہ رہیگا جب کہ تیرے دل میں ذکر خدا جلوہ گر ہوگا ؛

اوراس پر ہمیشہ محاسبہ کرتا رہے۔اور یہ کام علمائے عامل اور فقرائے کامل کا ہے ✦

علم رحمانی اور علم شیطانی

علم کی بھی دو قسمیں ہیں۔ علمِ رحمانی و علمِ شیطانی ✦ علم رحمانی کو ترک دنیا اور اطاعت لازم ہے ✦ اور علم شیطانی سے حُبِّ دنیا اور حرص و حسد اور بدعت و ضلالت حاصل ہوتی ہے۔ اور طالب مولےٰ کیا معنی، یعنی وہ اہل ہدایت کے دل کا ہمیشہ صدقِ دل سے طواف کرتا رہتا ہے۔ جیسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ و حضرت علی رضی اللہ عنہ اور جیسے کہ سرتاج الانبیا والاصفیا خاتم المرسلین صاحب السر والشریعت جناب محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور طَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَکَّرٌ (طالب مولےٰ مذکر ہے) اور وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٌ (اور جن لوگوں کو علم دیا اُن کے بڑے درجے ہیں) کی یہی شان ہے۔ علم وہی ہے کہ باعمل ہو نہ وہ جو محض بارِ خر ہو۔ جیسا کہ اَلْعِلْمُ نُکْتَۃٌ وَکَثْرَتُہٗ لِلْعَمَلِ (علم ایک نکتہ ہے نکات میں سے اور اُس کی کثرت عمل کے لئے ہے) وارد ہے۔ جو شخص کہ علم پر عمل نہیں کرتا علم اُس کے لئے وبالِ جان ہوتا ہے۔ اور اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ (علما انبیاؤں کے وارث ہوتے ہیں) کے وہی علما مصداق ہو سکتے ہیں۔ جو تابع طریقۂ انبیا علیہم السلام ہیں۔ اور حرص و حسد کبر و غرور اور فسق و فجور سے دور رہتے ہیں۔ ان کا ظاہر و باطن حق کا نمونہ اور راستی کا رہنما ہوتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ لَوْلَا الْحَسَدُ فِی الْعُلَمَاءِ لَصَارُوْا بِمَنْزِلَۃِ الْاَنْبِیَاءِ (اگر علما میں حسد نہ ہوتا تو وہ بمنزلہ انبیا کے ہوتے) پس علما وہی ہیں جو دنیا کو طلاق دیدیں اور سنت نبوی کو بجا لائیں اور گھر بار خدائے تعالےٰ کی راہ میں صرف کردیں اور خلق محمدی کے بے ریا و بے طمع ہو کر پیرو رہیں۔ کیونکہ طالب اللہ حق پرست اور خدا ترس ہوتا ہے۔ اور جس قدر اس کا علم بڑھتا ہے عمل بھی اُسی قدر اُس کا زیادہ ہوتا ہے۔ اور جس شخص کا عمل اور طاعت اور خوف الٰہی زیادہ نہ ہو، جاننا چاہئے کہ اُس میں کیا جہالت ہے اور نادان کا خانہ جہالت معصیت سے پُر ہوتا ہے اور علما و فقرا میں کیا فرق ہے جو شخص کہ فقیر ہے عالم بھی ہے۔ اور جو عالم ہے وہ ولی ہے اور ولی ہمیشہ واصل خدا ہے۔ اور عالم طالب علم ہے اور فقیر طالب مولےٰ ہے۔ عالم کی نظر حروف و سطور پے اور

فقیر کی نظر معرفت و حضور پر ہے۔ وہ کہتا ہے مسائل فقہ یاد کر اور یہ کہتا ہے اُذْکُرُوا اللّٰہَ
ذِکْرًا کَثِیْرًا (خدا کو یاد کرو زیادہ سے زیادہ) اور وہ کہتا ہے از علم ترک گیر اور اُسے روزی و
معاش و زر و سیم کا انتظار ہے اور یہ دنیا و مافیہا سے بیزار ہے۔ اور وہ کہتا ہے دنیا داری نیکنامی ہے۔ یہ کہتا ہے
دنیا مطلق حرام ہے رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَّطَالِبُهَا کِلَابٌ (دنیا مُردار
ہے اور اس کا طالب کتا ہے) اور دنیا میں تین فرقے ہیں۔ اہلِ دنیا اور اہلِ علم اور اہلِ فقر۔

جب صبح ہوتی ہے مؤذن اذان دیتا ہے۔ گویا کہ اسرافیل نے صور پھونکا اور حشر
قائم ہوگیا۔ اہلِ دنیا کو دوزخ کی طرف لیجا رہے ہیں۔ چنانچہ وہ حرص ہوائے نفسانی اور
معصیت و حرکات شیطانی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اور علما گویا بہشت کی طرف لیجا رہے
ہیں۔ چنانچہ وہ علم و مسائل فقہ میں مصروف ہوتے ہیں اور فقرا کو دیدار کی طرف لیجا رہے ہیں
چنانچہ وہ ذکر و فکر و غرقِ وحدانیت میں ہوتے ہیں اور علما اہل شعور و فہم ہیں اور فقیر اہل حضور
و وہم ہیں۔ صاحب شعور کا دل نظرِ خدا سے محروم ہے۔ کیونکہ وہ شب و روز پڑھنے لکھنے
میں مشغول ہے اور صاحب حضور کا دل منظور نظر ہے۔ اور اُس کی نشانی یہ ہے۔ کہ دل
پر درد صاحب حضور رہتا ہے اور اس کی مراد موتِ سلیم ہوتی ہے۔ اور وہ حلیم اور
شکستہ خاطر اور صراط مستقیم قائم اور ذکر و اشغال میں مصروف اور غرقِ توحید رہتا ہے
اور ناشائستہ کاموں سے بیزار رہتا ہے۔ علما کہتے ہیں کہ علم خوب پڑھو اور سلاطین حکام
و قضاۃ کے مصاحب بنو۔ فقرا کہتے ہیں کہ توکل اپنا شعار کرو۔ اور خدائے تعالےٰ سے
راضی رہو۔ وہ کہتے ہیں علم صرف و نحو پڑھو کہ یہ علوم اصول سے ہیں۔ یہ کہتے ہیں فنا فی اللہ
میں غرق ہو کر علوم کو فراموش کردو۔ وہ کہتے ہیں بے علم کے آدمی ابو جہل ہوتا ہے۔ یہ
کہتے ہیں کہ علم لدنی کا ایک حرف بھی پڑھ لینا بس ہے۔ وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا
(اور ہم نے اُس کو علم سکھایا اپنی طرف سے) اس کا شاہد ہے۔ علما دنیا کی میخ دل میں
گاڑتے ہیں اور فقرا دنیا کی میخ کیچڑ میں گاڑتے ہیں۔ وہ لوگ دانشور اور صاحب شعور ہوتے
ہیں۔ اور یہ لوگ عاشق و دیوانے اور صاحب حضور ہوتے ہیں۔ فقرا ذکر و فکر و اشغال میں
رہکر صاحب استغراق ہوتے ہیں اور علوم باطنی حاصل کرتے ہیں اور علما علوم ظاہری میں
مشغول ہوکر علم باطنی کی نعمت سے محروم ہوتے ہیں۔ اور فقرا خادم اور علما مخدوم ہوتے ہیں۔
اور مخدوم سے خادم افضل ہوتا ہے جیسا کہ سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ (قوم کا خادم اس کا سردار ہوتا ہے)

عامد ہوتا ہے ۔ اور علما صاحب نصیحتی ہیں اور فقرا صاحب مسیحی ہیں اور مسیحی زندگی مرنے کے
بعد حاصل ہوتی ہے ۔ اور فقیر کو زندگی قلب ذکر اللہ کے باعث خدائے تعالیٰ کی طرف
سے حاصل ہوتی ہے ۔ اور حیات مسیحی صرف ایک روز یا ایک ساعت ہے ۔ اور زندگی
قلب جو ذکر اللہ سے حاصل ہوتی ہے ۔ ہمیشہ تا ابد الآباد باقی رہتی ہے ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۔ (تمام خوبیاں اللہ کو ہیں
مگر بہت لوگ اس کی سمجھ نہیں رکھتے تو بھی مرنے والا ہے اور وہ سب بھی مرنے والے ہیں)
ویسے تو سب کو زمین میں جانا ہے ۔ مگر ہر ایک کی موت میں فرق ہے ۔ اور یہ بھی یاد رہے
کہ فقر درویشی میں ہمہ تن بے نیازی ہے ۔ اور طالب علم میں ہمہ تن حرص و ہوس ہے
اور فقیری درویشی میں عشق سے بے قراری اور بے آرامی رہتی ہے ۔ اور علم بے معرفت
ایسا ہے جیسے طعام بے نمک ۔ اور علما خدائے تعالیٰ کو چون و چرا سے پہچانتے ہیں
کیونکہ علم میں محض چون و چرا ہے ۔ اسی لئے اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَكْبَرُ (علم حجاب الٰہی
میں ایک بڑا پردہ ہے) کہا گیا ہے ۔ اور فقیر خدائے تعالیٰ کو بے چونی و بیچگونگی سے
پہچانتا ہے ۔ کیونکہ فقر میں خدائے تعالیٰ بے چون و بے چگون کے ساتھ بیخودی حاصل
ہوتی ہے ۔ اسلئے فقیر صاحب نظر ہوتا ہے ۔ اور عالم صاحب مرقوم اور بے خبر ہوتا ہے ۔
عالم کے مراتب بہت ہیں اور درجہ نہایت بزرگ و بالا ہے ۔ لیکن فقیر کہتا ہے کہ اگرچہ
بزرگ و بالا ہے ۔ مگر مسلک سلوک اور راہ تصوف سے وہ بیخبر ہے ۔ نیز علما کی آنکھ نعمتِ
دنیا اور اس کی لذتوں پر ہے اور فقیر کی آنکھ خوف اور قیامت پر ہے ۔ علما کہتے ہیں دیکھو
آخرت میں بہشت کیا خوشی کی جگہ ہے ۔ اور فقیر کہتا ہے بجز دیدار الٰہی کے جو کچھ ہے
سب زشت و خوار ہے ۔ عالم کہتا ہے کہ فقیر احمق و مجنون و دیوانہ ہے ۔ فقیر کہتا ہے کہ عالم
خدائے تعالیٰ سے بیگانہ ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ علوم منطق و حکمت پڑھنا خوب ہے ۔
یہ کہتے ہیں کہ یاد الٰہی کے ماسوے میں رہنا نادانی اور عمر کھونے میں محسوب ہے ۔ اور
طالب مولےٰ کیا معنی ۔ مولےٰ میں چار حرف ہیں :۔

اوّل (م) اور اس سے یہ مراد ہے کہ طالب اپنے نفس کو اس کی خواہشات
سے محروم رکھے اور معرفت الٰہی میں محو ہو جائے ✣

دوم (و) اور اس سے یہ مراد ہے کہ وحدانیت میں غرق رہے ✣

سوم (ل) اور اس سے یہ مراد ہے کہ دنیا ے دوں پر لاحول پڑھے تاکہ لائق دیدار ہو جاوے ؛

چہارم (ی) اس سے یہ مراد ہے کہ یاد حق میں مشغول رہے نہ مال و زر اور فرزند و زن میں اور نہ جان و تن میں ؛

اور طالب علم کیا معنی - یعنی علم میں تین حرف ہیں :-

اول (ع) اس سے مراد ہے طلب علائق عقل - دوم (ل) اس سے مراد ہے لایستحٰے - سوم (م) اس سے مراد ہے میراث ؛

زہدِ بے علم

اور جس طرح سے کہ علم بے عمل مذموم ہے، اسی طرح سے زہد بے علم ممنوع ہے - علم باعمل یگانگی ہے، اور علم بے عمل دیوانگی ہے - اور زہد بے علم کی مثال ایسی ہے جیسے شور زمین میں بیج بویا ہو - اور علم بے عمل کی مثال جیسے زندہ کو قبر میں دفن کیا ہو علما کہتے ہیں کہ فقیر کو علم و ارادت کہاں سے حاصل ہوتا ہے ؟ فقیر کہتا ہے میرا استاد خدائے تعالےٰ حی قیوم ہے - جیساکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ میری تعلیم و تربیت خدائے تعالےٰ نے کی ہے - فقیر کی زندگی علم ہے اور اُس کی راحت معرفت ہے اور اُس کا شوق و محبت اور اُس کا ذوق ذکر اور اُس کا مشاہدہ مجاہدہ اور اُس کا فقر فرحت اور درویش کو حضوری کا حق نہیں حاصل ہوتا - تاوقتیکہ وہ خلوت و عزلت نہ اختیار کرے اور اپنے دوستوں کو دشمن نہ بنائے اور اپنے فرزندوں کو یتیم اور عورتوں کو بیوہ نہ کرے، اس وقت تک وہ مقام ربوبیت تک نہیں پہنچ سکتا ہے ؛

مگر فقیر باہو کہتا ہے کہ طالب خدائے تعالےٰ ہمیشہ مخلوق کے ساتھ برتاؤ رکھے اور اُن کے ساتھ خلق اختیار کرے - کیونکہ اگر صرف خلوت و عزلت اور ریاضت و محنت سے خدائے تعالےٰ کو پانا ممکن ہوتا تو انڈوں پر کی مرغیں اُس کی زیادہ مستحق ہوا کرتیں - جس کسی کو کچھ حاصل ہوا ہے - اہل اللہ کی صحبت سے حاصل ہوا ہے - نہ گوشہ نشینی میں جن و فرشتوں کی ملاقات سے - کیونکہ راہ خدائے تعالےٰ بال سے زیادہ باریک اور پہاڑ سے زیادہ مشکل ہے - اسی لئے کافروں کے حق میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے - لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ

حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ (کافروں کے بارے میں فرمایا ہے وہ جنت میں داخل
نہ ہونگے جیسے سوئی کے ناکے سے اونٹ نہیں جا سکتا") پس فقیری درد و غم سے پُر رہنے
کا نام ہے۔ اور گھر میں بیٹھ کر حلوے کھانے اور پلاؤ زردوں کے نرم و چرب لقمے
اُڑانیکا نام نہیں ہے۔ بلکہ فقیری شب و روز دل جلاتا ہے اس لئے لِكُلِّ شَيْءٍ
مِفْتَاحٌ وَمِفْتَاحُ الْجَنَّةِ حُبُّ الْفُقَرَاءِ (ہر چیز کی کنجی ہوتی ہے اور جنت کی کنجی فقرا
کی محبت ہے) آیا ہے ✤

جیسا کہ شیخ واجد کرمانی نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن درویشوں کو حکم ہوگا
کہ وہ پلصراط پر جا کر دیکھیں کہ جس نے دنیا میں اُن کے ساتھ کچھ سلوک کیا ہو اُس کی مدد
کیجائے۔ پس خدا ئے تعالےٰ اُن سے فرمائیگا کہ جاؤ میں نے تم کو اختیار دیا کہ تم اُن لوگوں
کو پلصراط سے نکالکر بہشت میں لیجاؤ اور اپنے برابر اُنہیں بھی جگہ دو ✤

اور قیامت کے روز ایک ایسا شخص بھی لایا جائیگا جس کے نزدیک نماز۔ روزہ
حج۔ زکوٰۃ وغیرہ اور بھی نیکیاں ہونگی۔ مگر حکم ہوگا کہ جاؤ۔ اسے دوزخ میں لیجاؤ۔ وہ شخص
کہیگا کہ اے پروردگار میں نے تو بہت سی نیکیاں کی ہیں۔ مجھے دوزخ میں کس لئے لیجاتے
ہیں۔ حکم ہوگا تو دنیا میں درویشوں سے رُوگردانی کرتا تھا۔ اس لئے میں نے آج تجھ سے
رُوگردانی کی ہے۔ اور تیری عبادت تجھے واپس کردی ✤

اس کے بعد ایک دوسرا شخص لایا جائیگا۔ اور وہ گناہ اور معصیت سے ہوگا۔ حکم ہوگا
اسے جنت میں لیجاؤ وہ شخص متعجب ہو کر حیران رہیگا اور کہیگا مجھے کون سی نیکی کے بدلے
میں جنت میں لیجانے کا حکم ہوا۔ فرمان ہوگا اے شخص دنیا میں تجھے جو کچھ ملتا تھا۔ تو اُسے
درویشوں کی محبت میں صرف کرتا تھا۔ اور شب و روز تو اُن کی محبت میں رہتا تھا اور
وہ تجھے دعا دیتے تھے۔ اسی لئے ہم نے تجھے اُن کی دعا کی برکت سے جنت عطا
کی۔ کیونکہ اُن کی دعائے نعمت اور رحم دلی پر ہماری رحمت و نعمت سبقت رکھتی ہے اور
وہ جنت ہے ✤

اَلْفَقْرُ لَا يُحْتَاجُ کے معنی

فقیر محتاج نہیں ہوتا۔ یعنی وہ اپنے گھر میں بھوکا پیاسا بیٹھا رہتا ہے مگر کسی سے سوال نہیں کرتا۔ اور اس کے یہ بھی معنی ہیں کہ وہ صاحبِ نظر اور کیمیا ہوتا ہے۔ اور اَلْفَقْرُ لَا يُحْتَاجُ کے یہ بھی معنی ہیں کہ وہ اپنا تمام مال و زر خدا کی راہ میں صرف کرے۔ تارکِ دنیا ہوتا ہے اور خواہش نہیں کرتا۔ اور اُس کے یہ بھی معنے ہیں کہ وہ ذکر اللہ سے دلجمعی اور اطمینان حاصل کر لیتا ہے۔ پھر کیا کہنا ہے۔ دل غنی رحمۃ اللہ۔ اور اُس کے یہ بھی معنی ہیں کہ فقیر دنیا اور اہلِ دنیا کی طرف مطلق میلان و رغبت نہیں کرتا۔ اور ما سوے اللہ پر حریص ہو کر اس کا طامع نہیں بنتا اور اُس کے یہ بھی معنی ہیں کہ اُس کی زبان سیف اللہ ہوتی ہے۔ جو کچھ وہ کہتا ہے، خدائے تعالےٰ اُسے پورا کر دیتا ہے یا یہ کہ وہ مقام محمدی پر پہنچا ہوا ہے اور اس وجہ سے اَلْفَقْرُ لَا يُحْتَاجُ کا مصداق بنا ہوا ہے۔ پس فقیر کو چاہیئے کہ اگر وہ جاہل ہے تو علم پڑھے اور اگر عالم ہے تو چاہیئے کہ معرفت حاصل کرے۔ اُس وقت خدائے تعالےٰ کو پہچان سکیگا۔

اور یاد رہے کہ فقیری کے دو مرتبہ ہیں۔ اوّل علم دانی۔ دوم علم خدا دانی۔ اور مقام حیّ قیّوم پر رسم رسوم کچھ نہیں رہتی۔ فقیر جب اس مقام پر پہنچتا ہے۔ اگر غافل ہے، ہوشیار ہو جاتا ہے اور اگر خفتہ ہے، بیدار ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ عَيْنَایَ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِیْ (میری دونوں آنکھیں سو جاتی ہیں مگر دل جاگتا رہتا ہے) ؎

خدلے من بیدار چوں بخوابم　　خواب اندر خدا کجا یابم

جو شخص کہ علم کی راہ پر ہے وہ فقر سے آگاہ ہے اور جو شخص کہ اپنی خودی پر ہے وہ گمراہ ہے اور جو شخص کہ علم کی راہ پر ہے اور وہ فقر سے آگاہ ہے علم اُس کے لئے صد گناہ اور وبالِ ہے۔ فقیر کو بدون تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب اور تجلیۂ روح کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ لِکُلِّ شَیْءٍ مصقلۃ و مصقلۃ القلب ذکر اللہ (ہر چیز کے لئے صیقل ہوتی ہے اور قلب کی صیقل ذکر اللہ ہے) وارد ہوا ہے۔

خانہائے نفس

انسان کے وجود میں نفس کے چار خانے ہیں :-

خانۂ اوّل - زبان - جس میں لہو و لعب پیدا ہوتا ہے ٭

خانۂ دوم - دل - کہ خطرات و وسواس اُس میں ظاہر ہوتے ہیں ٭

خانۂ سوم - ناف - جس میں شہوت و ہوا پیدا ہوتی ہے ٭

خانۂ چہارم - اطرافِ دل - کہ اُس میں حرص و حسد - کبر و ہوس - عجب و غرور - کینہ و ریا و بغض و عداوت - وغیرہ ظاہر ہوتا ہے ٭

اِن چاروں خانوں میں چاہیئے کہ محبّت الٰہی کی آگ جلائیں کہ ذکر اللہ کے سوا اُس آگ کو کوئی پانی نہ بجھا سکے - اور علما ان چاروں خانوں سے بے خبر رہتے ہیں اور معرفت و عشق و محبت کی راہ نہیں اختیار کرتے - بلکہ اُس کے عوض حرص و حسد و عجب و ریا وغیرہ کی راہ پر آجاتے ہیں - مگر صاحب نظر ہمیشہ دل کا مطالعہ کرتا رہتا ہے - اور انوار تجلیات پر نظر رکھتا ہے - پھر آخر کو اُس کی موت بھی زندگی ہوتی ہے ؎

گر بمیرم[۱] بردمارا زیر خاک　　جان و تن من خوش بگوید ذکر پاک
چوں بیاید نزد من منکر نکیر　　خوش بگویم آنچہ دارم در ضمیر
قبر خود خلوت بہ بیں اے خفتہ　　ہمنشیں مجلس مشو خود گفتہ
از مردہ دل بہتر بود قبر فقیر　　ہر چہ داری حاجتے زاں خوش بگیر

جیسا کہ حدیث شریف میں آیا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَی الدَّارِ (اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں) دوسری حدیث میں ہے - اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ (فقیر کامل کے لئے موت طبیب ہے کہ دوست کو دوست سے ملا دیتی ہے) ؎

مردہ[۲] تن دل زندہ با حق حبیب　　زندہ تن دل مردہ از حق بے نصیب

---

[۱] جب میں مر جاؤنگا تو مجھے مٹی میں دبا دینگے - مگر میری جان تن بہت خوشی سے ذکر پاک کرتی رہیگی - جب نکیر نزدیک منکر نکیر آکر پوچھینگے - تو میں بہت خوشی سے اُنہیں دل کا حال سناؤنگا - اپنی خلوت گاہ قبر کو دیکھ لے بیہوش ہمنشیں مجلس نہ ہو جیسا کہ کہا گیا ہے - مردہ دل سے ایک فقیر کی قبر ہزار درجہ بہتر ہے - تو اپنی حاجت جو کچھ رکھتا ہو ہر گز توسل سے حاصل کر ٭

[۲] مردہ تن زندہ دل خدائے تعالےٰ سے واصل ہوتا ہے - اور زندہ تن مردہ دل اور خدائے تعالےٰ سے بے نصیب ہوتا ہے ٭

وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰہِ یَھْدِ قَلْبَہٗ (جو شخص خدائے تعالےٰ پر ایمان لاتا ہے خدائے تعالےٰ اُسے نیک راہ پر قائم رکھتا ہے) بہرحال جو شخص کہ خدا اور اُس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے خدائے تعالےٰ اُس کی رہنمائی کرتا ہے اور اُس کے گناہ معاف کرتا ہے ؎

ایچنیں پیغمبرے من مصطفےٰ[1]	جملہ جرمم عفو گردد از الٰہ

جیسا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے خدائے تعالےٰ کی درگاہ میں کہا تھا۔ اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْلَھُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (حضرت عیسےٰ علیہ السلام اپنی قوم کے لئے خدائے تعالےٰ سے کہینگے، اے پروردگار اگر تو اُنہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو اُنہیں معاف کرے تو تو اپنے حکم پر غالب اور حکمت والا ہے) +

اور دوسری آیت میں ہے۔ وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمُ (اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے خاص کر لیتا ہے اور اللہ صاحب فضل عظیم ہے) پس خدائے تعالےٰ جس کسی کو اپنی رحمت و ہدایت کے لئے خاص کر لیتا ہے اُس کو بے طمع اور بے حرص بناتا ہے۔ اسی لئے فقیر کامل بالکل بے طمع رہتا ہے۔ اور اپنے وظیفہ اور روزینہ میں سے دوسروں کا حصّہ بھی لگاتا ہے۔ بلکہ اپنے تمام فتوحات کو خرچ کر دیتا ہے۔ اور دن کی فتوحات رات تک اور رات کی فتوحات دن تک نہیں رکھتا۔ اور سب خدائے تعالےٰ کی راہ میں صرف کر دیتا ہے پس فقیر درویش کو صاحب تصرّف ہونا چاہئے۔ اور یاد رہے کہ حصول خدائے تعالےٰ دو چیزوں سے ہے۔ اول فضیلت جیسے علم۔ دوم فضل اللہ جیسے معرفت اور فضیلت فضل اللہ کی امیدوار ہوتی ہے۔ اسی لئے عالم فقیر کامل کا محتاج ہوتا ہے اور فقیر کامل عالم کا محتاج نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کا علم فیضانِ الٰہی سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ وَعَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا اس کا شاہد ہے ؎

ماسوے اللہ[2] از دلت تو دور کن	دل بوحدت عشق حق پُر نور کن
مردہ تن دل زندہ گشتہ جان من	باز سرشد در تجلی جان و تن

[1] مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے پیغمبر رسول ہیں مجھکو امید ہے کہ آپ کی طفیل میں خدائے تعالےٰ کی طرف سے میرے تمام گناہ معاف ہو جائینگے
[2] ماسوا اللہ کو تو اپنے دل سے نکال ڈال۔ اور وحدت میں عشق الٰہی سے اپنے دل کو پُر نور کر۔ اے عزیز میرا تن مردہ اور دل زندہ ہو گیا اور سر سے پیر تک جان و تن تجلی میں بسنے لگا +

دیدۂ[1] اے دل بہ بود دیدار بیں | طرفہ زد جلوہ شود حق الیقیں
حاصل نشود ز حق ہرگز اتصال | تا نہ گردد یک جودش ہم خیال
صد فضیلت جاہلی و قیل و قال | ہر کہ را وحدت نا شد حق وصال

قوی کو چھوڑ کر ضعیف کی طرف اور غنی کو چھوڑ کر مفلس کی طرف رجوع کرنا خلاف عقل ہے

جب کہ خدائے تعالٰے قوی اور غنی ہے اور اس کے سوا سب ضعیف مفلس ہیں۔ تو قوی کو چھوڑ کر ضعیف کی طرف رجوع کرنا اور غنی سے منہ موڑ کر مفلس سے مانگنا خلاف عقل اور شرمندگی کی بات ہے۔ بلکہ فقیر کو چاہئے کہ جو کچھ مانگے خدائے تعالٰے سے مانگے۔ اور جو کچھ چاہے اسی سے چاہے اور ضعیف ومفلسوں سے نہ ڈرے۔ اور لَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (کوئی ذرہ بھی بدون حکم اللہ تعالٰے کے نہیں ہل سکتا) پر نظر رکھے اور سب کو چھوڑ کر خدائے تعالٰے کی یاد میں اس طرح مشغول ہو۔ جیسا کہ چاہئے۔ کیونکہ جس وقت طالب اللہ تعالٰے کی یاد میں مشغول ہوتا ہے۔ تو آسمان کہتا ہے اور آرزو کرتا ہے کہ اگر میں زمین ہوتا تو یہ شخص مجھ پر خدائے تعالٰے کی یاد کرتا اور یہ فخر جو زمین کو حاصل ہوا ہے مجھے حاصل ہوتا۔ اور زمین کہتی ہے کہ الحمد للہ میں نے بھی ذکر اللہ کی حلاوت پائی۔ اسی طرح سے جب فقیر طالب کے جسم میں ہر ایک رونگٹا اور کھال اور ہر ایک رگ وریشہ اور مغز و پوست اور قلب و روح اور سِرّ اور تمام اعضا ذکر اللہ میں مشغول ہوتے ہیں اور ربوبیت حق تعالٰے سے ندا آتی ہے لَبَّيْكَ عَبْدِیْ (ہاں میرے بندے) فرشتوں کو رشک ہوتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم تمام عمر تسبیح وسجود میں رہتے ہیں۔ مگر ہمارے لئے لبیک کے ساتھ فرمان الٰہی کبھی صادر نہیں ہوا۔ اے کاش اگر ہم بھی انسان ہوتے تاکہ لَبَّيْكَ عَبْدِیْ کے جواب سے ہم بھی سرفراز ہوا کرتے۔ پس آدمی کو چاہئے کہ اپنی حقیقت کو پہچانے اور اللہ تعالٰے کے فضل وکرم کا شکر گذار ہو کر اس کے خاص بندوں میں داخل ہوئے ؎

آسماں[2] سجدہ کند سوئے زمینیکہ برو | یک دو کس یک دو نفس بہر خدا بنشیند

---

[1] اے دل دیدۂ دیدار بیں بہتر ہے۔ کہ دم زدن میں حق الیقین سے جلوہ گر ہو جاتا ہے۔ حق تعالٰے سے ہرگز اتصال حاصل نہیں ہو سکتا۔ تاوقتیکہ اسی کے ایک جود کا ہمخیال نہ ہو جائے۔ ایسے شخص کی سو فضیلتیں بھی محض جہالت اور قیل وقال ہیں۔ جس کو وحدت حق میں وصال نہ حاصل ہو۔

[2] آسماں سرنگوں ہو کر زمین سے کہتا ہے۔ کہ ایک دو آدمی ایک دو شخص خدا کے لئے اس پر بیٹھیں۔

پس چاہئے کہ جان و رگ و پوست ہمہ اوست ہو جائے اور دوئی کا پردہ درمیان سے اُٹھ جائے۔ اللہ بس ماسوے اللہ ہوس ہو جائے +

فقیر **باھُو** کہتا ہے کہ جس شخص کو دیدار الٰہی کی خواہش ہو اُسے چاہئے کہ فقر اختیار کرے۔ اور ذکر و فکر اور عشق و محبت میں مشغول ہو کر معرفت الٰہی حاصل کرے۔ اور جس شخص کو بہشت اور حور و قصور کی خواہش ہو۔ ریاضت۔ زہد و تقوٰے۔ صوم و صلوٰۃ اور تلاوت قرآن مجید اور حج و زکوٰۃ وغیرہ جو کچھ بنائے اسلام ہے بجالائے اور جسے دوزخ کی آرزو ہو۔ وہ لذاتِ نفسانی و حیوانی و حرکات شیطانی کرے اور جو منہ پر آئے کہے اور جو سامنے آئے کھائے اور حلال و حرام میں فرق نہ کرے اور کفار و فجار سے خلوص رکھے اور مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا فَھُوَ مِنْھُمْ (جو شخص کسی قوم کو دوست رکھے تو وہ اُنہیں میں سے ہے) کا مصداق بنے +

ایک روز کا واقعہ ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ، حق تعالےٰ کے ساتھ ہمراز اور مشغول تھے کہ حضرت رب العزت سے ندا آئی کہ اے بایزید تم نے اس قدر محنت کس لئے اُٹھائی، کیا تم مقام عرش کے طالب ہو۔ عرض کی اے پروردگار عرش روحانیوں کی جگہ ہے، مَیں روحانی نہیں ہوں۔ ارشاد ہوا شاید مقام کرسی چاہتے ہو عرض کی اے پروردگار کرسی کروبیوں کی جا ہے، مَیں کروبی نہیں ہوں۔ ندا آئی شاید آسمان چاہتے ہو۔ عرض کی اے پروردگار آسمان فرشتوں کی جگہ ہے، مَیں فرشتہ نہیں ہوں۔ ندا آئی شاید دوزخ چاہتے ہو۔ عرض کی اے پروردگار دوزخ منکروں کی جگہ ہے، مَیں منکر نہیں ہوں۔ پھر بلند آواز سے ندا آئی اچھا ہمیں چاہتے ہو۔ بھلا اگر ہمیں نہ پاؤ۔ تو کیا کرو۔ بایزید نے سر بسجدہ ہو کر ایک آہ نکالی اور جان دیدی ؎

خام[1] بود نہ خام آہے رفت جاں	عاشقی آں بہ بود سوزش خیال
گر بسوزد جانِ من اندر سقر	جز خدا دیگر نہ، از من خبر
گر زند او گردنت تو دم مزن کشش منرور	سر بپوشد سر دہد عاشق حضور
باھُوا بہرہ چہ خواہی از خدا	بہرہ مزدور ئے طالب رضا

[1] خام تھی خام ہی، ایک آہ سے جان نکل گئی۔ عاشقی یہی ہے کہ جس میں انس رسوزش ہو۔ اگر میری دوزخ کے اندر بھی جان جلے تب بھی خدا تعالےٰ کے سوا مجھ اور کچھ خبر نہ ہوگی۔ اگر وہ تیری گردن بھی اُڑائے جب بھی تو دم مت مار۔ کیونکہ عاشق حضور سر چھپاتا ہے اور سر دیدیتا ہے اے باھُو تو خدا تعالےٰ سے کیا نفع چاہتا ہے۔ نفع چاہنا تو مزدوری ہے۔ تو بس طالب رضا رہ +

فقیر فنا فی اللہ اُسے کہتے ہیں کہ توحید میں ایسا غرق ہو جائے کہ احتیاج خدا بھی نہ رہے کیونکہ احتیاج خدا اُسی شخص کو ہوتی ہے کہ خدائے تعالےٰ سے جُدا ہو۔ پس چاہیئے کہ یکتا اور یک وجود ہو جائے ✦

فقیر میں کون کون مقام پیش آتے ہیں

یاد رہے کہ بندے اور خدائے تعالےٰ کے درمیان کیا چیز وسیلہ ہوتی ہے اور اُس سے کیا حاصل ہوتا ہے۔ پس معلوم ہو کہ بندے اور خدائے تعالےٰ کے درمیان مرشد وسیلہ ہوتا ہے اور اس سے محبت حاصل ہوتی ہے۔ اور محبت سے محرمیت سر اسرار حاصل ہوتی۔ اور محرمیت سر اسرار سے مقام خوفِ موت۔ اور مقام خوف موت سے حیرت۔ اور حیرت سے فنا۔ اور فنا سے مقام رجائے بقا۔ اور رجائے بقا سے مقام مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مرجاؤ) اور اس سے مقام اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ (اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں) حاصل ہوتا ہے۔ اسی لئے فقیر صاحب رضا اور قضا و قدر سے جدا ہوتا ہے۔ کیا خوب حدیث نبوی میں واقع ہُوا ہے۔ کہ جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ مجھے جبریل علیہ السلام نے آکر کہا کہ مسلمان کہتا ہے کہ خدائے تعالےٰ کا ہزار شکر ہے کہ اُس نے مجھے مسلمان پیدا کیا اور یہودی نہیں پیدا کیا۔ یہودی کہتا ہے کہ خدائے تعالےٰ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے یہودی پیدا کیا اور نصرانی نہیں پیدا کیا۔ نصرانی کہتا ہے کہ خدائے تعالےٰ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے نصرانی پیدا کیا اور مجوسی نہیں پیدا کیا۔ مجوسی کہتا ہے خدائے تعالےٰ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے مجوسی پیدا کیا اور منافق نہیں پیدا کیا۔ منافق کہتا ہے خدائے تعالےٰ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے منافق پیدا کیا اور مشرک نہیں پیدا کیا۔ مشرک کہتا ہے۔ خدائے تعالےٰ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے مشرک پیدا کیا۔ اور بیدین نہیں پیدا کیا۔ بیدین کہتا ہے خدائے تعالےٰ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے بیدین پیدا کیا اور کافر نہیں پیدا کیا۔ کافر کہتا ہے خدائے تعالےٰ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے کافر پیدا کیا اور سگ نہیں پیدا کیا۔ سگ کہتا ہے خدائے تعالےٰ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے سگ پیدا کیا اور سُور نہیں پیدا کیا۔ سور کہتا ہے کہ خدائے تعالےٰ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھو سور پیدا کیا

اور بے نماز نہیں پیدا کیا ✦

نقل ہے کہ ایک روز شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ قاضی بدوان کے مکان پر آئے جنہیں قاضی نجم الدین سنائی بھی کہتے ہیں۔ شیخ نے پوچھا کہ قاضی نجم الدین کیا کرتے ہیں۔ لوگوں نے کہا نماز پڑھ رہے ہیں۔ شیخ نے کہا۔ کیا قاضی نجم الدین نماز پڑھنا جانتے ہیں۔ قاضی نجم الدین یہ کلام سنتے ہی فوراً باہر آئے اور شیخ سے کہا یہ تم نے کیا کہا۔ شیخ نے کہا علماء کی نماز اور ہے اور فقرا کی نماز اور ہے۔ علما کی نماز یہ ہے۔ کہ وہ جب تک قبلہ برابر نہ کرلیں نماز نہیں پڑھ سکتے۔ اور اگر انہیں قبلہ معلوم نہ ہوسکے تو وہ تحری[1] کرنے پر مجبور ہوتے ہیں اور جس طرف اُن کا دل شہادت دیدے اُس وقت اُسی طرف نماز پڑھتے ہیں ✦

اور فقرا کی نماز یہ ہے کہ وہ جب تک عرش کو برابر نہیں دیکھ لیتے نماز نہیں پڑھتے ✦

القصہ قاضی نجم الدین اُس وقت گھر میں واپس چلے گئے۔ شب کو اُنہوں نے خواب میں دیکھا کہ شیخ جلال الدین عرش پر مُصلّے بچھائے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں قاضی نجم الدین خواب کی ہیبت سے بیدار ہو گئے۔ اور شیخ کے پاس آکر اُنہوں نے معذرت کی۔ اور فرمایا کہ معاف کیجئے! مَیں معذور ہوں ✦

شیخ نے کہا اے قاضی نجم الدین تم نے جو مجھے عرش پر مصلّے بچھا کے نماز پڑھتے دیکھا یہ مقام درویشوں کے مراتب میں سے ایک کمترین درجہ ہے اور اُن کے مقامات اس سے بھی بڑھ کر ہیں۔ اور اگر مَیں تم پر اُن مراتب کو ظاہر کروں تو تم اپنے حال پر نہ رہو گے اور تجلّی نور سے ہلاک ہو جاؤ گے۔ فقیر اس مقام کے علاوہ ستر ہزار مقامات اور حاصل کرتا ہے۔ اور ہر روز پنج وقتہ عرش پر نماز پڑھتا ہے۔ جب وہاں سے واپس آتا ہے۔ تو اپنے آپ کو خانہ کعبہ پر دیکھتا ہے اور جب وہاں سے لوٹتا ہے۔ تو تمام عالم کو اپنی دسوں انگلیوں کے درمیان میں دیکھتا ہے۔ مگر یاد رکھو کہ یہ ماجرا اُسی درویش کا ہے جو اس مقام کو طے کرے۔ اور جب درویش ان ستر مقامات سے گذر جاتا ہے۔ تو اب اُس کا مقام

---

[1] جن جگہوں میں کہ قبلہ معلوم نہ ہو سکے اُس وقت جس طرف دل گواہی دیدے اُس طرف نماز پڑھ لینے کو تحرّی کہتے ہیں اور اس کی ضرورت اجنبی مقامات میں واقع ہوا کرتی ہے مثلاً کوئی شخص جنگل میں ہو۔ اور آسمان پر بدلی ہو۔ اور قبلہ نما بھی نزدیک نہ ہو۔ تو ایسی حالت میں تحرّی کر کے نماز پڑھ سکتا ہے ✦

لامکان میں ہوتا ہے۔ اور اُس پر کسی کو واقفیت نہیں ہو سکتی ؎

عاشقاں را زہد و تقوےٰ خلوتِ درکار نیست

کار با غم عشق وحدت ہر بمنزل میر ساند

فقیر باھُو کہتا ہے تمام مکان شیطانی ہیں بجز مقام فنا فی اللہ اور حق سُبحانہٗ وتعالےٰ کے ✦

نقل ہے کہ ایک روز شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ شبلی دونوں شہر سے باہر جنگل کی طرف جا رہے تھے کہ راستہ میں نماز کا وقت ہو گیا۔ دونوں صاحبوں نے وضو کر کے نماز کا ارادہ کیا۔ کہ اسی اثنا میں ایک مزدور آیا اور اپنے سر سے لکڑیوں کا گٹھا اُتار کر وضو کیا اور اُن کے پاس آ گیا۔ انہوں نے پہچان لیا کہ یہ شخص اولیاء اللہ میں سے ہے۔ اور اِن دونوں نے اُس کو اپنا امام بنایا اور خود مقتدی بنے۔ مگر ان بزرگ نے ہر رکوع وسجود میں بہت دیر لگائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو شیخ نے پوچھا کہ رکوع وسجود میں اس قدر دیر کیوں ہوئی۔ اُن بزرگ نے جواب دیا کہ میں ہر رکوع وسجود میں تسبیح پڑھتا تھا۔ اور ہر تسبیح کا جواب جب تک لبیک عبدی نہ سُن لیتا تھا سر نہیں اُٹھاتا تھا۔ اس وجہ سے رکوع وسجود میں دیر ہوتی تھی ✦

پس جو نماز کہ باصواب نہیں ہوتی وہ نماز، نماز نہیں بلکہ وہ دل کی پریشانی ہے کیونکہ خدائے تعالےٰ حیّ وقیوم ہے۔ اور نعوذ باللہ وہ بُت اور مردہ نہیں اور اُس کی عبادت بت پرستوں اور کفاروں کی عبادت نہیں کہ اُنہیں بُت کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملتا ہے۔ کیونکہ بُت مردہ ہیں۔ اور خدائے تعالےٰ حیّ وقیوم ہے۔ جب کوئی بندہ اُسے پکارتا ہے تو وہ اُسے جواب دیتا ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں آیا ہے لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِحضُورِ الْقَلْبِ (نماز کامل طور سے ادا نہیں ہوتی مگر حضوری دل سے) اسلئے نماز خدائے تعالےٰ کی طرف کامل توجہ اور یکسوئی سے پوری ہوتی ہے ورنہ وہ ایک پریشانی اور جدائی ہوتی ہے ✦

فقیر باھُو کہتا ہے کہ اہل نماز کے لئے رکوع وسجود میں خدائے تعالےٰ کی طرف سے لَبَّیْکَ عَبْدِیْ جواب ملتا ہے اور عارف باللہ کے لئے ہر دم اور ہر ساعت اور ہر لحظہ لَبَّیْکَ عَبْدِیْ کا جواب موجود ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے فَاذْکُرُوْنِیْ

؎ عاشقوں کو زہد و تقوےٰ اور خلوت کچھ درکار نہیں ہے۔ وحدت کا عشق و غم ہونا چاہئے ہر ایک منزل پر پہنچاتا ہے ✦

اُذْكُرُوْنِىْٓ اَذْكُرْكُمْ (سو تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا) اگر بندہ ایک مرتبہ اللہ کہے - اللہ تعالےٰ ستر مرتبہ بذریعہ الہام ندا دیتا ہے - لَبَّیْكَ عَبْدِیْ لَبَّیْكَ عَبْدِیْ - مگر مراتب الہام آسان نہیں ہیں - جوانمرد کو مقام فنا فی اللہ میں غرق ہونا چاہئیے ؎

نبودے آدم و حوا نہ نوح و موسےٰ نہ کوہ طور[1]

نبودے انبیا و اولیا و من بودم عین نور

ہیچ ہمہ در ہیچ بودند آنوقتش خدا

خلوتے خوش یافتم اندر مقام کبریا

اور یاد رہے کہ خودی خدائے تعالےٰ کے ساتھ نہیں سماتی، جیسے آگ اور پانی غزل

خدا[2] و دیو در یک خانہ آمد	کہ عشقے کشت دیو دیوانہ آمد
ترا خبر ش نہ اے با خود خدائی	درونش کفر خود بیگانہ آمد
چراغ مقبلاں دل گشتہ روشن	کہ ہر گردش برآں پروانہ آمد
باہوئے بیچارہ را با جان حیات	کہ ہردم شوق خوش ترانہ آمد

اور اے باہو فقیری اور حقیقت فقیری کیا ہے ؎

حقیقت[3] فقر را از من چہ پرسی | فقر را زیر بالش عرش و کرسی

اور واضح ہو کہ فقیری دس چیزوں میں ہے نو ایک طرف اور ایک طرف ؎

دہ[4] چیز با ہر مرد را با جان عزیز | نہ سیر یک گرسنہ با عقل و تمیز
گر میشود نہ گرسنہ یک بہ سیر | از سیر سرش باز ماند غرق غیر
گوش و چشم و دست پا و ہم دہن | شکم نفس و بد بلا گردن بزن
شکم پر شیطاں سر نفس و ہوا | گر خدا خواہی از نہیا باز آ

[1] نہ حضرت آدم تھے اور نہ حضرت حوا تھیں نہ نوح اور نہ موسےٰ اور نہ کوہ طور تھا - نہ انبیا و اولیا تھے اور میں عین نور تھا اور جس وقت کہ خدائے تعالےٰ کے نور میں تمام چیزیں ہیچ در ہیچ تھیں - میں اس وقت مقام کبریا میں بہت خوشی کے ساتھ خلوت رکھتا تھا +

[2] خدائے اور دیو ایک خانہ میں آئے - اور عشق نے دیو کو مار ڈالا دیو دیوانہ ہوگیا - تجھ کو بھی خبر نہیں ہے خدائے تعالےٰ تیری ہمراہ ہے - مگر چونکہ دیو کے باطن میں کفر ہے اسلئے وہ اس سے بیگانہ ہے - نصیبے والوں کے دل کا چراغ روشن رہتا ہے - کہ ہر گردش میں پروانہ کی طرح اس پر نثار ہوتا ہے - بیچارے باہو کی زندگی جان جان کے ساتھ ہے کہ وہ ہر دم شوق میں خوش ترانہ رہتا ہے +

[3] اے باہو تو حقیقت فقر کیا پوچھتا ہے - فقیر کا تکیہ عرش و کرسی ہوتا ہے +

[4] دس چیزیں ہیں کہ ہر ایک شخص کو عزیز ہوتی ہیں اگر ان میں سے ایک گرسنہ ہے تو سیر دل اپنی عقل و تمیز پر رہتی ہیں - اور جب ایک سیر ہوتی ہے تو نو گرسنہ رہتی ہیں - اور وحدت کا سر اس سے باز رہکر غیر میں غرق رہتی ہیں - وہ نو چیزیں کان اور آنکھ اور ہاتھ اور پاؤں اور شکم نفس ملامت کی گردن اڑا دے - اور شکم پر شیطان اور نفس ہوا کا سودا رہے - اگر تو خدا کا طالب ہے تو ان سے باز آ +

پس نفس شیطان سے گذر کر مابعد کی مکافات کرے اور اپنے گناہوں کی خدائے تعالیٰ سے مغفرت مانگے ۔کیونکہ مَنِ اسْتَغْفَرَ بَعْدَ الذُّنُوْبِ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ (گناہ کے بعد جو شخص بخشش مانگتا ہے اُسے خدائے تعالیٰ بخش دیتا ہے) اور لِکُلِّ شَیْءٍ حِیْلَۃٌ وَحِیْلَۃُ الذُّنُوْبِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ (ہر چیز کا حیلہ ہوتا ہے اور گناہ کا حیلہ مغفرت ہے) وارد ہوا ہے ۔اور اہل علم کے لئے شکم شیطان ہے اور اہل اللہ کے لئے شکم شوق ہے کہ یہ لوگ روٹی اس جہان کی کھاتے ہیں اور کام اُس جہان کا کرتے ہیں ۔ جیسے اونٹ محنت تو تنی کرتا ہے اور کھاتا کیا ہے کانٹے ۔اسی طرح مشاہدہ مجاہدہ سے حاصل ہوتا ہے ۔جیسا کہ اَلْمُشَاھَدَۃُ عَنِ الْمُجَاھَدَۃِ (مشاہدہ مجاہدہ سے حاصل ہوتا ہے) وارد ہوا ہے ۔اور انہیں لوگوں کے لئے کہ جو صاحب مشاہدہ اور مجاہدہ ہیں خدائے تعالیٰ نے یہ خوشخبری سنائی ہے ۔اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا وَّ کَوَاعِبَ اَتْرَابًا وَّ کَاْسًا دِھَاقًا (بیشک پرہیزگاروں کو مراد ملنی ہے اُن کے لئے باغ ہیں اور انگور اور نوجوان عورتیں برابر عمر کی اور پیالہ چھلکتا ہوا) ✚

پس فقیر کامل ہمیشہ خوف خدا رکھتا ہے اور اس فرمان الٰہی کا محق ہوتا ہے ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَیْبِ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّ اَجْرٌ کَبِیْرٌ (جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں غیب کے ساتھ اُن کے لئے مغفرت ہے اور بڑا اجر) بہر حال جو کچھ حاصل ہوتا ہے عمل سے حاصل ہوتا ہے ۔ اور اگر بدون عمل کے علم سے فضیلت حاصل ہو سکتی ۔تو شیطان کو ضرور حاصل ہوتی ۔ اور ہرگز وہ نہ خود گمراہ ہوتا اور نہ بنی آدم کو گمراہ کرتا ۔اور جو شخص کہ باوجود علم کے بھی مشرب بدعت میں پڑ جاتا ہے ۔وہ بالکل ایسا ہی ہے ۔جیسے جن خبیث اور ایسے شخص پر ہرگز بھروسہ اور اعتبار نہ کرنا چاہئے ۔کیونکہ شیطان بیچارے نے ہزار سال تک علم حاصل کیا اور پچاس ہزار سال تک فرشتوں کو تعلیم دی ہے آخر کو اس کا انجام کیا ہوا ۔ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ (اُس نے انکار کیا اور وہ پہلے ہی سے کافر تھا) ✚

اور اگر جہل میں کچھ فضیلت ہوتی تو ابوجہل کو ہوتی ۔اور وہ ہرگز راہ حق سے منحرف نہ ہوتا ✚

پس معلوم ہوا کہ راہ حق نہ علم میں ہے اور نہ جہل میں ۔ بلکہ صرف توفیق الٰہی اور اُس

کی محبت و اخلاص میں ہے۔ اور اہل محبت وہ لوگ ہیں کہ خدا اور رسول کو حاضر و ناظر جانتے ہیں۔ اور اُن کی محبت میں غرق رہتے ہیں۔ اور جو شخص یہ چاہے کہ خدائے تعالےٰ اور رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خوشنود کرے۔ پس اُسے چاہیئے کہ توحید و محبت میں مشغول ہو۔ اور خدائے تعالےٰ کے ساتھ خلوص رکھے اور ترکِ دنیا اختیار کرے اور متابعت شریعت محمدیؐ میں ہمیشہ کوشاں رہے۔ اور جو شخص یہ چاہے کہ علما اُس سے خوشنود ہوں تو اُسے چاہیئے کہ زر و سیم حاصل کرے۔ اور اُن کی خدمت میں پوری کوشش کرے۔ اور جو شخص یہ چاہے کہ فقیر اہل اللہ اُس سے خوشنود ہوں۔ تو اُسے چاہیئے کہ صفائی دل کے ساتھ اُن سے ملے اور اتحاد حاصل کرے۔ کیونکہ فقیر کی نظر دل پہ ہوتی ہے۔ پس اُسے دل دیکر اُس سے دل لے۔ کیونکہ دل پر قبضہ کرلینا ایک دائمی سلطنت ہے۔ اور جو شخص یہ چاہے کہ خدائے تعالےٰ سے واصل و شاغل رہے اُسی چاہیئے کہ چار (م) جمع کرے:۔

اوّل (م) مخالفت نفس۔ دوّم (م) میدان معرفت۔ سوّم (م) مُبتلا و مشتاقِ دیدار۔ چہارم (م محرمیت اسرار)۔

اور اسی طرح بارہ (ش) حاصل کرے۔ چار (ش) فقرا کے لئے۔ اور چار (ش) اہل علم کے لئے۔ اور چار اہل دنیا کے لئے۔

(ش) فقرا (ش) اوّل شرم از نافرمانی خدائے تعالےٰ۔ (ش) دوّم شوق و شغل ذکر اللہ۔ سوّم (ش) شب بیداری و دل بیداری۔ چہارم (ش) شہوت اور ہوا کو شکنجہ میں کھینچے اور انہیں کامیاب نہ ہونے دے۔

(ش) اہل علم۔ (ش) اوّل شرائط دین و اسلام بجالائے (ش) دوّم شریعت پر نظر رکھے۔ (ش) سوّم شعور و تمیز ہاتھ سے نہ دے۔ (ش) چہارم شوم و طمع کو چھوڑ دے۔

(ش) اہل دنیا (ش) اوّل شرِ شیطان سے محفوظ رہے۔ (ش) دوّم نیک کاموں میں شرم نہ کرے۔ (ش) سوّم ہر کام میں عجلت نہ کرے۔ (ش چہارم شررِ آتشِ حرص سے دُور رہے۔

اور مخفی نہ رہے کہ اہل دنیا اور اہل علم گناہ سے باز نہیں رہ سکتے۔ مگر صرف محبت کے

سبب سے اس لئے محبت اگرچہ ایک خشخاش کے دانے کے برابر کیوں نہ ہو مگر ستر برس کی عبادت پر فوقیت رکھتی ہے۔ کیونکہ آدمی محبت میں بذریعہ عبادت کے محرم اسرار الٰہی ہوتا ہے اور مقام ربوبیت اور توحید سے واقف و آگاہ ہو جاتا ہے۔ اور اُس کے علم میں کبر کا شائبہ مطلق نہیں رہتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (بعض لوگ غیر خدا کو اُس کا بنا کر اُن سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی خدا کے ساتھ چاہیئے اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ خدا کی دوستی میں سب سے زیادہ ہیں)۔

اہل ہدایت کو اہل بدعت سے کیا کام۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ (اے پیمبر تم جسے چاہو ہدایت پر نہیں لا سکتے لیکن خدائے تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے)۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے اہل کفر کے بارے میں فرمایا ہے:۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (خدائے تعالیٰ نے اُن کے دلوں پر اور اُن کے کانوں پر مُہر کر دی ہے اور اُنکی آنکھوں پر پردہ ہے اور اُن کے لئے عذاب ہے سخت)۔

اسی طرح ایک اور جگہ فرمایا ہے۔ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ (بہرے گونگے اندھے ہیں سو وہ راہ پر نہ آوینگے)۔

اور ایک جگہ فرمایا ہے۔ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (کوئی کسی کے گناہ کا بوجھ نہ اُٹھائیگا)۔

اور جو جاہل کہ بدعت اور گمراہی میں پڑ جاتا ہے اُس کی مثال بالکل ابوجہل جیسی ہے کہ اُسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کتنا ہی سمجھایا۔ مگر وہ اپنی جہالت سے باز نہ آیا۔ اور یاد رہے کہ جو شخص انبیا علیہم الصلوٰۃ و السلام کو مردہ جانے اُس پر ایمان سلب ہو جانے کا خوف ہے۔ از باھو رحمہ

اُمّتِ[1] خویش را بحق سپردہ   حیاتِ الٰہی حیات پردہ

[1] اپنی امت کو خدائے تعالیٰ کے حوالہ کیا۔ اور حیات الٰہی آپ کی حیات کی پردہ ہوئی۔

بلکہ حیاتِ نفس و حیاتِ دل و حیاتِ روح و حیاتِ سِرّ و حیاتِ عشق و حیاتِ محبت و حیاتِ ذکر و فکر و حیاتِ دین و حیاتِ حیاتِ فقر و حیاتِ خدائے تعالےٰ حیّ قیوّم اور حیاتِ نبوی کو فقیر فنا فی اللہ اپنے ساتھ جانتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اَلْاِیْمَانُ عُرْیَانٌ وَلِبَاسُہُ التَّقْوٰی وَزِیْنَتُہُ الْحَیَاءُ وَثَمْرَتُہُ الْعِلْمُ (ایمان بدون عمل کے برہنہ ہوتا ہے۔ اس لئے پرہیزگاری اُس کا لباس ہے اور حیا اُس کی زینت ہے اور علم اُس کا پھل ہے) اور فقیر کامل صلح کل ہوتا ہے۔ اور اپنی ذات کے لئے اُسے جو کچھ پسند ہوتا ہے وہی دوسرے کے لئے بھی پسند کرتا ہے۔ جیسا کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبُّ لِاَخِیْہِ الْمُسْلِمِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ (کسی مومن کا ایمان کامل نہیں ہوتا تاوقتیکہ وہ جو کچھ اپنے لئے پسند کرتا ہو اپنے بھائی مسلمان کے لئے وہی پسند نہ کرے) اور پھر جس شخص کا ایمان مردہ ہو۔ وہ ضرور منافق یا کافر ہوگا۔ اور کفر و معصیت اور حبِّ دنیا میں مُبتلا ہوگا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہُ ◆

القصہ ہر منزل کا مشکلکشا اور ہر مشکل میں رہنما اور دونوں جہان کا پیشوا ہی برزخ اسم اللہ ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ◆

لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوْ

لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوْ

اَللّٰہُ

ھُوْ

لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوْ

لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوْ

باب ششم

ذکر مراقبہ و مشاہدہ خواب و جواب برزخ و تعبیر غرق بوحدت

مراقبہ کیا ہے اور مراقبہ سے کیا حاصل ہوتا ہے۔ مراقبہ وہی ہے جو رقیبوں سے دور کرکے وحدت الٰہی میں پہنچائے۔ مراقبہ محبت الٰہی کا نام ہے جو استغراق مقام حی قیوم کا رہنا ہے۔ اور اس سے مقام مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مرجاؤ یعنی نفس کشی کرو) حاصل ہوتا ہے۔ اور صاحب مشاہدہ صاحب حضور اور صاحب سیر سراسر ہوتا ہے اور مجلس محمدی سے مشرف ہوتا ہے اور مراقبہ مومن محرم سر اسرار معرفت ہوتی اور مراقبہ منافق تَحْتَ الثَّرٰے میں ہوتا ہے ؎

نہ علم[1] و نہ دانش نہ حقیقت نہ یقیں

چوں کافر درویش کہ نہ دنیاؤ نہ دیں

اور ہر ایک کے مراقبہ میں فرق ہوتا ہے۔ اس لئے مراقبہ کی بہت قسمیں ہیں :-

اوّل مراقبۂ عام۔ **دوم** مراقبۂ خاص۔ **سوم** مراقبۂ خاص الخاص۔ **چہارم** مراقبۂ اخص۔ **پنجم** مراقبۂ عشق۔ **ششم** مراقبۂ محبت۔ **ہفتم** مراقبۂ فنا فی الفنا فنا فی اللہ بقا باللہ کہ صاحب مراقبہ توحید میں غرق ہو جاتا ہے اور نہ خود اپنی اور نہ خلق اللہ کی کچھ خبر رکھتا ہے۔ بلکہ منزل و مقام بھی اُسے یاد نہیں آتا۔ کیونکہ اُس کو محو تمام حاصل ہوتا ہے اور کیونکہ مراقبہ روح کے مانند روحانی خاصیت رکھتا ہے۔ اور صاحب مراقبہ چشم زدن میں ارض و سما اور عرش و کرسی و لوح و قلم کی سیر کر لیتا ہے۔ اور جس طرح روحانی (فرشتے) دم زدن میں قبر میں آموجود ہوتے ہیں اور پھر اپنے مقامات پر چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح صاحب مراقبہ سیر کرکے اپنے وجود میں آن پہنچتا ہے۔ اور اہل مراقبہ وہی ہیں کہ جمال الٰہی کے سوا اور کچھ نہیں چاہتے۔ اور اللہ بس ماسوے اللہ ہوس اُن کا ورد ہوتا ہے۔ اور اَصْبَحُوْا[2] مَعَ اللّٰہِ اُن کا مقصود ہوتا ہے۔ اور مراقبہ ایسا ہونا چاہئے جس طرح آفتاب کہ جب طلوع ہوتا ہے تو اس سرے سے اُس سرے تک زمین و آسمان کو روشن کر دیتا ہے۔ اور جس طرح سے کہ ماہتاب کہ اُس کی روشنی سے تمام عالم جگمگا جاتا ہے اور دوسرے

---

[1] فقیر منافق کو نہ علم اور نہ یقین اور نہ دانش حاصل ہوتی ہے اور نہ حقیقت سے آگاہ ہوتا ہے۔ درویش کافر کی طرح کہ نہ دین کا نہ دنیا کا۔

[2] صبح ہوئی کہ خدائے تعالےٰ کے ساتھ ہیں (یعنی صبح ہوتے ہی اس کے ذکر میں مشغول ہو جاتے ہیں)۔

تمام عین کی روشنی اس کے سامنے ماند ہو جاتی ہے۔ صاحب مراقبہ کا بھی یہی حال ہے کہ جب آنکھیں کھول کر چاروں طرف دیکھتا ہے۔ تو تمام چیزیں سوختہ ہو جاتی ہیں اور درمیان میں کوئی حجاب باقی نہیں رہتا۔

اور مراقبہ کے اقسام بہت ہیں۔ جیسے مراقبہ[۱] ذکر۔ مراقبہ[۲] فکر۔ مراقبہ[۳] حضور مجلس مذکور مراقبہ[۴] فنا فی الشیخ۔ مراقبہ[۵] فنا فی اللہ۔ مراقبہ[۶] فنا فی النفس۔ مراقبہ[۷] نور دفنا نام باری تعالےٰ۔ مراقبہ[۸] چشم واز۔ مراقبہ[۹] راز۔ مراقبہ[۱۰] شہباز۔ مراقبہ گریہ بہر زدن موش دغا باز۔ اور جو شخص مراقبہ میں گاؤ خر۔ جاہ و مال۔ زر و سیم۔ وغیرہ دیکھے تو جاننا چاہیئے کہ مراقبہ حیوانی مقام ناسوت سے ہے اور وہ ابھی محبت دنیا میں پھنسا ہوا ہے اور ہنوز اُسی کے بیابان میں پڑا ہوا ہے۔ اور ذکر اللہ کا اس پر کچھ بھی اثر نہیں ہوا۔ اور اُس کا علاج یہ ہے کہ طلب لذتِ دنیا اپنے دل سے دور کرے اور اُس کے خیال کو دل سے نکال ڈالے اور جو شخص مراقبہ میں باغ و باغیچہ اور آب و دریا و سبزیاں و مکانات و محلات و حور و قصور وغیرہ دیکھے تو معلوم کرے کہ ابھی اُس کے دل میں کثافت ہے اور ابھی اُس کے دل کا زنگ دور نہیں ہوا ہے۔ اور مرشد کامل کی نظر نہ ہونے سے خناس و خرطوم شیطان دل کے ارد گرد موجود ہیں۔ اور اصل ذکر سلطانی اُسے حاصل نہیں ہوا ہے۔ اور ذکر خاص اصلی کا یہ نشان ہے کہ خاص ذکر اللہ زبان پر جاری ہو اور بجز قَالَ اللہ اور قال الرّسول اور ذکر اولیاء اللہ کے زبان پر نہ آوے۔ اور آنکھ سے نامحرم کو نہ دیکھے اور نظر پڑ جاوے تو شرم آوے اور حیا کرے۔ اور جس شخص کو ذکر قلب خاص حاصل ہوتا ہے اُس کے دل کی آنکھ کھل جاتی ہے اور اُس آنکھ سے اسم اللہ اور ذکر اللہ کے سوا کچھ نہیں دیکھتا اور اُس کا دل غنی ہو جاتا ہے اور حُبِّ دُنیا مطلق نہیں رہتا اور حواس خمسہ ظاہری بند ہو جاتے ہیں اور وہ شخص صاحب کشف القلوب ہو جاتا ہے اور اُس کا دل آئینہ کی طرح صاف اور بے کدورت رہتا ہے۔

ذکر روحی اور ذکر سرّی

اور جس شخص کو ذکر روحی حاصل ہوتا ہے اُس کی چشم باطن روشن ہو جاتی ہے۔ اور مجلس روح اللہ محمدی میں اُسے دخل ہوتا ہے اور مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کا مصداق ہو کر

صاحب کشف ہوجاتا ہے اور خوف خدائے تعالےٰ سے حسد وغیرت اُس کے دل سے اُٹھ جاتی ہے اور جس شخص کو ذکر سرّی حاصل ہوتا ہے اور اُس کی چشم سر روشن ہو جاتی ہے وہ شخص از ازل تا ابد مشاہدہ بیں اور صاحب سرّ اسرار رہتا ہے اور ماہ سے لیکر ماہی تک سب اُس کی نظر میں ہوتا ہے۔ اور اَلْفَقِیْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَّا اللّٰہ (فقیر خدائے تعالےٰ کے سوا کسی کا محتاج نہیں ہوتا) کا مصداق ہوتا ہے اور عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک اُس کے زیر حکم ہوتا ہے کہ جنبش کرے یا اپنے حال پر قایم رہے۔ اور فقیر صاحب مراقبہ وتصرّف مالک الملکی اسی کو کہتے ہیں۔ اور وہ ابھی مال وزر کے گرداب میں پڑا ہوا ہے۔ اور یہ مراقبہ گربہ اہل موش کے مانند ہے +

مراقبہ اور اُس کی منزلیں

مراقبہ کی چاروں منزلیں چار قسم پر ہیں :-

اوّل۔ مراقبۂ شریعت طاعت وعبادت ومشاہدۂ ناسوت ہے۔ اس مراقبہ میں طالب جو کچھ دیکھتا ہے مقام ناسوت سے ہوتا ہے +

دوم۔ مراقبۂ ملکوت ہے۔ اس مراقبہ والا صاحب ورد و وظائف وطہارت ہوتا ہے اور فرشتوں کی طرح ملکوتی صفت رکھتا ہے اور جو کچھ دیکھتا ہے۔ مقام ملکوت سے ہوتا ہے +

سوم۔ مراقبۂ اہل جبروت واہل اللہ و ذکر اللہ ہے۔ اس مراقبہ والا جو کچھ مشاہدہ کرتا ہے، مقام جبروت سے ہوتا ہے۔ اور وہ جبریل علیہ السّلام کو بھی دیکھتا ہے +

چہارم۔ مراقبۂ مقام لاہوت واہل معرفت ہے۔ اور اس مراقبہ والا جو کچھ مشاہدہ کرتا ہے، مقام لاہوت سے ہوتا ہے +

پنجم۔ مراقبۂ حضور غرق فنا فی اللہ ہے جو مقام ربوبیت میں حاصل ہوتا ہے اس مراقبہ والا جو کچھ دیکھتا ہے وہ سب مقام ربوبیت کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ اور بجز توحید کے اس مقام میں اور کچھ نہیں نظر آتا۔ اور کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ (ہر روز خدائے تعالےٰ کی ایک نئی شان ہوتی ہے) اُس کا مکان ہوتا ہے +

بیت

خدا[1] از کرم و فضلش عبد خوانی | نہ انصاف است تو در جرم مانی
خدا با تو ترا بیں چشم باید | بہ چشمے معرفت حق رو نماید
چہ داند مردہ دل طالب بمردا | ز خود خبر نشس ندا۔ داہل دیدار
باھو۔ ابس بود آں عشق جانی | ساکن لاہوت نظرے لامکانی

اور اہل عبودیت ناسوتی خدائے تعالےٰ کو خواب میں دیکھتے ہیں، درست ہے +
چنانچہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بارہا خدائے تعالےٰ کو خواب میں دیکھا ہے۔ اور اہل شرع نے درست رکھا ہے +

اسی طرح اہل ربوبیت خدائے تعالےٰ کو مشاہدہ میں، مراقبہ میں، خودی میں اور بیخودی میں دیکھتے ہیں۔ جائز اور اس آیت کریمہ کے موافق ہے۔ مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى (جو دنیا میں حق سے اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا رہیگا) اور یہ آیت بھی اُسی کی شاہد ہے۔ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ (اے پیغمبر جب تم خدائے تعالےٰ کو بھول جاؤ تو یاد آتے ہی اُس کا ذکر کرو) اور جو شخص کہ مراقبہ میں جاتا ہے مقام فنا فی اللہ میں وہ بیخود ہو جاتا ہے اور چشم زدن میں اُس مقام سے لوٹ آتا ہے۔ اور جو کچھ اُس نے مشاہدہ کیا ہو یاد نہیں رہتا۔ معلوم ہوا کہ الوہیت عین ذات ہے۔ اس مرتبہ میں عاشق دیوانہ ہو جاتا اور اپنی جان سے بیگانہ رہتا ہے۔ جس طرح آگ میں پروانہ۔ اور یہ مراقبہ بھی درمیانہ ہے اور وحدت میں غیر حق سے یگانہ ہے۔ جس طرح شانہ میں اُلجھ جاتے ہیں۔ اس مقام میں بھی فقیر خام اور ناتمام رہتا ہے۔ مراقبہ غواصوں کی طرح چاہئے کہ وہ لوگ جب دریا میں غوطہ مارتے ہیں موتی نکال لاتے ہیں اور جو شخص کہ مراقبہ میں جاتا ہے۔ اُس کی خواب بیداری اور اُس کی مستی ہوشیاری ہوتی ہے۔ اور غرق اُس کے اختیار میں ہوتا ہے۔ کہ جب چاہے انبیا یا اولیا یا خاص الخاص کی کسی مجلس میں یا ستر توحید میں استغراق حاصل کرے اور ہر ایک مراقبہ میں بارہ برس یا چالیس برس جب تک چاہے رہے اور جب مراقبہ سے باہر آوے تو اپنی حالت کے لحاظ سے گویا

---

[1] تو خدائے تعالےٰ کے فضل وکرم سے اُس کا بندہ کہلاتا ہے۔ پھر یہ بے انصافی ہے کہ تو گناہ ومعصیت میں پڑا رہے خدائے تعالےٰ تیرے ہمراہ ہے مگر تجھے چشم بینا چاہئے۔ معرفت کی آنکھ سے حق تعالےٰ کا دیدار ہو سکتا ہے۔ اس بات کو مردہ دل دنیا کے مردار کا طالب کیا جانے اہل دیدار اس طرح محو رہتے ہیں کہ انہیں اپنی بھی خبر نہیں رہتی۔ باہو کو اپنے حقیقی دوست کا عشق کافی ہے جس سے وہ مقام لاہوت میں رہتا اور لامکان کی سیر کرتا ہے +

چشم زدن کا بھی قضا نہیں گذرا۔ اور چاہیے کہ آداب محمدی کو ملحوظ رکھے۔ اور ہرگز نماز روزہ اور دیگر فرائض کو قضا نہ ہونے دے۔ اور جب مراقبہ کامل ہوجاتا ہے تو اس وقت صاحب مراقبہ جہاں چاہے وہاں چشم زدن میں پہنچ سکتا ہے ؎

کعبۂ مقصود گر باشد ہزاراں سالہ راہ[1]
نیم گامے ہم نباشد شوق چوں رہبر شود

اور یاد رہے کہ مراقبہ میں مشاہدہ چار طرح سے ہوتا ہے:۔

اوّل۔ یہ کہ جو شخص کہ بظاہر عبادت و ذکر و فکر و مراقبہ میں روز و شب مشغول رہتا ہے مگر باطن میں حُبّ دنیا رکھتا ہے اس شخص کا مشاہدہ ناسوتی اور فانی و کاذب ہوتا ہے۔

دوم۔ یہ کہ ظاہر و باطن ذکر و فکر عشق و محبت الٰہی میں اپنی جان کھوتا ہے اس مراقبہ والا جو کچھ دیکھتا ہے محض مشاہدہ باری تعالےٰ سے ہوتا ہے۔

سوم۔ یہ کہ صاحب مراقبہ ظاہر و باطن میں خوف خدا تعالےٰ رکھے۔ اس مراقبہ والا جو کچھ کہ مشاہدہ کرتا ہے تمام اہل جنّت سے ہوتا ہے۔

چہارم۔ یہ کہ صاحب مراقبہ ظاہر و باطن میں تارک الصّلوٰۃ اور اہل شرب ہو اُس کا مشاہدہ محض خواب و خیال اور نفسانیّت اور سرکشی اور بدعت و استدراج ہوتا ہے۔ کُلُّ شَیْئٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ (ہر ایک چیز اپنے اصل کی طرف جاتی ہے[1]) اور جو شخص کہ صدق دل سے ہمیشہ خدائے تعالےٰ کے ساتھ مشغول رہتا ہے دونوں جہان اُس کے غلام ہوتے ہیں بلکہ طَالِبُ الْمَوْلیٰ کا مصداق ہوتا ہے۔ نہ غم رکھتا ہے نہ غلام رکھتا ہے۔

مُراقبہ کی تمثیل

مراقبہ آفتاب کی مثل ہے۔ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے۔ قاف سے قاف تک۔ مشرق سے مغرب تک روشن ہوجاتا ہے۔

اسی طرح سے مراقبہ والے کی نظر وسیع ہوجاتی ہے اور در و دیوار شہر و بازار تمام چیزیں اُس کی پیش نظر ہوتی ہیں۔ بلکہ تماشائے شش جہات اُس کے روبرو ہوتا ہے اور اہل تفکر ذات کو نہیں دیکھتے اور وہ دیدہ دیدہ نہیں ہے جو بجز دوست کے اور کسی کو دیکھے

[1] کعبۂ مقصود۔ ہزار برس کے فاصلہ پر کیوں نہ ہو۔ اگر شوق تیرا رہبر ہوجائے تو وہ نصف قدم کے برابر نہیں ہے۔

اور اہل مراقبہ جب اُس کے ذکر میں مشغول ہوتے ہیں تو ذکر و مراقبہ اور اہل مراقبہ اور انبیاء و اولیا سے ملاقات کرتے ہیں ۔ اور جس ذکر سے توحید ذات میں غرق ہو کر ملاقات حاصل نہ ہو وہ ذکر، ذکر نہیں ہے ۔ بلکہ حصول زر و سیم کے لئے وہ ایک رسم ہے ۔ اور مراقبۂ شیخ میں شیخ کی صورت حاضر ہوتی اور وہ صورت شیخ ہاتھ پکڑ کر مجلس محمدی میں لیجاتی ہے ۔ اور راب مقصود حاصل ہوتا ہے ۔ جس کی یہ حالت نہ ہو اُسے مقام فنا فی الشیخ حاصل نہیں ہوا ۔ اور جب مراقبہ میں اسم اللہ نظر آوے تو وہ اُسے مقام عین میں لیجائیگا اور مطلب حاصل ہوگا ۔ اور چاہیئے کہ مراقبہ میں ایسا غرق رہے کہ نہ ذکر و فکر یاد رہے نہ دم قدم نہ راحت و غم نہ فقر و فاقہ نہ نفس و ذائقہ یاد رہے نہ حضور مذکور اور نہ بعد و دور نہ قدر و قضا اور نہ حرص و ہوا ۔ مگر پھر کیا یاد رہتا اور کس مقام پر پہنچتا ہے ۔ ذوق شوق ۔ محبت اور جب عاشق اس مقام میں پہنچتا ہے اُس کا ہر ایک کام اور ذکر و فکر اُس پر حرام ہو جاتا ہے اور جو کچھ دیکھتا ہے خاص الخاص سے دیکھتا ہے ۔ اور جو شخص کہ خواب میں یا مراقبہ میں اہل کفر و زنار کو دیکھے ، جان لے کہ اُس کی طرف نفس نے رُخ کیا ہے یا ابتدائی کلمہ لَا اِلٰہَ نے رونمائی کی ہے یا یہ کہ شیطان ہر روز اُسے اپنی مجلس کی سیر کراتا ہے ۔ جس سے طالب کا دل سرد ہو کر راہ خدائے تعالےٰ سے باز رہتا ہے ۔ چاہیئے کہ اُس سے نجات پانے کے لئے درود شریف کا ورد کرے اور لاحول پڑھا کرے ۔ خواب کے وقت یا مراقبہ کے وقت تاکہ خطرات نفسانی اور وساوس شیطانی اُس کے دل سے محو ہو جائیں اور روشن ضمیری اُس کی طرف رُخ کرے ۔

مراتب مراقبہ

مراتب مراقبہ سات قسم پر ہیں :-

اول ۔ مراقبۂ جہل جو جول کے مثل ہوتا ہے ۔

دوم ۔ مراقبۂ اہل بدعت ، اور یہ استدراج دجال کے مانند ہوتا ہے ۔

سوم ۔ مراقبۂ ذکر ، اس مراقبہ والا ذکر کے مراتب دیکھتا ہے اور صاحب حال ہوتا ہے ۔

چہارم ۔ مراقبۂ اہل فکر ، اور یہ مراقبہ اہل تفکر اور صاحب احوال کا ہے

اور طالب میں بھی چار حروف ہیں۔ حرف (ط) سے جمیع علائق ماسوے اللہ کو طلاق دینا۔ اور (الف) سے الوہیت و ربوبیت میں پہنچنا۔ اللہ بس ماسوے اللہ ہوس۔ اور (ل) سے مراد لائق درگاہ ہونا۔ اور (ب) سے مراد ہے، بدی اور بدکاری سے بچنا اور صبح سے شام تک باادب رہنا اور ہر وقت بے ریا ہو کر خدائے تعالےٰ کی طلب میں رہنا اور ماسوے اللہ سے ہاتھ دھونا +

جو شخص کہ یہ اوصاف نہیں رکھتا وہ نہ مرشد ہے اور نہ طالب بلکہ اُس پر نفس و ہوا غالب ہے +

مرشد کامل وہ ہے کہ طالب اللہ کو اس طرح پہچانے جس طرح کسوٹی سے سونا پہچانا جاتا ہے اور جس طرح صراف زر کو اور چابک سوار گھوڑے کو پہچانتا ہے +

مرشد کامل مکمل کی مثال کعبہ کی ہے جس طرح حرم میں داخل ہونے والا نیک نیک رہتا ہے اور بد، بد رہتا ہے۔ اسی طرح مرشد کامل کی نظر سے صالح، صالح ہوتا ہے اور طالح، طالح ہوتا ہے۔ اور اگر ہزار اشرفیوں یا ہزار روپیوں میں سے ایک اشرفی یا ایک روپیہ کھرا ہو اور باقی سب کھوٹے نکلیں۔ تو اس میں صراف کا کوئی قصور نہیں۔ وہ کھرے روپیہ یا اشرفی کو لے لیگا اور کھوٹے کو واپس کر دیگا۔ یہی حال مرشد و طالب کا ہے۔ اور جس طرح صراف سونے چاندی کو آگ پر رکھ کر پرکھتا ہے۔ اسی طرح مرشد صاحب تحقیقات ہوتا ہے۔ اور جس طرح سے کہ عالم اپنی کتاب میں غلطی نہیں رہنے دیتا۔ اسی طرح مرشد کامل طالب کے دل میں ماسوے اللہ نہیں رہنے دیتا۔ اور جب طالب کا دل صاف ہو جاتا ہے اور ذکر اللہ اس میں جاری رہتا ہے تو وہ صاحب شیخ ہو جاتا ہے ؎

ہر کہ باشد طالبش با مدعا[1] نیست زاں بہتر کہ مرشد پیشوا

اور باوجود اس کے لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ (خالق کو چھوڑ کر مخلوق کی تابعداری کرنے کا کوئی حق نہیں ہے) پر نظر رکھ کر شریعت سے خبردار رہے۔ اور بدعت و استدراج میں نہ پڑ جائے اور صاحب صدق رہے۔ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (خدا ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں) اور دل میں حُبّ دنیا رکھ کر کاذب نہ بنے قَالُوْآ اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ (یہود و نصاریٰ نے کہا کہ خدا تین ہیں ان میں سے ایک اللہ تعالےٰ

[1] جو طالب کہ اپنے مقصد کو پہنچنا چاہتا ہے۔ اس کے لئے اس کے مرشد و پیشوا سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے +

ہے) اہل دنیا کا ایک خدا دنیا ہے جسے وہ خدا ے تعالےٰ سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔
دوم اولاد، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھو کہ وہ اپنے فرزند کو راہ خدا میں قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ سوم۔ خدا ے تعالےٰ کہ اُسے خدا جانتے ہیں۔ مگر یہ نہیں سمجھتے کہ آخر کو کام اُسی سے پڑیگا۔ حالانکہ خدا ے تعالےٰ بندے کے ساتھ ہے مگر بندہ اُس سے گمراہ ہے **بیت از باہو رحمۃ اللہ علیہ**

پردہ بردار وعدہ فردا چہ کار   رَبِّ اَرِنِیْ کن تَرَانِیْ را ببیں آیارغار[1]

بیت از باہو رحمۃ اللہ علیہ

آنچہ دیدم کس نگویم سترِ راز   لائق کس نیست سرجاں بباز[2]

مراقبہ مقام حضوری ہے، اور اہل مراقبہ خاصانِ خدا ہیں۔ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے فرمایا۔ اَغْمِضْ عَيْنَيْكَ يَا عَلِيُّ فِيْ قَلْبِكَ تَسْمَعُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (اے علی تم اپنی آنکھیں بند کرکے ذکر قلبی کیا کرو تمہیں لا الٰہ الا اللہ کی آواز سُنائی دیگی) ◆

پھر جو شخص کہ کمال مراقبہ کو پہنچتا ہے اُسے چشم پوشی کی بھی احتیاج نہیں رہتی۔ جس طرح سے کہ غوّاص جب غوطہ لگاتا ہے دریا میں اُسے تمام پانی ہی پانی نظر آتا ہے ◆

فقیری کسی کی ورثہ نہیں ہے اور نہ اُس کی حقیقت گفتگو سے دریافت ہوسکتی ہے۔ بلکہ وہ خدا ے تعالےٰ کی رحمت اور مہربانی ہے جس طرح دریا کی موج۔ فقرا ایسی موج کے منتظر رہتے ہیں کہ کب اللہ تعالےٰ اپنی رحمت نازل فرمائے **بیت**

مرا از پیرِ طریقت نصیحتے یاد است   کہ غیرِ خدا ہرچہ ہست برباد است[3]

دنیا کی دو قسمیں ہیں۔ **حلال و حرام**۔ حلال کو حساب اور حرام کو عذاب لازم ہے۔ اہل حلال پلصراط پر ٹھیرا کر ہر ایک سے پوچھینگے۔ تو نے کہاں کہاں کیا کیا صرف کیا ہے۔ پھر جو شخص کہ دنیا کے دام تزویر میں آکر درم و دینار کی محبت میں گرفتار ہوتا ہے۔ تو شیطان کہتا ہے کہ یہ میرا بندہ ہے۔ کیونکہ دنیا میرے ہاتھ میں ہے۔ اہل دنیا کے تین نشان ہیں۔ **اول** حرص جو بمنزلہ دوزخ کی آگ کے ہے **دوم** مال و زر کا جمع کرنا۔ گویا دوزخ

[1] اے طالب اپنے حجابات نفسانی کو دور کر اور صرف قیامت کے وعدہ پر نہ رہ اور رَبِّ اَرِنِیْ کن ترانی پر نظر کر کہ اس کا حامل ہو ◆
[2] میں نے جو کچھ دیکھا ہے کسی سے نہ کہونگا کیونکہ دوست کا راز کسی پر ظاہر کرنا مناسب نہیں ہے ◆
[3] مجھے پیر طریقت سے ایک نصیحت یاد ہے۔ کہ خدا ے تعالےٰ کے سوا جو کچھ ہے سب برباد و فانی ہے ◆

کا ایندھن ہے۔ اور مال وزر کا جمع کرنے والا۔ اُس سے محروم رہتا ہے اور وہ دوسرے لوگوں یا زمین کا حصّہ ہوتا ہے۔ **سوم**۔ یہ کہ مال وزر کی وجہ سے رنج وحسرت اُٹھانا جو مرنے کے بعد قبر میں سانپ بچھو ہو کر اُسے ڈسیگا۔ نعوذ باللہ منہ +

معلوم ہوا کہ اہل دنیا اہل شیطان ہیں۔ اہل شیطان اور ذکر رحمٰن سے کیا نسبت۔ کیونکہ دنیا محض دروغ اور ذکر ہمہ تن صدق ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَلدُّنْیَا دُوْرٌ لَا یَحْصُلُ اِلَّا بِالزُّوْرِ (دنیا مکرو فریب ہے بدوں اس کے وہ حاصل نہیں ہوتی) اسی لئے اہل حضور اُس سے دور رہتے ہیں +

پھر جو شخص کہ صدق دل سے ایمان لاکر اقرار کرتا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی بجز خدائے تعالےٰ کے کوئی معبود نہیں۔ تو اُسے چاہئے کہ خدائے تعالےٰ کے سوا کسی سے سوال اور التجا نہ کرے۔ بلکہ ہر ایک بات میں اُسی کی طرف کامل توجہ کرے۔ اہل دنیا پر عقبےٰ اور اہل عقبےٰ پر دنیا حرام ہے۔ اور اہل دیدار پر دونوں حرام ہیں۔ جو شخص کہ جس قدر دنیا کو دوست رکھتا ہے اُتنا ہی قرب خُدا سے وہ جُدا رہتا ہے۔ بندے اور مولا کے درمیان میں یہی دنیا حجاب ہے۔ اَلدُّنْیَا اَصْلُ کُلِّ فِتْنَةٍ وَّحِجَابٌ بَیْنَ اللّٰهِ وَبَیْنَ الْعَبْدِ جو شخص کہ دنیا کو دوست رکھتا ہے دنیا اُسے اپنے اوپر مبتلا کر کے اس طرح بلا میں گرفتار کرلیتی ہے کہ اُس سے نجات پانا محال ہوتا ہے۔ اہل اللہ دنیا کو اسی لئے قبول نہیں کرتے۔ **بیت از باہو رحمتہ اللہ**

زرکہ زردی میزند از بہر چیست ؎ ز انکہ پیش اہل ہمت زرد روست

طالب مولےٰ وہ ہے کہ دنیا و آخرت سے ہاتھ دھوئے اور جو کچھ کہ اس کے نزدیک ہو مال و زر خدائے تعالےٰ کی راہ میں صرف کرے بلکہ اپنی جان اور اپنی اولاد سے بھی خدائے تعالےٰ کی راہ میں کچھ دریغ نہ کرے +

ذکر قلب اس کو کہتے ہیں کہ اپنے دل میں ماسوے اللہ کے مطلق یاد نہ رکھے۔ بلکہ بجز اس کے سب کو بھول جائے +

انسان کے وجود میں مقامات ذکر چار ہیں (۱) زبان (۲) قلب (۳) روح

ف دنیا ہر ایک بلا کی اصل ہے اور یہی خدائے تعالےٰ اور بندے کے درمیان میں حجاب ہے +

ف تمہیں معلوم ہے کہ زر کیوں زرد رو رہتا ہے۔ یہ صرف اسلئے کہ اہل دل کے نزدیک اسکی کوئی قدر نہیں ہے +

(۴) ستر۔ ان چاروں ذکروں کی مراقبہ میں صورتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اور صاحب مراقبہ کے تابع ہو جاتی ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کا نفس مر جاتا ہے۔ انسان کا وجود اربعہ عناصر سے ہے اور عناصر میں سے ہر ایک کی صورت جدا ہے۔ مثلاً آگ کی صورت علیحدہ، اور خاک کی بھی علیحدہ ہے اور پانی اور ہوا کی صورت بھی علیحدہ ہے۔ مگر ان چاروں میں سے ہر ایک کی ستر ستر ہزار صورتیں، ظاہر و باطن میں فقیر پر ظاہر ہوتی ہیں اور دو لاکھ اسی ہزار صورتیں اُس کی جلیس ہوتی ہیں۔ اس کے بعد وہ مراتب فقر پر پُہنچتا ہے جب فقیر مراتب فقر کو طے کر لیتا ہے تو وہ تنہا ہو کر اَلسَّلَامَةُ فِی الْوَحْدَةِ وَالْاٰفَةُ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ (سلامتی تنہائی میں ہے اور آفتیں مجمع میں ہیں) کا مستحق ہوتا ہے۔ اور اب وہ کسی وقت کی نماز قضا نہیں کرتا۔ اور خود امام اور باطنی صورت کو مقتدی بنا کر جماعت سے نماز ادا کرتا ہے ؎

خود امامش[1] مقتدی با خود نماز ۔۔۔ اینچنیں فقرش بود با حق نیاز

اگرچہ فقیر ان مراتب کو طے کر لے مگر چاہیئے کہ ذرہ برابر بھی شریعت سے خلاف نہ ہو کیونکہ ظاہر عام اور باطن خاص کا حکم رکھتا ہے۔ اَلنَّاسُ تَحْتَ اللِّبَاسِ (لوگوں کا حال ان کے لباس سے ظاہر ہے۔ لباس سے ظاہری حالت مراد ہے مطلب یہ ہے کہ ظاہر، باطن کی دلیل ہے) انسان خاکی اور فرشتے آبی اور شہدا بادی اور جنات آتشی ہیں۔ چاہیئے کہ اپنے اصل کے مطابق ایک رنگ ہو کر دوئی کو چھوڑ دے۔ کیونکہ دو رنگی منافق کا کام ہے۔ اہل دنیا کو اہل فقر سے کیا کام۔ فقر غریبی اور یتیمی ہے۔ فقرا اپنے کنبے کو اپنے مال و دولت کو چھوڑ کر فقر میں قدم رکھتے ہیں اور توحید کے میدان میں مرکب نفس کو دوڑاتے ہیں اور کبھی نہیں تھکتے۔ آخر کو اپنے مقصود کو پہنچتے ہیں اور اپنی جان خدا کو سونپتے ہیں۔ گو مر جاتے ہیں۔ مگر زندہ رہتے ہیں۔ یہ لوک حاجی بیحجاب ہیں۔ بعضے بزرگ اپنے نفس پر ایک سال کا احرام باندھتے ہیں اور بعضے چالیس سال کا بعضے تمام عمر شب و روز مراقبہ میں غرق رہتے ہیں ؎

سوئے[2] ما سوئے کعبہ کعبہ را با سوئے من ۔۔۔ کعبہ قبلہ گشت دل آنجا ندارم جان و تن

---

[1] انتہائے فقر کا حال بیان کیا ہے کہ اس وقت نماز میں خود امام خود مقتدی ہو کر فقیر اپنی صرف نماز پڑھتا ہے۔ ایسے فقر میں خدا تعالےٰ سے راز و نیاز حاصل ہوتا ہے۔

[2] میرا منہ قبلہ کی طرف ہے اور قبلہ میری طرف۔ کعبہ نے میرے دل میں آکر جان و تن کو قبلہ بنا دیا۔

احرام کم آزاری اور شب بیداری کا نام ہے۔ احرام گویا کفن پہننا اور مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کا مصداق بننا ہے ؎

فقیر درویش را ہفتاد جان است[1] ۔۔۔ بہر جانے ہزاراں جاودان است
نہ مذہب عاشق درویش دانی ۔۔۔ چرا درپیش درویشے بخوانی

بیت

چشم با چشم است سخنش با سخن[2] ۔۔۔ گر مراتب ایں بخواہی نفس را گردن بزن

بیت

ہر کہ با معروف یکتا معرفت بروے حرام[3] ۔۔۔ معرفت را فخر کردن عارفے آں ناتمام

مقام معرفت بھی ایک مکان ہے جو طالب اور مولا کے درمیان میں حائل ہوتا ہے۔ اس سے گذر کر آگے لامکان میں پہنچنا چاہیئے۔ اور اُسی کی محبت میں غرق رہکر مست و بے پروا رہنا چاہیئے ؎

دلا خوش باش با خوش نوش بادہ[4]
کہ ساغر ساقیش از شوق دادہ

جس طرح علم، علم سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح غرق توحید مراقبہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اور علم سے عقل حاصل ہوتی ہے۔ اور عقل سے دو چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک کھانے پینے کی خواہش۔ دوُم مسائل علم و مطالعہ کتاب۔ اور مراقبہ سے موت حاصل ہوتی ہے اور موت سے مراتب فقرا و اولیا اور حیات ابدی حاصل ہوتی ہے۔ مراقبہ کی دو حالتیں ہیں۔ اگر فقیر کو مراقبہ میں وصال اور غرق فنا فی اللہ حاصل ہے۔ تو نہایت خوشنودی کا مقام ہے۔ کیونکہ وہ مقام لِیْ مَعَ اللّٰہِ پر پہنچا ہوا ہے۔ جہاں غیر کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اور اگر جدائی اور فراق حاصل ہے تو پریشانی ہوتی ہے۔ اور استغراق کے سبب سے کوئی چیز اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ یہ مقام قبض و بسط کا ہے جس میں نہ ہمیشہ وصال ہوتا ہے

---

[1] فقیر درویش کے لئے ہزاروں جانیں ہیں۔ اور ہر جان کے بدلے ہزاروں زندگیاں ہیں۔ جب کہ تو مذہب عاشقی سے بیخبر ہے۔ تو لوگوں کے رُوبرو کیوں درویش بنتا ہے ✦

[2] فقیری یہ ہے کہ دوست کے روبرو ہو کر اُس سے ہمکلام ہو۔ جو شخص یہ مراتب چاہتا ہے اُسے چاہیئے کہ اپنے نفس کو مارے ✦

[3] جو شخص کہ معرفت کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے معرفت اُس پر حرام ہو جاتی ہے۔ اور معرفت پر فخر کرنا ناتمامی کی دلیل ہے ✦

[4] اے دل خوش رہ اور خوشی سے محبت کی بادہ نوشی کر۔ کہ ساقی نے اپنی خوشی سے تجھے محبت کا جام دیا ہے ✦

اور نہ ہمیشہ فراق رہتا ہے۔ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (اور اللہ تنگی
کرتا ہے اور وہی کشائش کرتا ہے اور اُسی کی طرف تمہیں جانا ہے) ✦
لوگوں سے کفر و شرک گناہ و معصیت جو کچھ ہوتا ہے اسی دنیا کے سبب سے
کس نے خدائی کا دعوےٰ کیا، انہیں نے کیا ہے اور جو کچھ کیا ہے اہل دنیا نے کیا ہے

تراؑ مقصود و معبود است دنیا — بنظر عاشقاں زور است دنیا

اَلدُّنْيَا سَاعَةٌ فَاجْعَلْهَا طَاعَةً (دنیا ایک گھڑی ہے تو اس میں عبادت ہی کرو) ✦

چوؑ دنیا مزرع است آخر زراعت — تصرف راہ مولا کن بہر ساعت

کسے دارد فلوسے را نگاہے — ہزاراں پردہ افتد صد گناہے

فقیر کامل دنیا و آخرت کو چھوڑ کر فقر فنا فی اللہ کو اختیار کرتا ہے۔ طالب کو چاہئے کہ اُس کے
قدم بقدم چلے۔ دنیا و عقبےٰ کو چھوڑ کر راہ مولا اختیار کرے۔ اللہ بس ماسوا اللہ ہوس ✦

صاحب زمان لامکان طریقۂ قادری ۔ اور طریقۂ قادری دو طرح پر
ہے۔ ایکؐ قادری زاہدی۔ دوؐم قادری سروری۔ قادری سروری یہ ہے جیسا کہ اس
فقیر کو حاصل ہے۔ کہ یہ فقیر مجلس محمدی سے مشرف ہوا۔ اور جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے دست مبارک پر بیعت کی آپ نے بیعت لی اور خنداں رُو ہو کر فرمایا کہ خلق خدا
کے ساتھ ہمت کر اور تلقین کے بعد آپ نے فقیر کا ہاتھ حضرت پیر دستگیر شاہ محی الدین قدس
سرّہٗ العزیز کے ہاتھ میں دیا۔ حضرت پیر دستگیر نے بھی سرفرازی فرمائی اور تلقین کی۔ اُسکے
بعد اُن کی ظاہری باطنی توجہ سے فقیر ہر ایک طالب کو برزخ اسم اللہ کے تصور کرانے کے
بعد بدون ذکر و فکر کے مجلس محمدی میں لے گیا اور پھر جس طرف اُنہوں نے نظر اٹھائی انہیں
اسم اللہ نظر آیا۔ اور کوئی حجاب اور پردہ اُن پر نہ رہا ✦

اور قادری زاہدی کا مرتبہ اور حوصلہ اس سے کم ہے۔ بہت لوگ بعضے طالبوں کو
تصور اسم اللہ کی طرف لے گئے ہیں مگر وہ اس کی سوزش اور تپش کو ضبط نہ کر سکے اور
اپنی جان دیدی۔ بعض اسم اللہ کی برداشت نہ کر سکے۔ بعضے مرتد ہو گئے ✦

ؑ دنیا تیرا مقصود و معبود ہے۔ مگر عاشقوں کی نظر میں دنیا مکر و فریب ہے ✦

ؑ جب کہ دنیا کی مثال ایک زراعت کی ہے تو اُس کی زراعت کو۔ خدائے تعالےٰ کی راہ میں صرف کرنا چاہئے
کہ لوگ ٹکے پیسے کی حفاظت کرتے ہیں۔ حالانکہ اس سے ہزاروں گناہ و معصیت ہونے لگتے ہیں ✦

آدم[1] چوں صراحی بود روح چو مے | قالب چوں نے بود صدائے در وے
دانی چہ بود آدم و خاکی و خامے | فانوس خالی و چراغ در وے

اور بعضے ہمیشہ حضور مجلس محمدی سے سرفراز رہتے ہیں۔ اور فقیر کو بھی روز بروز ساعت بساعت حضور مجلس میں ترقی حاصل ہوتی ہے۔ اور انشاء اللہ تا ابدالآباد باقی رہیگی۔ کیونکہ حکم قادری سروری کا سرمدی ہے۔ فقیر کو علم ظاہری مطلق نہ تھا۔ مگر ارادت حضور سے ظاہری باطنی فتوحات بہت کچھ ہوئی ہیں۔ جس کے لئے دفتر چاہئیں۔ مگر بزرگوں نے ما قل[2] و دل فرمایا ہے۔ طالب مجلس محمدی سے حجاب پارہ پارہ ہوجاتے ہیں اور مقام فقر فنا فی اللہ اس پر منکشف ہوتا ہے اور مراتب اویسی[3] اس پر ظاہر ہوتے ہیں کہ ظاہر و باطن اشغال فقر فی اللہ رکھتا ہے اور اخلاص کے ساتھ تصدیق محمدی کرتا ہے ✦

اور طریقہ زاہدی قادری یہ ہے کہ طالب اللہ رنج و محنت زہد و تقوے بہت اُٹھائے اور پھر دس بارہ یا چالیس پچاس سال کے بعد حضور مجلس سے مشرف ہوکر حضرت پیر دستگیر قدس سرہ العزیز کے نزدیک پہنچے اور وہ حضور سے مشرف و سرفراز فرماویں۔ یہ طریقہ زاہدی قادری مبتدی ہے اور طریقہ قادری منتہے اور ہے اور اس کا مرتبہ محبوبیت محمدی ہے یعنی فنا فی اللہ بقا باللہ۔ جو شخص کہ ایسے لوگوں سے عداوت رکھتا۔ مراتب فقر کو سلب کرتا اور ابلیس کے مراتب میں پہنچتا ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔ یہ لوگ نائب وارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں خصوصاً جیسے کہ محبوب سبحانی حضرت شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ جو لوگ کہ ایسے بزرگوں سے بد اعتقاد رہتے ہیں وہ شیطانی گروہ میں سے ہیں اور دونوں جہان میں سرگرداں و پریشاں رہتے ہیں ✦

مراقبہ ایک بڑا بھاری اور ناپیدا کنار دریا ہے اور وہ گہرا دریا توحید و معرفت ہے جو شخص کہ خدائے تعالے کے فضل و کرم سے اس دریا میں غوطہ لگاتا ہے وہ تارک دنیا ہوجاتا ہے

---

[1] انسان کامل کی مثال بوتل کی ہے اور روح کی مثال شراب کی۔ اور قالب کی مثال نے کی ہے جس سے آواز نکلتی ہے اور خام آدمی کی مثال اُس فانوس کی ہے جس میں صرف خالی چراغ رکھا ہو اور روشنی نہ ہو ✦

[2] خَیرُ الکَلَامِ مَا قَلَّ وَ دَلَّ (پسندیدہ کلام وہی ہے جو مختصر اور جس کا مطلب واضح ہو) ✦

[3] حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ ہے جنہیں مجلس محمدی سے عدم درجہ کا ضعف تھا چنانچہ جب انہیں جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ کے دندان مبارک شہید ہونے کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے تمام دانت شہید کر دیئے۔ اس لئے کہ جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نہ معلوم کون دانت شہید ہوا ہوگا ✦

ورد الفقر لا یحتاج سے یہی فقر مراد ہے کہ اس دریا میں غوطہ لگا کر ماسوے اللہ سے پاک ہو جائے۔ اللہ بس ماسوے اللہ ہوس۔ اور کامل طور سے حق رو نما ہو۔ اور وجود میں باطل مطلق نہ رہے۔ اللہ بس ماسوے اللہ ہوس +

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

فقر محمدی

اسی طرح برزخ اسم محمد صلے اللہ علیہ وسلم بھی طالبان صادق اور عارفان واثق اور عاشقان فنافی اللہ کے لئے دو جہان کا ہادی و رہنما ہے۔ فقیر کو چاہئے کہ وہ سات قسم کے ذکر و فکر کرتا رہے:-

اوّل۔ ذکر و فکر موت کر کے خواب و غفلت ترک کرے +

دوم۔ ذکر و فکر منکر و نکیر کرتا رہے۔ تاکہ خدائے تعالےٰ سے یگانہ اور غیر اللہ سے بیگانہ ہو جائے +

سوم۔ ذکر و فکر قبر تاکہ نفس کافر عذاب کے خوف سے مسلمان ہو جائے +

چہارم۔ اپنے اعمال نامہ کا ذکر و فکر کرتا رہے تاکہ بُرے کاموں سے بچنے کا موقعہ ملے۔ اور زبان ہر ایک قسم کی بدگوئی سے محفوظ رہا کرے +

پنجم۔ قیامت کے دن کی ہولناک مصیبتوں اور اُس دن ہر ایک کی نفسا نفسی کا خیال رکھے۔ کہ وہاں کوئی کسی کے کام نہ آئیگا تاکہ اس فکر سے خدائے تعالےٰ کی طرف کامل توجہ ہو +

ششم۔ پلصراط کا بھی ذکر و فکر کرتا رہے۔ تاکہ دنیا سے سلامتی ایمان کے ساتھ خاتمہ ہو۔ اور پلصراط کا راستہ بھی آسان ہو جائے اور تاکہ دنیائے دون میں دل نہ پھنسا رہے +

ہفتم۔ اُمید بہشت اور بیم دوزخ کو چھوڑ کر ہمہ تن فنا فی اللہ میں ایسا غرق ہو جائے کہ ان ساتوں ذکر سے بقا باللہ حاصل ہو۔ اللہ بس ماسوے اللہ ہوس ◆

جو فقیر کہ ان ساتوں ذکر و فکر سے بے خبر ہے اُس پر فقیری حرام ہے۔ جب دن نکلتا ہے فقیر جانتا ہے کہ گویا قیامت قائم ہو گئی اور ہژدہ ہزار عالم خدائے تعالےٰ کے سامنے حساب و کتاب میں مصروف ہے اور خود وہ اپنے نفس کے ساتھ محاسبہ کرتا رہتا ہے اور جب رات آتی ہے تو اُسی زمین کو قبر جان کر تنہا بخواب ہو کر ظاہر و باطن سے خبردار رہتا ہے ◆

باب ہفتم

ذکر لسانی و ذکر قلبی و ذکر روحی اور ذکر سِرّی جہری کے بیان میں

یاد رہے کہ کلمہ طیبہ افضل ذکر ہے۔ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ رَبَّهٗ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ (اُس شخص کی مثال جو خدائے تعالےٰ کا ذکر کرتا ہے اور جو خدائے تعالےٰ کا ذکر نہیں کرتا۔ زندے اور مردے جیسی ہے) ◆

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اٰخِرُ کَلَامٍ فَارَقْتُ عَلَیْهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَمُوْتَ وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰهِ (جس کلام پر میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مفارقت کی یہ ہے کہ میں نے آپ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ خدائے تعالےٰ کے نزدیک کونسا عمل زیادہ مرغوب ہے۔ آپنے فرمایا مرتے وقت خدائے تعالےٰ کا ذکر زبان پر جاری رکھنا) ◆

ایک اور حدیث میں ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَاَزْکَاهَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَاَرْفَعِهَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ وَخَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَخَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ اَنْ

تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقھم ویضربوا اعناقکم قالوا بلےٰ یارسول اللہ قال ذکر اللہ تعالیٰ (آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایک سب سے عمدہ کام بتا دوں جو خدائے تعالےٰ کے نزدیک نہایت پسندیدہ ہو، اور جس سے خدائے تعالیٰ کے نزدیک تمہارے مراتب بہت بلند ہوجائیں۔ اور جو سونا چاندی خرچ کرنے سے کہیں بہتر ہو۔ اور جس پر عمل کرتے ہوئے۔ اگر تم اپنے دشمنوں پر حملہ کرو تو تم بھی اُن کی گردنیں کاٹو اور وہ خود بھی اپنی گردنیں کاٹنے لگیں۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ضرور فرمائیے وہ کونسا عمل ہے۔ آپ نے فرمایا وہ خدائے تعالیٰ کا ذکر ہے) +

ایک اور حدیث میں ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما صدقۃ افضل من ذکر اللہ تعالیٰ (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذکر اللہ پر کوئی صدقہ بھی سبقت نہیں لیجا سکتا) +

ذاکر کو ققنس پرندے کی مثل ذکر کرنا چاہئے۔ اس پرندے کا یہ حال ہے کہ یہ لکڑیوں کا انبار جمع کرتا ہے اور اُس کے درمیان میں بیٹھ کر ذکر اللہ شروع کرتا ہے اور ذکر ھُو میں مشغول ہو کر ھُو کے ساتھ اپنی سانس نکالتا ہے۔ اور اسی طرح ذکر کرتا رہتا ہے۔ اور ذکر اللہ کی گرمی اس سے ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ آخر کو اُن لکڑیوں میں آگ لگجاتی ہے اور وہ خود بھی جل جاتا ہے۔ اور خاک رہجاتی ہے۔ بعدازاں جب اس پر باران رحمت برستا ہے تو اُس خاک سے ایک انڈا پیدا ہوتا ہے۔ اور انڈے سے بچہ نکلتا ہے۔ جب بچہ بڑا ہو جاتا ہے تو وہ بھی اسی طرح اپنی جان قربان کرتا ہے اور تا ابدالآباد اُس کا یہی سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اسی طرح فقیر کامل کو مقام موتوا قبل ان تموتوا حاصل ہوتا رہتا ہے +

فقیری کیا ہے۔ خانہ ویرانی کا نام ہے۔ جس طرح کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے مکان کو کبھی آباد نہیں کیا۔ جو کچھ آتا سب خدا کی راہ میں صرف کر دیتے۔ بعض وقت گھر میں چراغ روشن کرنے کے لئے روغن تک نہ رہتا۔ اور کبھی فرش کے لئے بوریا بھی نہ ہوتا۔ اسے فقیری کہتے ہیں جو کچھ کہ خدائے خدا ہی کو دیدے۔ اور جو کچھ کہ خدا دلادے وہ بھی خدا کو دیدے +

حدیث شریف میں آیا ہے ما من قوم جلسوا وتفرقوا منہ ولم

يَذْكُرُوا اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهِ اِلَّا كَانَّمَا تَفَرَّقُوْا مِنْ جِيْفَةِ حِمَارٍ وَّكَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةٌ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ (جو لوگ کہ کسی مجلس میں بیٹھیں اور وہ خدائے تعالےٰ کا ذکر کرے بغیر وہاں سے اٹھ جائیں تو یہ سمجھو کہ وہ لوگ جہاں کے گدھے بیٹھے ہیں۔ گویا وہاں سے اٹھے اور قیامت کے دن اُن کو اپنے اس کام پر بڑی ندامت اور حسرت ہوگی) ✤

دوسری حدیث میں ہے۔ لَا يَتَحَسَّرُوْنَ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَّا عَلٰى سَاعَةٍ مَّرَّتْ بِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْهَا (اہل جنت کو کسی بات پر افسوس نہ ہوگا سوا اس کے کہ دنیا میں انہوں نے جس جس وقت خدائے تعالےٰ کا ذکر نہیں کیا ہوگا بہت افسوس کرینگے) ✤

ایک اور حدیث میں ہے اَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى يَقُوْلُوْا اِنَّهٗ مَجْنُوْنٌ (تم خدائے تعالےٰ کا اس کثرت سے ذکر کرو کہ لوگ کہنے لگیں کہ یہ تو مجنون ہی ہوگیا) ✤

ایک اور حدیث میں ہے اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَزَالُ اَلْسِنَتُهُمْ رَطْبَةً مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَهُمْ يَضْحَكُوْنَ (جن لوگوں کی زبان پر خدائے تعالےٰ کا ذکر ہمیشہ جاری رہتا ہے جنت میں یہ لوگ ہنستے ہوئے داخل ہونگے) ✤

حدیث قدسی میں ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِيْ فَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاءٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَاءٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ (میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے۔ تو میں بھی اُسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھے کسی مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اُسے اُس کی مجلس سے بہتر مجلس (فرشتوں) میں یاد کرتا ہوں) ✤

ایک اور حدیث میں ہے۔ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَاَزِيْدُ وَمَنْ بِالسَّيِّئَةِ فَلَهٗ مِثْلُهٗ وَاَغْفِرُ وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّيْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّيْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَمَنْ اَتَانِيْ يَمْشِيْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً (خدائے تعالےٰ فرماتا ہے جو کوئی اگر نیکی کرے تو اُس کا ثواب اُسے دس حصے دونگا۔ اور میں اس سے بھی زیادہ دے سکتا ہوں۔ اور اگر بدی کرے تو صرف اسی کے برابر سزا دونگا۔ اور میں اُسے معاف

بھی کر سکتا ہوں اور جو کوئی میری طرف ایک بالشت آئے میں اس کے نزدیک گز بھر آتا ہوں۔ اور اگر وہ میرے نزدیک گز بھر آتا ہے تو میں اس کے نزدیک دو گز آتا ہوں اور جو میری طرف چلکر آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں) ✦

اور یاد رکھو کہ جو شخص تمام عمر روزہ رکھے، نماز پڑھے، حج کرے، زکوٰۃ دے، شب و روز تلاوت قرآن کرتا ہے، اور کلمہ طیبہ کو زبان پر نہ جاری کرے یا اس سے ذرا بھی انحراف کرے، وہ ہرگز مسلمان نہیں ہے۔ اور اس کی کوئی عبادت مقبول نہیں ہے جس طرح کہ کافر اہل بدعت و استدراج کی تمام عبادت رائگاں ہے۔ کیونکہ افضل الذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ آیا ہے۔ عبادت ذکر کی محتاج ہے اور اہل ذکر و فکر غیر محتاج ہیں۔ جس شخص کے دل میں تصدیق ایمان نہیں اُسے ذکر بھی حاصل نہیں ہے ایسے شخص کو مومن و مسلمان بھی نہیں کہہ سکتے۔ خداترسی اور دل کی صفائی اور تصدیق ایمان ذکر سے حاصل ہوتی ہے ✦

حدیث شریف میں آیا ہے لِکُلِّ شَیْءٍ مَصْقَلَۃٌ وَمَصْقَلَۃُ الْقَلْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی (ہر ایک چیز کے لئے صیقل ہوتی ہے اور قلب کی صیقل ذکر اللہ ہے) ✦

ایک اور حدیث میں ہے اَفْضَلُ الْعِبَادِ عِبَادُ اللّٰہِ الذَّاکِرُوْنَ۔ (تمام لوگوں میں بہتر وہی ہیں جو کہ ذکر اللہ کیا کرتے ہیں) ✦

ایک اور حدیث میں ہے عَلَامَۃُ حُبِّ اللّٰہِ ذِکْرُ اللّٰہِ وَعَلَامَۃُ بُغْضِ اللّٰہِ عَدَمُ ذِکْرِہٖ تَعَالٰی (خدائے تعالےٰ کی محبت اس کا ذکر کرنا ہے اور اس سے بغض کی علامت اس کا ذکر نہ کرنا ہے) ✦

ایک اور حدیث میں ہے۔ ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَی الْاِیْمَانِ بَرَاءَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ وَحِصْنٌ مِّنَ الشَّیْطَانِ (ایمان کے ساتھ خدائے تعالےٰ کا ذکر کرنا نفاق سے بری کر دیتا ہے اور شیطان کے فریبوں سے نجات میں رکھتا ہے) ✦

اسی طرح وارد ہوا ہے اِنَّ فِیْ ذِکْرِ جَلِیٍّ عَشْرُ فَوَائِدُ صَفَاءُ الْقُلُوْبِ وَتَنْبِیْہُ الْغَافِلِیْنَ وَ صِحَّۃُ الْاَبْدَانِ وَمُحَارَبَۃٌ بِاَعْدَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاِظْہَارُ الدِّیْنِ وَنَفْیُ خَوَاطِرِ الشَّیْطَانِ وَالنَّفْسِ وَالتَّوَجُّہُ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰے وَ الْاِعْرَاضُ عَنْ غَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَرَفْعُ الْحِجَابِ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اللّٰہِ تَعَالٰے

(ذکر جہری میں دس فائدے ہیں (۱) دل کی صفائی (۲) غفلت سے تنبیہ (۳) جسم کی صحت (۴) خدائے تعالےٰ کے دشمنوں سے محاربہ (۵) اظہار دین (۶ و ۷) علاج خواطر شیطانی ونفسانی (۸ و ۹) توجہ الی اللہ غیر اللہ سے نفرت (۱۰) خدا کے اور بندے کے درمیان سے حجاب اُٹھ جانا)۔

فقیر باہو کہتا ہے کہ ذکر کیا چیز ہے اور اس سے کیا حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کے کتنے مراتب اور کتنے مقامات ہیں۔

ذکر کیا ہے۔ وہ گویا جسم کی زکوٰۃ ہے جس طرح زکوٰۃ سے مال حلال اور پاک ہوجاتا ہے۔ اسی طرح آدمی کا وجود ذکر اللہ سے کفر و شرک کی نجاست سے پاک و صاف ہوجاتا ہے۔ جس طرح کپڑا صابون سے صاف ہوجاتا ہے۔ یہی حال ذکر اللہ اور نفس کا اور جس طرح آگ لکڑی کو کھاتی ہے۔ اسی طرح سے ذکر اللہ گناہ و معصیت کو مٹا دیتا ہے۔ اور جس طرح کہ بارش خشک زمین کو سرسبز کردیتی ہے۔ اسی طرح سے ذکر اللہ مردہ ایمان کو زندہ کردیتا ہے۔ اور جس طرح کہ پھل درخت کے لئے زینت ہوتا ہے۔ اسی طرح ذکر ایمان کی زینت ہے۔ وہ کفر و ضلالت کی تاریکی کو مٹا کر ایمان کی روشنی پیدا کرتا ہے۔ جس دل میں ذکر اللہ نہیں وہ گویا ببول کا درخت ہے یا طعام بے نمک ہے۔ جس طرح بغیر ذکر بسم اللہ کے جانور حلال نہیں ہوتا۔ اسی طرح انسان کا وجود بدون ذکر اللہ کے آلائش سے پاک نہیں ہوسکتا۔

ذکر ہر ایک بات کی اصل ہے نماز بھی بدون ذکر اللہ کے نہیں ہوسکتی۔ بلکہ وہ بہمہ وجوہ ذکر اللہ ہے۔ نماز کے لئے سب سے اوّل طہارت کی جاتی ہے وہ بھی ذکر اللہ ہے۔ اسی لئے وضو شروع کرتے ہوئے بسم اللہ کہنا آیا ہے۔ اس کے بعد اذان ہے وہ بھی ذکر اللہ ہے۔ پھر اس کے بعد تکبیر ہے۔ وہ بھی ذکر اللہ ہے۔ بعد ازاں تکبیر تحریمہ ہے۔ وہ بھی ذکر اللہ ہے۔ پھر اول سے آخر تک تمام نماز ذکر اللہ ہے۔ اسی طرح ذکر اللہ سے نماز کامل اور خدا کی درگاہ میں مقبول ہوتی ہے ورنہ ناقص اور مردود رہتی ہے۔ جو کچھ ہے وہ ذکر اللہ سے ہے اور اُسی سے سب کچھ حاصل ہوتا ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں آیا ہے اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ تلاوت کرو تو پہلے ذکر اللہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی اتری وہ سب سے پہلے ذکر اللہ اقرا
باسم ربک الذی خلق - جان سے بھی چاہیے ذکر اللہ کرے لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ یا اسم اللہ کہے یا اشھد ان لا الہ الا اللہ محمدا رسول اللہ
کہے - یہ سب ذکر اللہ ہے +

قبر میں فرشتے اللہ کا نام پوچھتے ہیں - وہ بھی ذکر اللہ ہے - اور اعمالنامہ پر بھی اسم اللہ ہے - اور وہی اعمالنامہ داہنے ہاتھ میں آئیگا - اور جب اس کو ترازو پر رکھینگے تو اسم اللہ کی برکت سے وہ گراں رہیگا - اور جو شخص پلصراط پر اسم اللہ کہیگا دوزخ اس سے خوف زدہ ہوگی - اور وہ پلصراط پر سے سلامتی سے گذر جائیگا - اسی اسم اللہ سے بہشت کا دروازہ کھلیگا - اور جو شخص دیدار کے وقت اسم اللہ کہیگا مست ہوجائیگا - اور تجلی کامل ہوگی اور ہمیشہ باقی رہیگی +

جس شخص کو کہ ذکر اللہ سے خوشی نہ ہو بلکہ اسے غصہ آئے یا رنجیدہ ہو - یقینی بات ہے کہ وہ کافر ہے یا منافق و فاسق ہے - جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تینوں قسم کے لوگ موجود تھے - کافر، منافق، فاسق - جو کوئی ذکر اللہ سے مانع ہو - انہیں لوگوں میں سے ہوگا +

ذکر اسلام کی بنا ہے - اور دین اسی ذکر اللہ سے قائم ہے - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب جب کفار کے ساتھ جنگ کرتے - تو اسی اسم اللہ کا نعرہ مار کر اللہ اکبر کہتے +

اسی طرح باطن میں بھی جب نفس کے ساتھ جنگ ہو تو اس وقت بھی یہی اسم اللہ کام آتا ہے - جب ذکر خود بخود جاری ہوجاتا ہے تو اب دل بیدار ہوجاتا ہے اور روح کی طرح زندہ رہتا ہے - زندہ نہ مرتا ہے اور نہ اسے خاک کھاتی ہے - گو وہ ہزاروں سال تک مٹی میں پڑا رہے +

اور یہ جو انسان کے سینہ میں بائیں طرف کو حرکت کرتا ہوا معلوم دیتا ہے صاحب دل اسے دل نہیں کہتے - بلکہ ان کے نزدیک کلب (کتا) ہے - خصوصاً جب کہ حرص و ہوس اس میں بھری ہو تو یہ دل، کافر، منافق، مسلمان، مومن، سب ہی کے لئے ہوتا ہے +

قلب کے اقسام

دل کی تین قسمیں ہیں :-

اوّل - وہ کہ جس میں عشق و محبت کی آگ بھری ہو اور آتش شوق و اشتیاق اور ذکر و اذکار کے سبب سے پُر نور ہو۔ دل یہی ہے جو کہ بجز اللہ تعالے کے اور کچھ طلب نہیں کرتا ٭

دوسرا - یہ کہ دنیا کے کافر کی زنّار اُس کی گردن میں پڑی اور دنیا کی محبت میں وہ پھنسا ہو۔ گو بظاہر مومن مگر باطن میں کافر ہو۔ یہ دل نہیں بلکہ کلب ہے۔ اور ایسا دل ریاکار اور دنیا و اہل دنیا کا تابعدار ہوتا ہے ٭

تیسرا - اہل سلب یعنی بمعرفت استخوان فروش کہ خود تو کچھ بھی نہیں صرف آباو اجداد کی بزرگی بیان کر کے لوگوں کو فریب دیتا ہے ٭

جس کا دل کہ خدائے تعالے سے لو لگائے ہے اُس کا کیا پوچھنا وہ سر سے پیر تک شوق و اشتیاق سے بھرا ہوا ہے۔ اُسے اپنے شوق و اشتیاق کی تپش و سوزش ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے سوئی میں آگ۔ ہر ایک کو بھلی معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے لَذَّتُ الْاَفْکَارِ خَیْرٌ مِّنْ لَذَّتِ الْاَذْکَارِ (فکر کی لذت ذکر کی لذت سے بہتر ہے) فرمایا گیا ہے ذکر با فکر یہ ہے کہ حبّ دنیا اور حبّ علم و حبّ قیل و قال وغیرہ کچھ نہ رہے اور صرف خدائے تعالے کا ذکر و فکر باقی رہے اور وَاذْکُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ (ذکر کر اپنے رب کا اُس کی یاد آتے ہی) پر پورا عمل ہو۔ کیونکہ اَلذِّکْرُ بِلَا فِکْرٍ کَصَوْتِ الْکَلْبِ (ذکر بلا فکر گویا کتے کی آواز ہے) وارد ہوا ہے ٭

ذکر قلبی ذاکر پر موکّل ہو جاتا ہے۔ اور اگرچہ ذاکر ذکر و فکر سے کچھ غفلت بھی کرے مگر ذکر و فکر اُس پر غالب رہتا ہے۔ خواہ ذاکر ذکر قلبی یا روحی یا سرّی یا لسانی یا حبس یا پاس انفاس کسی قسم کا بھی ذکر حاصل ہو۔ ذاکر کو ذکر خدائے تعالے اور مجلس محمدی سے یگانہ کر دیتا ہے۔ اور قلب و روح کو الگ بنا دیتا ہے۔ انبیا و اولیا کی جس مجلس میں چاہے چلا جائے وہ ذکر کو شریعت نبوی کا تابعدار اور نفس و شیطان سے بیزار اور دنیا و اہل دنیا اور گناہ و معصیت سے دور کر دیتا ہے۔ ذکر با اثر کی یہ نشانی ہے کہ ذاکر جب ذکر کرے تو توحید یا مجلس محمدی یا مجلس اصحاب کرام و اولیاے عظام یا مشاہدہ میں یا عرش و کرسی کے جس

مقام میں پہنچے جہاں سے [illegible] معراج [illegible] ہو تو اس کی علامت یہ ہے کہ [illegible]
شکم سیری اور بھوک اور خواب و بیداری اور مستی و ہوشیاری اس پر برابر ہو جائے۔
جو شخص کہ یہ احوال نہیں رکھتا اگرچہ حال کے وقت بیخود ہو جاتا ہے شیطان اُس کے
ساتھ ہے، اُس نے اسے دیوانہ کر رکھا ہے۔ چنانچہ شیطان ذکر و اذکار کے وقت میں
آسمان اور عرش و کرسی کے ہر ایک کو قوت استدراج و بدعت سے پیدا کر کے ذاکر کو
دکھا سکتا ہے۔ اور جب کوئی کسی اہل بدعت یا اہل فسق یا گمراہ کو تو دیکھے تو اس سے بچنا کے
بلکہ جس نے اسے بدعت یا فسق یا گمراہی میں ڈالا ہے اس سے کے نصیحت کرے مقابلہ
کرے۔ کیونکہ ہدایت کرنا اور نیک راہ بتانا خدا ہی کا کام ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے
فرمایا ہے۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ
(ہر کسی کو ہدایت کرنا اے پیغمبر تمہارا کام نہیں یہ خدا کا کام ہے کہ جسے چاہے ہدایت نصیب
کرے) ذاکر جاہل کی مثال خشک زمین کی ہے کہ اُس میں تخم ضائع ہوتا ہے۔ اور ذاکر عالم کی
مثال تر زمین کی ہے کہ اس میں تخم ضائع نہیں ہوتا۔

شریعت گویا ایک کانٹوں کی دیوار ہے۔ اور طریقت گویا ایک سبز میدان ہے
اور حقیقت خوشہ اور آتش عشق نان پختہ۔ اور فقر و فاقہ اور محبت الٰہی وہ نمک حلال۔ اس
میں قدم نہ رکھنا اہل ناسوت کا کام ہے۔ دانش و عقل وہی ہے جو خدا تک پہنچاوے۔ اور علم
وہی ہے جس سے معرفت اور وحدت الٰہی حاصل ہووے۔ ذاکر خبردار ہو کر ذکر اللہ کیا کرتا
ہے۔ مقامات شیطانی اور خطرات نفسانی اس سے غائب ہو جاتے ہیں۔ اور مقامات
سیر ملائکی اُسے حاصل ہوتے ہیں۔

صاحب ہدایت اپنے مشاہدہ میں جو کچھ دیکھتا ہے مقامات معراج سے ہوتا
ہے اور صاحب بدعت جو کچھ دیکھتا ہے گمراہی اور استدراج ہوتا ہے [5]

بذکرش آں بود در سیر سرور	کہ ذکر و فکر جاری یار در بر
کسے در ذکر نبوی رہ نہ بیند	سیاہی دل بمجلس بد نشیند
کہ ذکر خاص باشد پاس انفاس	نہ ذاکر دلق پوشاں مکر لباس

[5] خدا تعالےٰ کے ذکر میں یہ احوال اسے حاصل ہوتے ہیں کہ جب ذکر و فکر حاصل ہو کر وصال و وحدت حاصل ہو۔ اور جسے ذکر نبوی سے نیک راہ نہ حاصل ہو۔ وہ شخص سیاہ دل ہوگا اور بری مجلس میں بیٹھا کریگا۔ کیونکہ پاس انفاس خاص ذکر ہوتا ہے۔ مکر کا لباس پہننے والے گودڑی پوش ذاکر [illegible] ہے۔

ہرگز نبود ذاکراں را کے حجاب[1] غرق گشتند فی اللہ ایں بود اہلِ ثواب

وجود وہی ہے کہ اپنے معبود کے ذکر سے قرار پکڑے اور آرام پائے۔ ان کا وجود سُبک اور ہلکا ہوجاتا ہے۔ گویا وہ اہل محبت و عرفان کا لباس ہوتا ہے۔ گو بظاہر وہ غریب ہوتے ہیں، مگر درحقیقت خدا کے دوست ہوتے ہیں۔ اور گو وہ مسکین ہوتے ہیں، مگر اُن کے دل خدائے تعالیٰ کو ذکر سے تسکین پاتے ہیں اور ہمیشہ مقام لِیْ مَعَ اللّٰہِ میں رہتے ہیں۔ اور یہی اہل فقیر اور سچے ذاکر ہیں اور اس حدیث قدسی کے مستحق اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ (جو میرا ذکر کرے میں اُس کا جلیس ہوں) اہل محبت وعشق یتیم ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ خدائے تعالیٰ کی محبت میں ماں باپ عزیز قریب سب کو چھوڑ کر اُسی کی یاد میں مشغول رہتے ہیں۔ اور بجز خدائے تعالیٰ کے اور کچھ نہیں چاہتے۔ ان کا رتبہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک دن بدن زیادہ ہوتا ہے۔ اہل ذکر کا وجود کم حوصلہ نہیں ہوتا ہے اور وہ پاک ہوتا ہے۔ اور پاک جگہ قرار پکڑتا ہے۔ اس لئے کہ اسم اللہ پاک ہے۔ جو شخص کہ ذکر کرے اور پیری مریدی بھی کرتا ہو۔ گر دنیائے دوں کی محبت ابھی اس کے دل سے نہ نکلی ہو۔ تو جان لے کہ ابھی اسم اللہ کا اثر اس میں مطلق نہیں ہوا ہے۔ اور دنیا کی پلیدی اور اُس کی کثافت سے دل سیاہ ہو رہا ہے اور ابھی اس کی کدورت جیسی کہ تھی ویسی ہی موجود ہے۔ اور اس کا علاج وہی ذکر ہے۔ بشرطیکہ توجہ اور خلوص سے اس میں مشغول ہو کیونکہ ذکر بمنزلہ صابون کے اور انسان کا وجود بمنزلہ پلید کپڑے کے ہے۔ چاہئے کہ خوف کے پانی اور ذکر کے صابون سے اُسے خوب دھوئے۔ یہاں تک کہ پاک وصاف ہوجائے ورنہ مرشد کیا کرسکتا ہے۔ جب کہ خود اسے ذکر کی طرف توجہ نہ ہو۔ اہل علم اسم اعظم کو قرآن مجید میں نہیں پاتے۔ اسی لئے کہ اسم اعظم وجود اعظم میں قرار پکڑتا ہے۔ اور اگر کسی کو اسم معلوم بھی ہوجائے اور وہ اُسے پڑھتا رہے۔ لیکن اسم اعظم اُس میں اثر نہیں کرتا۔ کیونکہ وجود اعظم نہیں ہے۔ اسم اعظم کیا کریگا۔ ذکر بغیر اسم اللہ اعظم کے جاری نہیں ہوتا ؛

اسم اعظم دو وجود میں قرار پکڑتا ہے۔ ایک وجود فقرائے کامل میں۔ دوم وجود علمائے عامل میں۔ اور علمائے عامل وہی فقرائے کامل ہیں۔ اور جو شخص کہ اسم اعظم پر اعتقاد

[1] خدائے تعالیٰ کے ذکر میں حجاب کب بنتا ہے۔ بلکہ وہ تو مقام فنا فی میں مست رہتا ہے ؛

رکھتا ہو مگر غلط عقیدہ پر اعتقاد رکھے، دیا نفس باطل پر قوت حاصل ہے۔ جسم اعظم
اسی کو حاصل ہوتا ہے۔ جو کہ صاحب سلطے ہے، صاحب سلطے صاحب اسم اعظم ہوتا ہے
علمائے عامل اور فقرائے کامل کے شکم میں لقمۂ حرام ہرگز نہیں جا سکتا۔ اس لئے کہ وہ لوگ
صاحب ہدایت ہیں۔ تمام عالم مشرق سے مغرب تک ان کی برکت سے قائم ہے۔
جو کچھ وہ کھاتے ہیں اہل ملک کی گردن سے ان کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ جس طرح سے
کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حق اُمّت پر ہے۔ اسی طرح سے فقرائے کامل اور علمائے
عامل کا حق خلق اللہ پر ہے۔

فقیر کامل وہی ہے کہ ذکر سلطانی اُسے حاصل ہو۔ ذکر سلطانی اُسے کہتے ہیں۔
کہ ذاکر سے ذکر یکساں جاری ہو۔ اور تمام ہڈیوں اور مغز و پوست اور ہر ایک رگ و ریشے
میں سرایت کر جائے۔ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ (تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد
کرونگا)۔

فقیر کے نزدیک یہ مراتب بھی سہل و آسان نہیں چاہئے کہ ذکر کو چھوڑ کر مذکور کا
طالب ہو کر صاحب قلب ہو۔

دل کعبۂ اعظم است خالی کن از بتاں
بیت المقدس نیست جائے بتگراں

قلب تین قسم کے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ وارد ہوا ہے۔ اَلْقُلُوْبُ ثَلٰثَةٌ قَلْبٌ سَلِيْمٌ
وَقَلْبٌ مُنِيْبٌ وَقَلْبٌ شَهِيْدٌ اَمَّا الْقَلْبُ السَّلِيْمُ فَهُوَ لَيْسَ فِيْهِ مَعْرِفَةُ
اللّٰهِ وَاَمَّا الْقَلْبُ الْمُنِيْبُ فَهُوَ الَّذِيْ اَنَابَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَى اللّٰهِ وَاَمَّا
الْقَلْبُ الشَّهِيْدُ فَهُوَ الَّذِيْ يُشَاهِدُ اللّٰهَ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ (قلوب تین قسم کے ہیں
قلب سلیم اور قلب منیب اور قلب شہید۔ قلب سلیم معرفت سے خالی ہوتا ہے۔ اور
قلب منیب وہ دل ہے جو تمام چیزوں سے منہ پھیر کر خدا کی طرف متوجہ ہو۔ اور قلب
شہید وہ دل ہے کہ ہر چیز میں خدائے تعالیٰ کا مشاہدہ کرے)۔

باھو از نماز روزہ و از ہر عبادت
دلے ذاکر بود بہتر ز طاعت

ذکر کی آگ تمام حجابات کو جلا دیتی ہے۔ فِيْ فُؤَادِ الْمُحِبِّ نَارٌ هُوَ اَحَرُّ مِنْ

نَارًا الجحیمِ (عاشق کے دل میں آگ ہوتی ہے جو دوزخ کی آگ سے کہیں زیادہ تیز ہے) جس دل میں کہ خدا کی محبت نہیں وہ دل دوزخ میں جلیگا۔ ایسے شخص پر دوزخ کی آگ تیز ہوگی اور جس دل میں کہ خدا کی محبت ہوگی اس کے سامنے وہ سرد ہوگی چنانچہ اَلنَّارُ تَرْحَمُ لِمَنْ فِیْ قَلْبِہٖ نَارٌ (دوزخ کی آگ اُس دل پر رحم کریگی جس کے دل میں محبت کی آگ ہوگی) ؎

چوں دوا آتش عشق شد منزلم ۔۔۔ دل دوزخ آتش گرفت از دلم

؎

دل کہ زا سرا خدا دوراست ۔۔۔ دل نتواں گفت کہ مُشتِ گل است

دل یکے خانہ الیست ربانی ۔۔۔ خانۂ دیوراچہ دل خوانی

؎

دل کعبۂ اعظم است نزاں کعبۂ آب و گل

آں صد ہزار کعبہ بود درمیانِ دل

فقیر باھو کہتا ہے کہ دل گل نیلوفر کی صورت رکھتا ہے۔ اس کے چار پہلو چار خانے ہیں اور ہر خانہ میں زمین و آسمان سے زیادہ وسیع ایک ولایت ہے۔ اور دل کی نشیب میں ایک نیچے کا خانہ ہے جو تہ لامکان کی جاے ہے۔ اور پھر ہر خانہ میں خزانہ الٰہی ہے۔ اور ہر خزانہ پر پردہ ہے اور ہر پردہ پر شیطان کا ایک موکل ہے +

پہلا پردہ غفلت ہے۔ اور پردۂ دوم نسیانِ موت، اور اس پر حرص موکل ہے۔ اور تیسرے پردہ پر حسد موکل ہے۔ اور چوتھے پردہ پر غرور موکل ہے اور ہر ایک کے ساتھ خناس، خرطوم، خطرات، وسوسہ متعلق ہیں +

اور ہر ایک خانہ میں خزانہ الٰہی یہ ہیں۔ خزانہ اول میں علم دوم میں ذکر سوم میں معرفت۔ چہارم میں فقر فنا فی اللہ بقا باللہ +

اور ہر ایک موکل کے دفعہ کرنے کا یہ علاج ہے اول کے لئے شریعت موکل۔ دوم کے دفعیہ کے لئے طریقت۔ سوم کے لئے حقیقت و معرفت اور نفس کشی۔ چہارم کے لئے ترک معصیت و ترک حبِ دنیا۔ لیکن یہ پردہ نہیں اُٹھ سکتا

مگر مرشد کامل کی نظر سے۔ اس لئے کہ دل اسرار معرفت و وحدانیت الٰہی کا خزانہ ہے کہ دل کے درمیان سے الوہیت و ربوبیت پیدا ہوتی ہے۔ مگر یہ یاد رکھو کہ دل ایک ہے۔ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ (خدائے تعالےٰ نے کسی شخص کے دو دل نہیں بنائے، جس سے وہ دو چیزوں کو چاہتا ہے) پھر جب دل ایک ہے تو کئی چیزوں کی طلب فضول ہے ؎

باھو علم صرف و نحو خوانی یا اصول

از وصال حق تعالےٰ نیست نان جز بو دل

؎

در میانش علم و فقرش گفتگو ہر چہ داری جز خدا زان دل بشو

حدیث قدسی اِذَا ذَكَرْتَنِي شَكَرْتَنِي وَاِذَا نَسِيْتَنِي كَفَرْتَنِي

(جب بندہ خدائے تعالےٰ کو یاد کرتا ہے تو اُس کی شکر گذاری کرتا ہے اور جب اسے بھول جاتا ہے تو اس کا کفران نعمت کرتا ہے) علم سے عالم پر انوار اسرار الٰہی نازل ہوتے ہیں اور جب زبان دل کے ساتھ موافق ہوتی ہے، دل اور زبان ایک ہو جاتے ہیں۔ اور اب انوار عشق اُس جگہ پیدا ہوتے ہیں اور اگر دل اور زبان ایک نہ ہوں۔ تو انوار محبت کے پیدا نہیں ہوتے۔ مقام عشق میں وہی ثابت قدم رہتا ہے جو صاحب استقامت ہو ؎

عاشقاں را راہ این است ذکر ھُو گوید دوام

دمبدم ھُو ذکر گوید کار آں گردد تمام

دل کئی طرح کے ہوتے ہیں:۔

قسم اول۔ پہاڑ کی مانند کہ اپنے مقام سے جنبش نہیں کر سکتا۔ یہ دل اہل محبت کا ہے +

دوم۔ بمنزلہ درخت کے جس کی جڑ مضبوط ہوتی ہے +

سوم۔ بمنزلہ درخت کے پتوں کے جنہیں ہوا چاروں طرف اڑاتی پھرتی ہے۔ گر وہ ہوا سے متفرق اور منتشر نہیں ہوتے +

یہی حال فقیر کا ہونا چاہئے۔ کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اصل تقرب الی اللہ ہے۔ اس لئے چاہئے کہ فقیر پر کتنی ہی مصیبت اور بلا آپڑے مگر ہرگز ہرگز راہ خدا کو نہ چھوڑے

اور غرق و استغراق سے منہ نہ موڑے۔ طالب مرید کامل وہ ہے کہ پیر و مرشد کے قول و عمل پر ثابت قدم رہے۔ اور اس سے ظاہر و باطن کسی حال میں بدظن نہ ہو۔ جیسا کہ مریدوں کا حال ہے۔ کیونکہ مرید طالب کمال کم ہوتے ہیں +

یہ فقیر (باہو) تیس سال تک مرشد کی جستجو میں پھرتا رہا ہے اور برسیں گذر گئی ہیں کہ طالب اللہ کی طلب میں ہوں اور اب تک نہیں ملا ہے ۔

کس نہ پرسد زمن خدا پرسی ۔ تا رسانم بعرش و با کرسی

ہیچ پردہ نماند در راہ خدا ۔ گشتہ یکتا شدند زغیر خدا

عاشقے کان وصل برد نہ مرد ۔ جانِ خود را بخوش خدا سپرد

ہمچنیں رہنما باید مرد ۔ فقر فی اللہ فنا و صاحب مدد

ذکر میں ایک بہت تیز حرارت اور گرمی ہوتی ہے۔ عشق و محبت کا ایک ذرہ بھی تپ لرزہ سے زیادہ ہوتا ہے اور اس گرمی سے سکر پیدا ہوتا ہے ذکر کی حرارت اور اس کی گرمی فقیر کے لئے ایسی ہے جیسے سردی میں آگ۔ اور جس طرح شدت گرما میں یا تپ لرزہ میں بے چینی بے آرامی ہوتی ہے یہی حال مقام حضور و وصال و محبت فقیر کا ہے کہ اکثر اس کو خلق سے اور خود اپنی ذات سے جدائی رہتی ہے۔ مگر جب تک کہ فنا فی الفنا میں غرق نہیں ہوتا۔ استغراق دائمی حاصل نہیں ہوتا۔ چاہئے کہ اپنی خودی سے مٹ جاے جس طرح سے کہ شکر کو پانی میں ملا کر آگ پر رکھتے ہیں اور پک جانے کے بعد وہ حلوا کہلاتا ہے۔ اور اب اس پر شکر و پانی کا اطلاق نہیں رہتا۔ پس گویا قند و شکر مثل توحید کے ہے اور پانی مثل بندہ کے ہے اور حلوا بمنزلہ معرفت کے ہے +

صاحب وصال فنا فی اللہ بقا باللہ کے لئے دوزخ گویا حمام یا آفتاب موسم سرما کا حکم رکھتی ہے اور جنت ان پر حرام ہے۔ وہ صرف دیدار الٰہی کے طالب ہیں۔ نفس و خواہشات کے طالب کثرت سے ملینگے اور طالب مولا کم ملینگے۔ فقیر کو چاہئے کہ ہر دم خبردار رہے اور نفس کے لئے ہرگز ہرگز حیلہ بہانا نہ کرے۔ از باہو ۔

ساغر از توحیدِ وحدت نوش کن

بعد ازاں دنیا و عقبےٰ ہم فراموش کن

فقیر کو چاہئے کہ ہرگز طمع نہ کرے اور اگر کوئی شے رد نہ کرے اور جو کچھ ملے اسے

جمع نہ کرے۔ باطن میں خدا سے لو لگائے اور ظاہر میں خلق خدا سے شاغل رہے تاکہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ (یعنی عمدہ اخلاق حاصل کرو) کا مصداق بنے۔ اور پنہاں ہو جائے تو باطن میں حضرت خضر علیہ السلام کا اور ظاہر میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا تابع رہے اور انانیت (خودی) سے بچے۔ جیسا کہ شیطان اس میں مبتلا ہو کر کہنے لگا۔ یَا رَبِّ مُحَمَّدٌ لِمَ خُلِقَ مُحَمَّدٌ (اے پروردگار محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیوں پیدا کیے گئے) تو اب دوسرے کا کیا حال ہے۔ معلوم ہوا کہ اہل انا ابلیس ہیں۔ جو شخص کہ دعوے کرے، جان لینا چاہیئے کہ وہ شیطان ہے۔ طالب وہ ہے کہ با ادب و باشعور رہے۔ حلقہ بگوش تابعدار اور نا موش ہو کر ہمیشہ تصور برزخ فنا فی الشیخ و فنا فی اللہ بقا باللہ میں رہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؛

اَللّٰہُ

اسم اللہ بس گرانست و بے بہا ‌‌‌‌ ‌ ‌ ‌ این حقیقت را چہ داند جز محمد مصطفٰے

برزخ اسم جس شخص کے قلب اور دماغ میں سرایت کر جاتا ہے اُسے ذکر سری و ذکر روحی حاصل ہوتا ہے ؛

باب ششم

محبت و عشق و فقر فنا و وصال و حال و احوال کے بیان میں

عشق و محبت

عشق و محبت کے مراتب بہت عالی ہیں اور اس کے مدارج و مناصب بہت بلند ہیں۔ اس کی کٹھن اور دشوار منزلیں طے کرنا ہر ایک کا کام نہیں ؎

ہر کسے را بہر کارے ساختند ‌ ‌ ‌ میل او اندر دلش انداختند

جو اس کا اہل نہیں وہ کتنی ہی کوشش کرے اس کے مراتب نہیں پا سکتا۔ دیکھو مکھی اگر اپنے

آگے کے پیر ملتی ہے، تتنے ہی میں سیکڑوں دفعہ اس کا سر لٹتا ہے۔ اس کے اور پروانہ کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یہی حال صاحب دل اور صاحب نفس کا۔ صاحب دل بمنزلہ پروانہ کے ہے اور صاحب نفس بمنزلہ مکھی کے ہے عشق کی روایت ایک بارگراں ہے اور اس کی حکایت تمام جہان سے بیگانگی ہے۔ عاشق موت کا طالب ہوتا ہے اس لئے کہ عشق کے مراتب لامکان سے ہیں۔ عاشق کا مقصود صرف وصل ہوتا ہے جس طرح سے کہ کسان فصل کا منتظر رہتا ہے۔ اسی طرح سے فقیر وصال کا۔ جس طرح کسان جو کچھ بوتا ہے اُسی کے کاٹنے کی اُمید رکھتا ہے۔ اسی طرح فقیر اپنے ہر ایک کام کو خدا کی رضامندی اور اُس کے دیدار کا اُمیدوار رہتا ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ (ہر ایک کام کا دار و مدار اس کی نیت پر ہوتا ہے) آیا ہے عشق بمنزلہ صراف کے ہے کھوٹے کو کھوٹا اور کھرے کو کھرا کرتا ہے ؎

کس نیست محرم راز من　　گکسے کجا شہباز من
کونین وصل یک قدم　　ہست بس آزا چہ غم

در عشق او پروانہ ام
از جان خود بیگانہ ام

نفس را گردان زخم　　در وحدتش ہم خانہ ام
عرشش بالا جائے من　　شد وحدت اندر راہ من

در عشق او پروانہ ام
از جان خود بیگانہ ام

اے بشنوی دل خواہ ام　　در آتشے پروانہ ام
گر سوختہ دم کے زنم　　نے بلبلم نعرہ زنم

در عشق او پروانہ ام
از جان خود بیگانہ ام

باشوق اسم اللہ بگو　　در وحدتش شو آبجو
زاہد کجائش دور تر　　از وصل عاشق بے خبر

در عشق او پروانہ ام

از جانِ خود بیگانہ ام

علم را از دل بشو	جز یادِ حق دیگر مجو
ایں مدعی اندر دہر	جاہل است گاؤ خر

در عشق او پروانہ ام
از جان خود بیگانہ ام

باھوا ھُو یار شد	بخت تو بیدار شد
باہم نشیں دلدار شد	با یار خود ہم راز شد

در عشق او پروانہ ام
از جانِ خود بیگانہ ام

عشق فقیر سرِّ الٰہی ہے، جو شخص کہ صاحب سر ہوتا ہے، سر کو پہچانتا ہے۔ قرآن مجید میں چار ہزار اسم اللہ ہیں۔ جو فقیر کہ زبان سے اقرار، دل سے تصدیق کرتا ہے۔ اور شوق کے ساتھ اسم میں مشغول ہوتا ہے۔ ہر دم چار ہزار قرآن ختم کرتا ہے۔ حافظ اسم رحمٰن و حافظ قرآن و ساکن لامکان ہو کر زندگئے جاودانی حاصل کرتا ہے۔ یہ لوگ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهٗ کے مصداق ہوتے ہیں۔ تمامیت قرآن بسم اللہ میں ہے قرآن مجید کی ابتدا حرف (ب) سے ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ، اور اس کی انتہا حرف (س) پر ہے۔ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۔

فقرا صاحب تحصیل ہیں اور علما صاحب تفصیل، فقیر جب تک خدا سے جدا ہے۔ اس کا محتاج ہے اور جب اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰه کا مرتبہ حاصل کرتا ہے غنی ہو جاتا ہے وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ (خدائے تعالےٰ غنی ہے اور تم اس کے محتاج) اور اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (خدائے تعالےٰ ہر بات پر قادر ہے) اس کی طرف رُخ کرتا ہے اور اب وہ منزل مقصود کو پہنچکر نفس و دنیا سے دور ہو جاتا ہے۔ اور ہمیشہ خلوت میں رہتا ہے۔ ورنہ خدا سے جدا۔ جیسا کہ آئینہ میں شیشہ نظر آتی ہے۔ اور جس طرح سے کہ پانی یا قطرہ جب دریا میں ملجاتا ہے تو نظر نہیں آسکتا۔ اَلْاِنْسَانُ سِرِّيْ وَاَنَا سِرُّهٗ (انسان میرا سر ہے اور میں اُس کا سر ہوں) ۔

فقر میراث محمدی ہے۔ اس لئے کہ فقر کی ابتدا شریعت ہے اور اس کی انتہا

بھی شریعت ہے۔ یہی فقیر کامل و مکمل ہے۔ سِرّ و اسرار۔ حال و احوال۔ سکر و مستی۔ قبض بسط عشق و محبت، کسی وقت میں وہ شریعت سے باہر قدم نہیں رکھتا۔ اور اگر کسی وقت بھی شریعت سے باہر ہو جائے تو مراتبِ خاص اس سے سلب ہو جاتے ہیں۔ فقیر کو چاہیے کہ ہر مقام پر خیال رکھے اور کسی جگہ بھٹک نہ جائے۔ اور روزی کے پیچھے بھی سرگرداں اور پریشاں نہ ہووے۔ خدا رزاق ہے وہ روزی پہنچائیگا ؎

چوں رزق مقدر است گردیدن چیست

رازق بگرداند پرسیدن چیست

رزق انسان کی تلاش میں اس طرح رہتا ہے، جس طرح موت اس کی تلاش میں رہتی ہے موت انسان کو کسی جگہ نہیں چھوڑتی۔ اسی طرح اس کی روزی بھی اُسے کہیں نہیں چھوڑتی۔

فقر میں تین منزلیں اور مقام سخت اور مشکل ہیں :-

اول، مقام دنیا۔ کیونکہ رجوعاتِ خلق و اہل دنیا مقام ناسوت سے ہے جو اس مقام میں رہیگا ناسوتی ہے ۔

دوم، مقام عقبےٰ۔ اگر مشاہدات میں باغ و بہشت حور و قصور دیکھے ملکوتی ہے۔ اور اسی طرح جو مقام کہ دیکھتا جائے۔ اس پر بھروسا کر کے ساکن نہ ہو جائے تاوقتیکہ لاہوتی نہ ہو جائے کہیں نہ بیٹھے۔ جب لاہوتی ہو جائیگا تو طَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَکَّرٌ اور مَنْ لَہُ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُلُّ کا مصداق ہوگا۔ اللہ بس ماسوے اللہ ہوس۔

فقر کی منزل بہت بڑی اور اس کی گھاٹی بہت مشکل ہے ۔

فقر کے لئے فقیر مخدوم جہانیاں نے چودہ طبق کا سیر و تماشا دیکھا تاہم مراتب فقر کو نہیں پہنچ سکے ۔

فقیری کے لئے ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سلطنت چھوڑ دی اور اپنے بیٹے کے قتل ہو جانے کے سبب سے سرگرداں پھرتے رہے اس کے بعد مراتب فقر کو پہنچے ۔

سلطان بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ تمام عمر ریاضتیں اُٹھاتے رہے اور اُنہوں نے آخر کو اپنے نفس کی کھال ہی کھینچ ڈالی تب بھی مراتب فقر پر نہیں پہنچے ۔

شیخ بہاؤ الدین شاہ رکن اپنی جان سے نکل گئے اور ہرگز مراتب فقر پر نہیں پہنچے ۔

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے فقر کو خواب میں دیکھا، اور بیواسطہ مراتبِ فقر پر پہنچیں۔

حضرت شاہ محی الدین قدس سرہ العزیز شکم مادر میں مراتب فقر پر پہنچے اور شریعت پر قدم بقدم چلکر محبوبیت کا مرتبہ حاصل کیا اور **یا فقیر محی الدین** کا خطاب پایا۔

فقیر کے لئے مراتب ملک الملکی ہیں اور مقامات غوثی اور قطبی میں کشف و کرامات نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ عین ذات میں ہوتا ہے۔ فقر عطائے الٰہی ہے جس شخص کو کہ خدا بخشے خواہ وہ سیری میں ہو یا گرسنگی میں، اسی لئے جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ (اے پروردگار مجھے مسکین رکھ اور دنیا سے مسکین ہی اُٹھا اور قیامت کے دن بھی مسکینوں کے ساتھ ہی حساب و کتاب ہو)۔

فقیر خرید و فروخت زر و مال یا خاموشی یا دلق پوشی یا شریعت و طریقت حقیقت معرفت کا نام نہیں ہے۔ فقر بدعت و گمراہی جرم پوشی یا شراب نوشی نہیں ہے۔ فقر رسم و رسوم۔ سہو و سکر یا منزل و مقام نہیں ہے۔ اور نہ فقر جہل یا علم اور شش جہات میں ہے اور نہ وہ ذکر و فکر حضور و وصل اور زہد و عبادت میں ہے۔ اور نہ وہ حال و احوال مراقبے محاسبے میں ہے۔ فقر صرف فنا فی اللہ بقا باللہ میں ہے۔ جس کو خدائے تعالیٰ بخشے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو کوہ طور پر تجلی ہوئی۔ اور امت محمدیہ کے فقرا کو ہر دم حضور اور تجلی حاصل ہے ؎

چہ حاجت است ربِّ اَرِنی رویتِ اللہ
کہ ظاہر باطنم شد غرق فی اللہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (تم لوگ بہتر سے بہتر اُمت ہو لوگوں کو نفع پہنچانے کے لئے پیدا کئے) اور نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (ہم اپنے بندے سے اُس کی گردن کی رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں) ابتدائے فقر اشتیاق و شتاق ہے اور انتہا غرق و استغراق ہے۔ ابتدائے فقر علم ہے اور انتہائے فقر عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (خدائے تعالےٰ

حاضر و غائب سب کو جانتا ہے اور مہربان و صاحب بخشش ہے) ابتدائے فقر ازل ہے اور انتہائے فقر ابد ہے، ابتدائے فقر خاموشی اور انتہائے فقر خون جگر نوشی، ابتدائے فقر لباس کثیف ہے اور انتہائے فقر لباس لطیف ہے، ابتدائے فقر ولایت ہے اور انتہائے فقر نہایت ہے، ابتدائے فقر ترک ہے اور اس کا توسط فرق ہے اور منتہی غرق توحید ہے۔ ابتدائے فقر طلب ہے۔ اور انتہائے فقر میں فقر قلب ہو جاتا ہے اور قالب نفس پر غالب رہتا ہے۔ ابتدائے فقر محبوبیت ہے اور اس کا توسط مجذوبیت ہے اور منتہائے محبوبیت ہے۔ حقیقت سراسر فقر دل میں ہے جو بجز مرشد کامل کے دریافت نہیں ہو سکتی نہ کتاب سے اور نہ اس کے سطر و حروف سے، نہ ذکر و فکر مستی و حال احوال سے نہ غرق و استغراق سے، ابتدائے فقر فنا ہے اور اس کا توسط راہ فقر اور دونوں جہان سے جدائی ہے اور اس کا منتہی خدائے عزوجل سے یکتا اور تنہائی ہے +

تمام عالم تین طرح رہے ہے :۔

اول۔ اہل دنیا ۔ جو دنیا کے حالات کی خبر دیتے اور شب و روز اسی میں مشغول رہتے ہیں +

دوم۔ اہل عقبےٰ ۔ جو حور و قصور میوہ و لذاتِ بہشت کی خبر دیتے ہیں +

سوم۔ فقیر، جو مولا کے سوا کچھ نہیں جانتے۔ دنیا کی حرص آخر کو عذاب میں ڈالیگی۔ اور منتہائے فقر عقبےٰ حجاب ہے۔ اس لئے دونوں کو ترک کر دے۔ چاہئے کہ اوّل قطع علائق کرکے اس کے بعد حق کو دریافت کرے اور حقائق معلوم کرکے غرق توحید ہزار مراتب سے بہتر ہے۔ اور دوم مراتب محمدی میں غرق حاصل کرکے مرتبۂ معراج کو پہنچے۔ اور دنیا و عقبےٰ دونوں کو حرام سمجھے۔ ابتدائے فقر عبودیت ہے اور منتہائے فقر ربوبیت ہے ؎

چار بودم سہ شدم اکنوں دوام
واز دوئی چوں بگذرم یکتا شوم

ابتدائے فقر اشک ہیں اور انتہائے فقر عشق ہے۔ ابتدائے فقر تصوّر ہے اور انتہائے فقر تصرّف ہے۔ فقر وہی ہے کہ فقیر کا وجود شریعت میں نہاں ہو۔ اگرچہ وہ مقام الست میں

میں مست ہو۔ اور اُس کا مکان لامکان ہو۔ ابتدائے فقر علم الیقین، عین الیقین ہے اور انتہائے فقر حق الیقین ہے۔ ابتدائے فقر منتہی ہے اور انتہائے فقر فنا ہے۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا۔ پھر جب کوئی مرجاتا ہے۔ اس سے تمام چیزیں ساقط ہو جاتی ہیں پس تمام چیزوں سے قطع تعلقات کرکے خدائے تعالےٰ کی طرف کامل توجہ کرے اور اپنے فرائض مقررہ میں کوئی نقصان نہ آنے دے خواہ وہ فرض وقتی ہو یا دائمی یا یکماہی یا ششماہی یا فصلی ہو یا سالانہ۔ اور سب سے زیادہ یہ ضروری بات ہے کہ خدائے تعالےٰ کو ہمیشہ حاضر و ناظر جانے۔ اپنے گھر بار کو اس کی راہ میں صرف کر دے۔ ابتدائے فقر صدق و یقین ہے۔ اور انتہائے فقر خدائے تعالےٰ کے ساتھ ہمنشینی ہے ✦

حکایت ایک روز حضرت رابعہ بصری رہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ اُن سے فرما رہے ہیں کہ اے رابعہ تم مجھے بھی دوست رکھتی ہو اُنھوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے جو آپ کو دوست نہ رکھتا ہو مگر میں خدائے تعالےٰ کی محبت میں ایسی غرق ہوں کہ مقام توحید و فنا فی اللہ میں جا کر مجھے بجز دوستی و دشمنی اور کسی چیز کی خبر نہیں ہے ✦

ھو

فقرا کا وجود قدرت الٰہی ہے اُن کا مقام سدرۃ المنتہےٰ میں ہوتا ہے۔ فقیر باھو کہتا ہے۔ مقام فقر فنا فی الفنا ہے، جو کہ مقامات نُقبا، نُجبا، ابدال و اوتاد و اخیار غوث و قطب، شیخ و مشائخ، عابد و زاہد سے بالاتر ہے۔ کیونکہ فقیر والی ولایتِ وحدت منفرد ہے اور مقام منفرد کا نام نور الہدےٰ ہے ؎

یار در کنارم من آں عین بدیدم
جائے کہ بود مشکل آنجا بخوشش رسیدم

قولہ تعالےٰ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (زمین و آسمان کی کل چیزیں خدا کی تسبیح کرتی ہیں اور وہ غالب حکمت والا ہے) ؎

بہ باہو ہو میاں دو حرف بردار	چو با و الف رفتہ ہو بشمار
نماندہ پردہ باہو گشت یا ہو	کہ ذکرش روز و شب ہو گفت باہو
کسے بس ذکر گوید ہو ہو یدا	وجود ش ہیو وزاں نور پیدا

تَفَكَّرُوْا فِيْ اٰيَاتِهٖ وَلَا تَفَكَّرُوْا فِيْ ذَاتِهٖ (خدائے تعالےٰ کی نشانیوں میں فکر کرو اور

اُس کی ذات میں فکر نہ کرو) ؎

باہو ہو میکند جاں مغز سوزی
نصیبے عاشقاں از عشق روزی

لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ (کوئی معبود نہیں مگر وہی پروردگار ظاہر و باہر) ؎

کسے خواہد کہ با حق یار باشم
بانماز دائمی ہوشیار باشم

تن جدا و سر جدا و دل جدا
ہر کہ تسبیحش بخواند با خدا

باہو پردہ است ما را آں نماز
در حضوری غرق گشتم جاں بباز

اگرچہ ان مراتب کو طے کر لے تاہم بہ وقت ایک وقت سے دوسرے وقت تک نماز کا منتظر رہے ورنہ اس کے مراتب سلب ہو جائینگے اور مقام استدراج میں پہنچیگا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہُ +

خدائے تعالٰے کی محبت بمنزلہ چراغ کے ہے اور رجوعات خلق و کشف و کرامات بمنزلہ آندھی کے ہے۔ جو فقیر کہ اس چراغ کو شریعت کے گھر میں محفوظ نہ رکھیگا وہ چراغ روشن نہیں رکھ سکتا کشف و کرامات کی آندھی اُسے بجھا دیگی۔ اسی طرح سے پانچ چیزیں ہیں کہ اگر فقیر ان پانچ چیزوں کو بند نہ رکھے تو اُس پر راہ فقر کشادہ نہیں ہو سکتی۔ وہ پانچ چیزیں حواس خمسہ ظاہری ہیں۔ یہ پانچوں حواس راہ فقر کے راہ زن ہیں۔ اول سامعہ دوم باصرہ۔ سوم ذائقہ۔ چہارم شامّہ۔ پنجم لامسہ۔ بلکہ تمام قوتوں کے متعلق جو جو گناہ ہو سکتے ہیں۔ سب سے قطعی توبہ کر لے۔ مثلاً جو باتیں کہ سننے کے قابل نہیں ہیں کہ شریعت اُن سے ممانعت کرتی ہے۔ اُنہیں نہ سُنے۔ اسی طرح جن چیزوں کے دیکھنے کی ممانعت ہے اُنہیں نہ دیکھے۔ اسی طرح جو باتیں ناگفتنی ہیں اُنہیں زبان سے نہ نکالے نامحرم کو ہاتھ نہ لگائے۔ گناہ کے کاموں میں اپنا قدم نہ اُٹھائے۔ عالم۔ فاضل۔ قاضی۔ مفتی حاکم۔ بادشاہ۔ ہزاروں کام شریعت کے مطابق کرتے ہیں مگر ایک اپنے نفس کو مارنا۔ اُسے قید کرنا۔ اُس پر محاسبہ کرنا۔ بہت مشکل ہے۔ جس نے یہ کام کیا۔ اُس نے فقر کا میدان فتح کر لیا۔ فقرا شب و روز اپنے نفس پر تفحص اور محاسبہ کرتے رہتے ہیں۔ اور قاضئ عشق اُن پر نفس کشی کا حکم کرتا ہے۔ اور حاکم ذکر و فکر اخلاص کی زنجیر میں باندھ کر اُسے قید کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور شریعت محمدی علٰے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بندگی اور عبادت کا طوق اُس کی گردن میں ڈالتی ہے۔ مجھے اُن لوگوں پر بڑا تعجب آتا ہے جو اپنے نفس کو چھوڑ کر

دوسروں کے نفسوں پر تفحص کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے۔ سَیَاْتِیْ عَلٰی اُمَّتِیْ زَمَانٌ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَیُصَلُّوْنَ الصَّلٰوۃَ وَلَیْسَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانُ (میری امت پر ایسا زمانہ بھی آئیگا کہ وہ نماز بھی پڑھتے ہونگے تلاوت قرآن بھی کیا کرینگے۔ مگران کے دل ایمان سے خالی ہونگے) بہت علم پڑھنا فرض نہیں مگر گناہ سے بچنا فرض ہے۔ بہت علم پڑھنا، پرہیزگاری کرنا اسی شخص کو زیبا و سزاوار ہے کہ اپنے آپ کو گناہوں سے بچائے رکھے۔ اگر کوئی تمام عمر نماز پڑھتا رہے۔ روزے رکھتا رہے اور گناہ کرنے سے بھی باز نہ آوے تو فائدہ نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اُستاد طالبِ دنیا سے علم نہ پڑھنا چاہئے۔ کیونکہ اَلصُّحْبَۃُ مُتَاَثِّرَۃٌ (صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے) آیا ہے اور اسی طرح مرشد طالب دنیا و آشنائے امراء و بادشاہ سے تلقین لینی چاہئے۔ کیونکہ آخر کو وجود میں اس کا اثر پڑیگا۔ چنانچہ حُبُّ الدُّنْیَا ظُلْمَۃٌ وَّزِیْنَۃٌ (حبِ دنیا زینت اور ظلمت ہے) فرمایا ہے۔ دنیا وہی شخص تلاش کرتا ہے۔ جسے خدائے تعالےٰ سے شرم حیا نہیں رہتی ہے۔ اگر کوئی طالب سے کہے کہ تو دنیا قبول کر یا موت۔ تو اُسے چاہئے کہ موت قبول کرے مگر دنیا قبول نہ کرے۔ کیونکہ خدائے تعالےٰ کی درگاہ سے مردود ہو جائیگا دنیا کو خدائے تعالےٰ کی طرف سے روز خطاب ہوتا ہے کہ اے دنیا میرے دوستوں کے نزدیک نہ ہو۔ انہیں تو اپنا منہ نہ دکھا۔ ان کے سامنے بدصورت اور سیاہ رُو بن جا۔ تاکہ وہ تجھ سے بیزار رہیں۔ اور تجھ سے ترش رُو ہو کر تجھے نہ چاہیں۔ اور اے دنیا جس طرح میں تیرے دوستوں کو نہیں چاہتا۔ تو میرے دوستوں کو نہ چاہ۔ پس سلمان دنیا دار جب دنیا سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ تو فائدہ دین اُن سے بند ہو جاتا ہے۔ پر جو کوئی کہ دنیا جمع کرنے کے لئے یہ حیلہ کرے۔ کہ مَیں مسلمانوں مستحقوں فقیروں مسکینوں کے لئے روپیہ پیسہ جمع کرتا ہوں۔ یہ سب مکر و فریب ہے۔ کیونکہ دنیا بدون مکر و فریب کے جمع نہیں ہوتی۔ اہل دنیا عبادت ذکر و فکر کی کچھ حلاوت نہیں پاتے ہے

سہ طلاقش داد دنیا را رسول
کے شود باسہ طلاقش زن قبول

کسی سے سوال کرنا بھی دو قسم کا ہے۔ حلال و حرام۔ سوال حرام سوال شیطانی و سوال نفسانی ہے کہ محض اکل و شرب اور لذت دنیائے فانی کے لئے ہو۔ یہ سوال حرام ہے اور طلب

حلال کے سوال حلال ہے مثلاً جو سوال کہ خدائے تعالےٰ سے یا پیغمبر و اولیاء اللہ و عارف باللہ سے محض لوجہ اللہ ہو، حلال ہے اور اسی سوال کے لئے فرمایا گیا ہے۔ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ (سائل کو جھڑکی نہ دو) فقیر کا سوال اللہ تعالےٰ سے اشتغال اور اُس کی طرف متوجہ ہونا ہے۔ اور اُس کے سوال میں کوشش کرنے والا۔ اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ (نیک کام کا راہ بتانے والا بھی گویا اُس کا کرنے والا ہے) کا مصداق ہوتا ہے مگر فقیر کو بھی فقر سے موصوف ہونا چاہیئے کہ ہمیشہ اپنے نفس کافر سے جنگ اور جہاد اور جزع و فزع کرتا رہے۔ ہمیشہ اس کے ذکر و فکر میں رہکر رضائے الٰہی کا طالب رہے۔ کسی وقت اُس کی یاد سے بیخبر نہ رہے۔ جو شخص کہ یہ حال و احوال نہیں رکھتا اُس پر فقیری اور سوال حرام ہے۔ کیونکہ وہ نفس پرست ہے ؎

بر ہر دمے با نفس خود رسوا کنم
نفس دشمن ماؤ ما او را دشمنم

فقیری اُسے زیبا ہے کہ جو دنیا کے لئے نہیں بلکہ محض خدائے تعالےٰ کے لئے علم حاصل کرے ایسے فقیر پر ظاہر و باطن روشن ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص کہ دنیا کے لئے علم پڑھتا ہے فقیری اُس پر حرام ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ (اے ہمارے پیغمبر لوگوں سے کہدو کہ دنیا کی متاع چند روزہ ہے) اُسے چاہیئے کہ برزخ ننانوے نام باری تعالےٰ کا تصور کرے تاکہ دنیا کی محبت اس کے دل سے نکلجاوے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ جو شخص برزخ ننانوے نام باریتعالےٰ کا تصور کرتا ہے۔ صاحب محبت و شوق و اشتیاق ہو جاتا ہے ؎

الف اللہ کافی بود بارا مجو
ہرچہ خواندی غیر اللہ از دل بشو

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

لِلّٰہ

اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ

برزخ اسم اللّٰہ دونوں جہان کا رہنما ہے اور یہی عین معرفت ہے کہ دنیا سے دل سرد ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کو افضل الذکر فرمایا ہے۔ اور یہ کہ جو شخص نماز کے بعد کلمہ طیّبہ کو آواز بلند پڑھے اُس پر دوزخ حرام اور بہشت حلال ہو جاتا ہے +

نیز آپ نے فرمایا ہے کہ کلمہ طیّبہ کے چوبیس ۲۴ حروف ہیں اور شب و روز کی ساعتیں بھی چوبیس ۲۴ ہیں۔ جب بندہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہتا ہے تو ہر حرف کے بدلے ایک ساعت کے گناہ مٹ جاتے ہیں +

نیز آپ نے ارشاد کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جو شخص کلمہ طیبہ پڑھتا ہے میرے قلعہ میں آجاتا ہے اور جو میرے قلعہ میں آجاتا ہے میرے عذاب سے بیخوف ہو جاتا ہے +

نیز آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی ایک نشست میں کلمہ طیّبہ پڑھتا ہے اُس کے ستّر برس کے گناہ بخشے جاتے ہیں +

تمام علوم کی ابتدا کلمہ طیبہ ہی ہے اور اُن کی انتہا بھی اُسی پر ہے۔ اور تمام کتابیں فقیر کے نزدیک اسی کی شرح ہیں۔ دوست تیرے ہمراہ ہے، مگر تجھے دل کی آنکھیں چاہئیں جس کے دل کے آئینہ میں زنگار کدورت ہو، اسے کیا تجلی ہوگی دل بے کدورت اور صاف رہنا چاہئے۔ صاف اور بے کدورت دل میں خطرات بد پیدا نہیں ہوتے۔ جو شخص عمر بھر میں سو دفعہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھے اللہ اُس کے گھر کے سات آدمیوں کو دوزخ سے نجات دیگا۔ جب کوئی کلمہ شریف پڑھتا ہے تو وہ اوپر جا کر عرش کا ستون ہلاتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے ستون ساکن رہ۔ وہ عرض کرتا ہے یا ربّ العالمین اس کے پڑھنے والے کو بخشدے تو میں ساکن ہو جاؤں۔ ارشاد ہوتا ہے، مَیں نے بخش دیا +

کلمہ شریف بہشت کی کنجی ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص کلمہ طیّبہ پڑھتا ہے دوزخ اُسے نہیں جلا سکتی۔ مگر یاد رکھو کہ جس شخص کو تصدیق قلبی نہ حاصل ہو، اُسے صرف زبانی ورد کچھ فائدہ نہیں پہنچائیگا۔ چنانچہ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ (زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنی چاہئے) آیا ہے گویا جو کلمہ پڑھنے کے دل میں دروغ ہو اور زر و سیم کی محبت ہو تو اُسے دوزخ میں ڈالینگے۔ اگر

اُس کے دل میں راستی ہوگی، تو دوزخ سے نکالنے کے بعد پانی کی فریاد کریگا۔ اور جو دل میں دروغ اور جھوٹ ہوا تو خاموش ہو کر شرمسار رہیگا۔ معلوم ہوا کہ تصدیق تمام باتوں کی اصل ہے۔

اب جاننا چاہئے کہ تصدیق قلبی کس چیز سے حاصل ہوتی ہے تصدیق قلبی، ذکر قلبی سے حاصل ہوتی ہے۔ اور ذکر قلبی شیخ و مرشد واصل الی اللہ سے حاصل ہوتا ہے۔ جس کی صفت ہو۔ یُحْیِ الْقَلْبَ وَیُمِیْتُ النَّفْسَ (دل کو زندہ کرے نفس کو مارے) جس طرح سے کہ زبان ایک عضو ہے، یہی دل کا حال ہے کہ وہ بھی اعضائے جسمانی میں سے ایک عضو ہے۔ جس طرح سے کہ زبان بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھتی ہے، دل بھی اسی طرح آواز سے گنگناتا ہے، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ، اور اپنے کانوں سے سنتا بھی ہے۔ مگر بشرطیکہ شیخ کی یہ صفت بھی ہو، یُحْیِ السُّنَّۃَ وَیُمِیْتُ الْبِدْعَۃَ (سنت نبوی کو زندہ کرے اور بدعت کو مٹاوے) جو دل کہ حب دنیا اور شہوات و لذاتِ نفسانی میں پھنسا ہوا ہے وہ دل دنیائے مردار سے مُنہ نہیں موڑتا۔ ذکر اللہ کی صیقل اُسی دل کو صاف کر سکتی ہے کہ جو دل طالبِ مولا ہو۔ اور مَنْ تَعَلَّمَنِیْ حَرْفًا فَھُوَ مَوْلٰی سے یہی تلقین مراد ہے جو خاص مرشد سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ جو شخص کہ وہ جان لیتا ہے، خدا اور بندے کے درمیان سے حجاب اُٹھ جاتا ہے۔ صاحب علم قدر دان ہوتے ہیں کہ موافق قرآن و حدیث کے متابعت محمدی حاصل کرتے ہیں۔ مگر جو امرد وہ ہے کہ باطنی مقامات کو طے کر کے مقام لاہوت کو حاصل کر لیتا ہے اور ظاہر میں بالکل شریعت کے مطابق رہتا ہے اور سرِ مُو اس سے مخالف نہیں ہوتا ہے۔

برزخ اسم اللہ اس شخص کے لئے ہادی ہے کہ جسے ذکر اسم اللہ سے شوق و اشتیاق ہو۔ جب ذکر اسم اللہ کی تاثیر ہو جاتی ہے، تو ماسوے اللہ اسے خوش نہیں آتا صرف ذاتِ الٰہی سے مانوس اور ماسوٰے سے وحشتناک ہوتا ہے ؎

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز

خدا کے دوست اہلِ ذکر اللہ و فقیران فنافی اللہ ہیں کہ اپنے اہل و عیال، مادر و پدر، مال و اسباب، درم و دینار، و دنیا ومافیہا کو تماشوں کا منظر جانتے ہیں اور اس میں سے انہیں کچھ پسند نہیں آتا۔ وہ کسی چیز کی ملکیت سے خوش نہیں ہوتے۔ لَا یَمْلِکُوْنَ مِنْہُ خِطَابًا۔

(قیامت کے دن بڑے بڑوں کو بھی خدا سے مخاطب ہونے کی جرأت نہ ہوگی) جو کوئی باوجود فقر کے بجز اللہ تعالیٰ کے طلب کرے یا اُسے اپنی ملکیت گردانے اُسے مقامِ فقر و درویشی سے کچھ حصہ نہیں ہے۔ کتا ایک ادنیٰ درجہ کا جانور ہے اس کی نہ کوئی ملکیت ہوتی ہے اور نہ سکونت کے لئے کوئی اس کی خاص جگہ ہوتی ہے۔ اسی طرح انسان کو چاہیئے کہ جانور سے ہی سبق حاصل کرکے زیادہ نہیں تو اس سے کم بھی نہ رہے۔ اور اپنے آپ کو اَلْوَقْتُ لَا یَمْلُکُ کا مصداق بنائے۔ جس طرح سے کہ مسجد کسی کی مِلک نہیں ہوتی۔ اسی طرح سے فقیر بھی ہر ایک چیز کی ملکیت سے آزاد ہوتا ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔

لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوْ

اللّٰہ لِلّٰہ

لَہٗ ھُوْ

اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

بابِ نہم

در ذکر شراب (محبت الٰہی) و حقائق اولیا و ترک ماسوے اللہ

واضح ہو کہ اہلِ شُرب (شراب پینے والے) شیطان اور خواہشات نفسانی سے قریب ہوتے ہیں۔ جو شخص کہ شراب پیتا ہے دونوں جہان میں خراب ہوتا ہے۔ اسلئے کہ شراب تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ محبت الٰہی کی شراب پینا چاہیئے۔ اہل محبت کو قیامت کے روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حوض کوثر سے شراب طہور پلائینگے۔ مگر جس نے دنیا میں شراب پی ہوگی وہ شراب طہور سے محروم رہیگا۔ شریعت نے شراب کی سخت بُرائی بیان فرمائی ہے۔ خدائے تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔ یہی حال تمام نشے

کی چیزوں کا ہے۔ نشے کی کل چیزیں انسان کو بالکل خراب کر دیتی ہیں۔ جس کی نقصانات کو اس کے استعمال کرنے والے خود بھی محسوس کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ ذرا بھی دور اندیشی سے کام لیں۔ اہل شرب کو راگ بہت پسند آتی ہے اور راگ حرام اور فسق ہے ؎

با سرودے اہل شرباں لعنتے بر بادا و
فاسقاں ہم بے نمازاں خوک و خر آنرا بگو

چاہئے کہ اس سے پرہیز کرے اور دوسروں کو بھی منع کرے۔ رقص و سماع اُس فقیر کو روا ہے جو نفس و ہوا سے گذر کر مقام فنا میں پہنچا اور توحید میں غرق ہو گیا ہو۔ کہ عشق و محبت کی وجہ سے جب ذکر اللہ سُنتا ہے، مست ہو کر رقص کرنے لگتا ہے۔ اور اس کی تین حالتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ تاثیر ذکر اسم اللہ اور اُس کی گرمی سے فقیر کے وجود میں تپ پیدا ہوتی ہے۔ اور اس تپ سے اُسی وقت وہ گر کر مر جاتا ہے۔ یا دوئم یہ کہ مطلق جنبش نہیں کرتا اور گر کر اس کا جسم سرد ہو جاتا ہے گویا مر گیا اور پھر با شعور ہو جاتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ اول مُنہ سے دھواں نکلتا ہے اُس کے بعد ذکر اللہ کی آگ اس کے وجود میں پیدا ہوتی ہے جس سے وہ جلکر خاک ہو جاتا ہے۔ اور پھر اسی خاک میں ایک نقرۂ گوشت پیدا ہوتا ہے اور ذکر اللہ کی وجہ سے جنبش میں آ کر اپنی صورت پر ہو جاتا ہے۔ یا سوئم یہ کہ رقص کے وقت ذکر اللہ کی گرمی سے جسم کے کپڑے جلجاتے ہیں۔ اور پھر وہ دوسرے کپڑے پہنتا ہے۔ جس فقیر کو یہ حال و احوال حاصل نہیں ہیں وہ ابھی گمراہی اور نفس شیطان کے مکر میں پھنسا ہوا ہے۔ نعوذ باللہ منہ ؛

پھر جس شخص کو کہ سُکر و مستی ذکر اللہ حاصل ہو۔ اُسے پھر کسی دوسری چیز کی سکر و مستی کی کیا ضرورت ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اہل شرب مستی ذکر اللہ سے بے نصیب ہیں۔ اُنہوں نے مستِ الست کی شراب سے ایک گھونٹ بھی نہیں پی ہے۔ بلکہ وہ محبت الٰہی سے دُور ہو کر لہو و لعب میں پڑ کر اپنے لئے دوزخ خریدتے اور راہ محمدیؐ سے دُور رہتے ہیں۔

اہل بدعت اور بے نمازوں کا ذکر و فکر مقبول نہیں ہے۔ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (اے پیغمبر لوگوں سے کہدو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا تمہیں دوست رکھیگا) بغیر اتباع شرع کے کوئی مشقت اور ریاضت کام کی نہیں۔ اگر ایسا فقیر پانی پر چلتا ہو۔ تو جان لو کہ وہ گمراہ ہے؛

اور اگر ہوا میں اُڑتا ہو، تو جان لو کہ گویا وہ مکھی ہے ۔اس سے زیادہ اس کی کوئی وقعت نہیں۔فقیر کو چاہئے کہ خدا و رسول کو راضی کرے ۔اور دنیائے دوں کو چھوڑے ۔اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس +

دنیائے دوں کم ہمت لوگوں کا حصہ ہے ۔دنیا ہمیشہ کی ذلت اور شیطان کی ملکیت ہے جس طرح اہل دنیا مال و دولت کے لئے پریشان رہتے ہیں ۔اسی طرح فقرا دیدارالٰہی کے لئے پریشان رہتے ہیں ۔خدائے تعالےٰ فرماتا ہے ۔یَا بَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ (اے بنی آدم شیطان کی عبادت نہ کرو تمہارا دشمن ہے ظاہر) ایسے شخص پر بڑا افسوس ہے جو کہ خدا و رسول کا دشمن اور دنیا اور نفس و شیطان کا دوست ہو ۔خدا و رسول بھی اُس سے بیزار رہتے ہیں ایسا شخص دنیا کے پیچھے خود بھی پریشان ہوتا ہے اور اپنے دوستوں کو بھی پریشان کرتا ہے ۔بلکہ شرّ میں ڈالتا ہے ۔اور شرّ شیطان لعین کا نام ہے ۔اور اسم اللہ دلجمعی کا نام ہے اس لئے صاحب ذکر کو دونوں جہان میں دلجمعی حاصل ہوتی ہے ۔کہ لوگ اس سے بھاگ کر وسوسہ و خطرات میں پڑ جاتے ۔اور خواب و غفلت میں رہتے ہیں ۔قیامت کے روز ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا ۔دنیا آخر اپنے دوستوں کو عذاب میں گرفتار کریگی +

باھو اہل دنیا بے وقوف ہیں کہ شب و روز مال و دولت ان کی تسبیح ہوتی ہے ۔وہ لوگ دنیا کو ہی اپنا مقصود اصلی جانتے ہیں ۔مگر مردانِ خدا دنیا کی لذت کی ایک احتلام سے زیادہ وقعت نہیں کرتے ۔اور اسے اپنے اوپر حرام جانتے ہیں ۔دنیا کی مثال ایک بے حیا اور بے وفا عورت کی ہے ؎

زن ساجدہ یا ذاکرہ یا صاحب سجود | از زناں بہ پرہیز باشی نیست سود
باھو گرچہ دنیا ز نقش و نگار است | ہمچوں زیباور چنانچہ پوست مار است

فقیری اور درویشی ایک بڑی چیز ہے ۔یہ مرتبہ خدائے تعالےٰ پیغمبروں ، اولیاؤں ، فقراؤں کے سوا اور کسی کو عطا نہیں کرتا ۔دنیا بندے کو خدائے تعالےٰ سے باز رکھتی ہے ۔کسی فقیر نے اب تک خدائی کا دعوےٰ نہیں کیا ہے ۔جو کچھ کیا ہے اہل دنیا نے کیا ہے ۔رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی واسطے اپنے پاس کچھ نہیں رکھا ۔بلکہ جو کچھ آپ نے پایا ۔اُسے خدا کی راہ میں صرف کر دیا کہ مبادا ایں اہل دنیا سے ہو جاؤں +

امام المسلمین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے باوجود تشدد بادشاہ کے منصب قضا ایک روز کے لئے بھی پسند نہیں کیا۔ کہ مبادا قیامت کے روز قاضیوں کی صفوں میں کھڑا کیا جاؤں۔ پس چاہیئے کہ دنیا کو بد جانے اور بد کو اپنے ساتھ نیک کرے۔ اور خدائے تعالےٰ کو ہی نیک و بد کا پیدا کرنے والا جانے اور کسی طرح اس سے رُوگردانی نہ کرے۔ اہل دنیا، دنیا کی طلب میں دودلی کرتے اور اُس کا غم اُٹھا کر زرد رُو رہتے ہیں ؎

گر زمیں زر مے شود سیری نگردد زرد روے

زرد رُو یا رُوسیاہ است دنیا رند حق بسوے

؎ دنیا دانی کفر کافر نصیب ہر کہ راحق رہبر است آں حق حبیب

جو کوئی اللہ تعالےٰ کا نام لیتا ہے لوگ اُس سے جنگ کرتے ہیں اور اگر دنیا کا نام لیتا ہے تو اُس سے خوش ہوتے ہیں۔ اس لئے گو فرض کفایہ ہے کہ خدائے تعالےٰ کا نام سُن کر جل جلالہٗ کہنا چاہیئے۔ کیونکہ جل جلالہٗ کہنے سے گناہ تو ہوتا نہیں بلکہ ثواب ہی ملتا ہے۔ جو شخص کہ خدائے تعالےٰ کا نام لینے سے آزردہ ہوتا ہے وہ طالب دنیا یا اہل شیطان ہے یا متکبر اور خواہش نفسانی کا پیرو۔ نعوذ باللہ منہ۔ جو شخص کہ جس چیز کو دوست رکھتا ہے ظاہر و باطن میں اُس کے نام سے لذت و حلاوت پاتا ہے۔ اور جس چیز کو دشمن کھتا ہے اُس کے نام سے آزردہ ہوتا ہے۔ اس لئے اہل فقر کو دنیا و شیطان کا نام بُرا معلوم ہوتا ہے۔ اور علما کو روزی و معاش اور امیری اور بادشاہت کے نام سے خوشی ہوتی ہے مگر یہ حال عالمان بے عمل کا ہے کہ احکام الٰہی سُنتے ہیں۔ لیکن عمل نہیں کرتے۔ فقیر کو ان کی پیروی نہ کرنی چاہیئے کہ وہ ورثہ عبادت و سعادت سے خالی ہیں۔ علما کو اُس وقت پریشانی لاحق ہوتی ہے کہ وہ کلام اللہ سے بد اعتقاد ہو کر امرا و سلاطین کے دروازوں پر پھرنے لگتے ہیں۔ اور فقرا کو اُس وقت پریشانی ہوتی ہے کہ وہ خدائے تعالےٰ سے بد اعتقاد ہو کر اہل دنیا کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہ +

عالم بے عمل اور فقیر بے توکل و بے صبر سے خدا محفوظ رکھے۔ اللہ بس ماسوے اللہ ہوس۔ فقرائے کاملین نے مدتوں گھاس پات کھا کر اپنی عمر بسر کی ہے۔ اور مرتے دم تک امرا و سلاطین کے در پر نہیں گئے۔ جو علما کہ عامل ہیں وہ فقر و فاقہ میں کامل ہیں۔ فاقہ فقر کو تقویت دیتا ہے اور حی لایموت کا ہمنشیں بناتا ہے۔ نیز اگرچہ فقیر کامل اپنا

شکم طعام سے اس طرح بھرے جس طرح دیگ، اور پانی اس طرح پیئے جس طرح ریگ پیتی ہے اور زبان اس طرح چلائے جس طرح تیغ، تاہم وہ ذکر و فکر بھی وہ اسی قدر کرتا اور نفس کو مارتا ہے۔ فقیر کا طعام گویا نفس کا ایندھن اور ان کا شکم عشق کی آگ کے شعلوں سے پُرنور ہوتا ہے۔ نہ ہر وقت وصال اور نہ ہمیشہ بُعد و دور، گاہے گرم و گاہے سرد کا مضمون ہوتا ہے۔ وہ مراتب فقر سے واقف اور اُس کی منزلوں سے باخبر ہوتا ہے ؎

زیر و زبر بدو شد تحت و فوق　　　عاشقاں را مینماید ذوق و شوق

علما کہتے ہیں ؎

مردم اہل فقر را ایں زر چو دادند　　　زہر ہش آنکہ اسم اللہ بخوانند
منم خوانم منم دانم مسائل　　　او قوت فصل را بر خود نہ قائل
دِرم درویش بر خود گشت مائل　　　او علم خویش را خود کرد زائل

فقیر کہتا ہے ؎

کسے پرسد فقیرے تو چہ نام است　　　بَرو از حق بگوئی لامکان است

فقیری و درویشی نہ گفتگو میں ہے اور نہ پڑھنے لکھنے میں اور نہ مسئلہ مسائل میں اور نہ حکایت و قصہ خوانی میں ہے۔ بلکہ فقیری معرفت جاننے اور غرق توحید صدانیت اور اپنی خودی سے فنا اور ہوائے نفسانی اور معصیت شیطانی سے بیزار ہو جانے، اور زبان بند کرنے، باادب رہنے، ذکر و اذکار جاری رکھنے، صاحب دانش و بینش ہونے، اور متشرع رہنے میں ہے +

فقیری معرفت کے دریا میں غوطہ لگانے، مقام لاہوت میں پہنچنے ہونیا و دین سے توبہ کرنے اور اہل دنیا سے بیزار رہنے میں ہے +

جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ جو شخص کہ ظالمانِ اہل دنیا کا منہ دیکھتا ہے۔ اس کے دین کا تیسرا حصہ اس سے سلب ہو جاتا ہے +

یا الٰہ العالمین، خواہشات کا دریا تو نے انسان کے وجود میں بھر دیا ہے اور فرما دیا ہے کہ خبردار پانی نہ پینا۔ خداوندا تیری توفیق کے بدون بیڑا پار نہیں ہو سکتا۔ خداوندا نفس و شیطان کو تو نے انسان کا دشمن بنا دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ ان سے جنگ کرو۔ حالانکہ یہ دونوں دشمن بظاہر نظر بھی نہیں آتے۔ الٰہی باطنی روشنی عطا کر جس

ان دشمنوں کو دیکھ سکوں۔ اور ان سے بچوں اور جنگ کروں، جو بدون تیری توفیق کے ناممکن ہے۔ خداوندا انسان کے وجود میں تو نے حرص وہوس کو رکھ دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ بے طمع رہو، جو بغیر تیرے فضل کرم کے ناممکن ہے ؎

جز خدائے نیست باما جاں عزیز
طالباں ایں خوش بود عقلش تمیز

شریعت میں شوق و اشتیاق ہے اور نفس و شیطان کا خلاف۔ اسلام نے نیک کام کرنے کا حکم دیا ہے اور بُرے کام کرنے سے منع کیا ہے۔ حلال کھانے اور حرام سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ فقیر کو چاہئے کہ ہر ایک چھوٹے بڑے گناہ سے بچا کرے علم پڑھے۔ فرض واجب سنت مستحب پہچانے اور اپنے گرداگرد ان چاروں باتوں کی دیواریں بنا کر توفیق اور مدد الٰہی کے قلعہ میں بیٹھے۔ اور طریقت میں غفلت دور کرکے ہوشیاری اور چالاکی حاصل کرے اور مقام مطلوب پر پہنچے۔ اور حقیقت میں دلداری ہے۔ جو کچھ ہے وہی ہے اور جو ہوتا ہے اُسی سے ہوتا ہے۔ فقیر کو چاہیے کہ دم نزارے صبر و شکر سے رہے۔ خَیْرُہٗ وَ شَرُّہٗ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ (خیر و شر سب خدا کی طرف سے ہے) پر ایمان رکھے +

خیر الخلائق جناب محمد مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اور شر الخلائق شیطان لعین ہے۔ معرفت غمخواری اور عارفی عاجزی ہے۔ جو شخص ان چاروں مقامات سے آگاہ نہیں ہے۔ وہ گاؤخر اور سلکِ سلوک و تصوف و فقر سے بے خبر ہے۔ اور یاد رہے کہ ہر ایک مقام میں قبض و بسط و سکر ہے +

مقام طریقت سکر ہے۔ خدائے تعالٰے اس مقام سے محفوظ رکھے۔ کیونکہ اس کا سکر، سکرات موت یا مرگ مفاجات سے کم نہیں۔ مبتدی ہو یا منتہی یا متوسط فوراً فقیر مقامِ طریقت میں آکر اپنے حال واحوال کو پہچانے۔ اُس کی نگہبانی کرے۔ مستی کی حالت میں درود شریف پڑھتا رہے۔ اس مقام سے سلامتی کے ساتھ گذر جائیگا کیونکہ شریعت بمنزلہ جان کے اور طریقت بمنزلہ قدم کے ہے۔ قدم اُس وقت اُٹھتا ہے کہ نیت سیر وسفر کی ہو۔ طریقت بمنزلہ راہ کے ہے اور راہ بدون پانی کے طے نہیں ہوسکتی۔ اگر راستے میں پانی نہ ملے تو مسافر کی جان نکلجائیگی۔ شریعت

گویا کشتی ہے اور طریقت گویا دریا ہے۔ اور گویا کشتی طوفان میں پڑی ہوئی ہے۔ اسلئے اس وقت خدائے تعالےٰ کے فضل و کرم اور توفیق الٰہی اور مرشد کامل کی ضرورت ہے۔ تاکہ کشتی طوفان سے نجات پاکر سلامت کنارے پر پہنچے۔ کوئی طریقت کے گرداب میں پھنس جاتا ہے، کسی کو سُکر پیدا ہوتا ہے، کسی کو کشف و کرامات حاصل ہوتی ہیں اور اس کے لئے سدِّ راہ بنجاتی ہیں، کسی کو طَیر و سَیر حاصل ہوتا ہے، اور کسی کو حیرت و سُکر۔ کوئی طریقت میں حرارت سُکر سے سوختہ ہوکر مجذوب ہو جاتا ہے، کسی کے دل میں وسوسے و خطرات و خرطوم شیطان پیدا ہو جاتے ہیں۔ کوئی دیوانہ و بیہوش ہوکر گھر بار اور تمام خلق سے بیزار ہو جاتا ہے اور تارک الصلوٰۃ بن جاتا ہے۔ کوئی جذبۂ جلالی یا جمالی میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ بعض جذب طریقت سے دیوانہ ہوکر دریا میں غرق ہوکر مر گئے ہیں۔ بعض درخت کے نیچے سوکر مر گئے ہیں۔ بعضے جنگل میں جاکر فاقہ سے مر گئے ہیں۔ سکر طریقت کی آگ طالب اللہ پر ایسی غالب ہوتی ہے کہ شب کو اُسے نیند تک نہیں آتی۔ اور ہر وقت بے آرام و بے قرار رہتا ہے۔ خاکساری، دلق پوشی، ذکر قلبی وغیرہ حاصل ہوتی ہے +

طریقت میں دو باتیں ہیں یا تو طالب شرک و استدراج میں پڑکر گمراہ ہو جاتا اور اپنی گردن میں لعنت کا طوق ڈال لیتا ہے یا مقام عبودیت والوہیت میں پہنچکر وصال و استغراق حاصل کرتا ہے +

فقیر کو چاہئے کہ طریقت میں عیش و آرام کی توقع نہ رکھے۔ اگرچہ طالب مدتوں تک محنت و مشقت اُٹھاتا رہے۔ اگر مرشد کامل و مکمل ہو تو چشم زدن میں حال و احوال اور طریقت کی منزلوں سے نکال دیتا ہے۔ مقام حقیقت ادب ہے ہمیشہ خدائے تعالےٰ کو حاضر ناظر جانے۔ یہی وصال ہے دلجمعی سے بسر کرے اور اُس کے فضل و کرم کا متوقع رہے۔ اس کے فضل و کرم سے تمام مقامات کشادہ اور سہل ہو جاتے ہیں۔ اور پھر کسی چیز کی بھی احتیاج نہیں رہتی۔ اللہ بس ماسوے اللہ ہوس۔ اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَالْکُفْرُ بَاطِلٌ ؎

خاکسارے بہ بود آں خاکسار ۔۔۔ فرض و سنت دائماً ہم نگہدار

فرض بہ کر باد و سی و پنج ۔۔۔ فقر را این بود با پنج گنج +

طریقت میں رجوعات کلی ہوتی ہے جیسے ملائکہ انس و جن۔ زر و مال۔ مگر بعض وقت امتحاناً رجوعات مطلق نہیں ہوتی۔ اس لئے ہزاروں طالب طریقت کی گرداب میں آکر ہلاک ہو گئے ہیں۔ ہزاروں سلامتی کے ساتھ پار ہو گئے ہیں۔ محض خدائے تعالےٰ کے فضل و کرم اور فقرائے کاملین کی برکت سے۔ مرشد کامل ہر وقت طالب کا معین و مددگار رہتا ہے اور مرشد ناقص ہمیشہ دنیائے مردار کی فکر میں رہتا ہے۔ اس لئے وہ طالب کی مدد و امداد نہیں کر سکتا ؎

باھو از رہبر بود حق رہنما
میرساند در بہ مجلس مصطفےٰ

فقیر کو بے ریا اور عالم بے طمع اور غنی باسخا ہونا چاہئے۔ فقیر کے لئے صبر اور علما کے لئے سخاوت اور بادشاہ کے لئے عدل اور حاکم کے لئے رشوت سے بچنا مشکل ہے جیسا کہ عوام کو خاص لوگوں کا کام اور خاص لوگوں کو عوام کا کام مشکل ہے۔ فقر خاص اور دنیا عام ہے اگر خاصانِ خدا کو زر و مال اور تمام دنیا کی حکومت دو ہرگز قبول نہ کرینگے۔ اور عوام کو فقر و فاقہ و مراتب غوث و قطب دو کبھی اختیار نہ کرینگے۔ خدائے تعالےٰ نے اس کا فیصلہ کر رکھا ہے۔ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ (ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ دوزخ میں ہے) حالانکہ اس نے سب کو بلا کسی خصوصیت کے اپنی عبادت و معرفت حاصل کرنے کے لئے پیدا کیا تھا۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونَ (ہم نے جن و انس کو پیدا نہیں کیا مگر صرف اس لئے کہ وہ ہماری عبادت کریں) اہل عبادت مبتدی اور اہل معرفت منتہی ہیں مبتدی منتہی کے حال سے کیونکر واقف ہو سکتا ہے +

اسی طرح شریعت کی بھی دو حالتیں ہیں:۔

اوّل۔ اسلام ہے۔ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ (میں بھی تمہاری طرح انسان ہی ہوں مگر مجھے خصوصیت ہے۔ کہ خدا کی طرف سے میرے پاس وحی آتی ہے) +

دوم۔ احکام ہیں۔ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ۔ (ہمارا پیغمبر اپنے جی سے کچھ نہیں کہتا بلکہ وہ صرف ہماری وحی ہوتی ہے) +

یہی حال طریقت کا ہے کہ اوّل طریقہ طے مراتب ہے۔ جب فقیر حقیقت کو

پہنچ جاتا ہے۔ تو اُسے حضور حاصل ہوتا ہے۔ اور مقام مشاہدہ میں وہ ادب سے لب بستہ و خاموش رہتا ہے۔

معرفت کے بعد احکام شریعت ہیں اور یہ مقام الہام ہے کہ غیب سے ہاتف آواز دیتا ہے اور شریعت کے بعد مقام طریقہ انعام و فضل ہے۔ جو مقام خاص الخاص ہے اس کے بعد عشق توحید الٰہی ہے جو شخص اس مقام پر پہنچتا ہے، عارف باللہ واصل الی اللہ معارف۔ صاحب عفو ہوتا ہے۔ یہ طریقہ وحدانیت ولانہایت ہے ؎

وحدت اندر وحدت اندر وحدت است

ہر کہ بیند غیر وحدت بُت پرست

چنانچہ مَا شَغَلَكَ عَنِ اللّٰهِ فَهُوَ صَنَمُكَ (جو چیز کہ انسان کو خدا کی طرف سے ہٹاوے وہی اُس کا بُت ہے) فرمایا ہے۔

باہو ! فقر ایک دریائے عمیق ہے اور وہ زہر قاتل سے بھرا ہوا ہے۔ جو شخص اس دریا میں پہنچتا ہے۔ اُس سے ہزاروں پیالے پیتا ہے۔ اگر مر گیا، تو جانو اُس نے شہادت کا درجہ پایا۔ اور اگر زندہ رہا۔ تو مقام مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا۔ مل گیا۔ اور اپنے آپ کو خدا کو سونپا وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَى اللّٰهِ (میں نے اپنا کام خدا کو سونپا)۔

لطیفہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ شریعت ہیں۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ طریقت ہیں۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حقیقت۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ معرفت ہیں۔ اور جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام سِر ہیں۔

اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ صدق ہیں۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عدل ہیں۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ جود و کرم۔ اور جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم فقر ہیں۔

اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پانی کی طرح رقیق القلب ہیں۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آگ کی طرح

گرم و تیز مزاج ہیں۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہٗ خاک کی طرح منکسر المزاج ہیں۔ اور جناب رسول صلے اللہ علیہ وسلم بمنزلہ اربعہ عناصر کے انسان کامل ہیں۔ اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ۔ جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام انسان کامل ہیں۔ اور باقی لوگ حسب مراتب تقرب رکھتے ہیں ؎

صدیق صدق و عدل عمر و حیا عثمان بود
گوے فقر ش زپیغمبر شاہ مرداں مے ربود

فقر اس مقام پر پہنچکر دونوں جہان سے آنا و ہوجاتا ہے۔ جَزَاہُ اللّٰہُ خَیْرَ الْجَزَاءِ اسی مرتبہ کے بیان میں فرمایا گیا ہے۔ اَمْشِیْ عَلَی الْعَرْشِ بِدُوْنِ الْاَقْدَامِ (میں بے پیروں کے عرش تک پہنچتا ہوں) ؎

بے سرش سیرے کنند در لامکاں
کے تواند کرد وصفِ عاشقاں

جب فقیر فنافی اللہ واصل الے اللہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کا مراقبہ کامل ہوجاتا ہے کہ آنکھیں بند کر کے جہاں چاہے چلا جائے۔ اور جب آنکھیں کھولے اپنے آپ کو ظاہر و باطن میں وہیں دیکھے اور ہر ایک مجلس و مقام میں پہنچ سکتا ہے۔ اور اب وہ طریقۂ طریقت منتہی میں پہنچ جاتا ہے +

طریقۂ مبتدی اور طریقۂ منتہی میں یہ فرق ہے کہ طریقۂ مبتدی صرف مشاہدہ ہے اور طریقۂ منتہی اپنے آپ کو خدا کو سونپتا ہے اور مقام کبریا میں حق الیقین حاصل کرتا ہے اس مقام والا نہ خدا اور نہ خدا سے جدا۔ فقیر فنا فی اللہ خدا تعالےٰ کی حفظ و امان میں ہے۔ اور دونوں جہان میں سبکسار رہے۔ اور اہل دنیا گراں بار ہیں +

ایک نکتہ ہزار کتاب کے برابر ہے۔ بلکہ اس کی تفصیل ہزار کتابوں میں نہیں سما سکتی۔ اسی طرح اسم اللہ ایک حرف ہے۔ اور دونوں جہان اس کی تصدیق ہیں انسان تین قسم کے ہیں :۔

اول۔ اہل حجاب حیوان ناطق ہیں +

دوم۔ اہل جذب احمق و مجنون ہیں +

سوم۔ اہل محبوب مقام محمدی کو طے کئے ہوتے ہیں +

فقیر ہمنشیں اہل اللہ ہے۔ اہل علم خوشبو کی مانند ہیں اور اہل دنیا مردار کی بو کی مانند ہیں ✦

تمام عالم، تین قسم پر ہے :-

اول - فقرا کہ جنہیں خدائے تعالیٰ ذکر و فکر۔ وصال حضور۔ فنا۔ بقا۔ توحید عشق و محبت۔ ساغر مستی عطا کرتا ہے۔ اور غیر ماسوے اللہ سے جدا کر کے اپنے قرب میں جگہ دیتا ہے کہ طلب غیر مطلق نہیں رہتی طَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَکَّر ✦

دوم - اہل علم حِلم کہ خدائے تعالیٰ انہیں علم و عمل و تقوے و پرہیزگاری عطا فرما کر، اہل خرد و صاحب شعور، صاحب علم و عمل بناتا ہے۔ جس سے وہ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ کے مستحق ہو جاتے ہیں اور بذریعہ سنت نبوی کے اپنے قول و فعل کو مطابق کرتے ہیں۔ اور قدم بقدم طریقۂ محمدی پر چلکر تارک دنیا ہو جاتے ہیں ✦

سوم - اہل دنیا و زینت دنیا و طالب زر و مال کہ کفار و منافقوں کی پیروی کر کے حرص ہوس میں پڑتے اور اپنے آپ کو دنیا میں پھنساتے ہیں ✦

مگر طالبانِ خدا ان معاملات میں خوش شناسی اور منصف مزاجی سے کام لیتے ہیں ✦

فقیر کی بھی دو قسمیں ہیں۔ تارک از دنیا یا فارغ از دنیا۔ فقیر تارک دنیا یہ ہے کہ دنیا کو مال و دولت جمع کرنے کے لئے بظاہر دنیا کو چھوڑ دے۔ مگر اہل دنیا سے اخلاص کے ساتھ پیش آتا ہے۔ یہ درحقیقت تارک دنیا نہیں ہے۔ اور فارغ از دنیا یہ ہے۔ کہ دنیا اور اہل دنیا دونوں کو چھوڑ دے۔ فقیری یہ ہے کہ جو کچھ اس کی نذر ہو یہ سب خدا کی نذر کر دے، جو شخص کہ یہ صفت رکھتا ہے۔ فقیر سلطان التارکین ہے۔ جب فقیر پوری طرح دنیا سے تارک ہو جاتا ہے تو اُسے دلجمعی و خاطر جمعی حاصل ہوتی ہے۔ خواہ کسی ایک جگہ مقیم ہو یا ہمیشہ سیر و سیاحت میں رہے۔ فقیر سلطان العارفین اسی کو کہتے ہیں۔ جس شخص کو ہمیشہ خدائے تعالیٰ مدنظر ہوتا ہے۔ اُسے دنیا و مافیہا سے کچھ اچھا نہیں لگتا ✦

حضرت ابراہیم ادہم اپنے قبیلہ سے جدا ہو کر خدائے تعالیٰ سے یگانہ ہو گئے اور ابو جہل اپنے قبیلہ سے یگانہ اور خدا سے بیگانہ رہا ؎

اگر گیتی سراسر باد گیرد چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد
چراغے را کہ ایزد برفروزد ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

دنیا میں دو نوں قومیں بے نیاز ہیں۔ فقرا و سلاطین ان جیسی آزادی نہ کسی کو ہوئی نہ ہو گی۔ فقرا اس وجہ سے بے نیاز ہیں۔ کہ وہ بے نیاز کے ہمنشیں ہوتے ہیں اور سلاطین اس لئے بے نیاز ہوتے ہیں کہ وہ مال و زر کی محبت میں مست رہتے ہیں جب اہل دوزخ فریاد کرینگے۔ اہل بہشت حور و قصور میں آرام کرتے ہونگے۔ مگر فقرائے طالب دیدار ایسی جزع و فزع اور فریاد کرینگے کہ اہل بہشت اور اہل دوزخ دونوں حیران رہینگے۔ اور اُن کی فریاد حق تعالٰے کی حضوری میں پہنچیگی۔ حکم ہو گا۔ کہ میں نے تم کو بہشت میں داخل کیا ہے جس طرح اور اہل بہشت آرام میں ہیں تم بھی آرام کرو۔ اہل دیدار عرض کرینگے کہ خداوندا بہشت بھی ہمارے لئے دوزخ ہے۔ تیرے دیدار کی جدائی سے دل میں ایسی تپش ہو رہی ہے کہ اگر ہم آہ نکالیں تو تمام بہشت جلکر خاک ہو جائے۔ ہم لوگ دیدار کے مشتاق ہیں بہشت ہم پر حرام ہے۔ دیدار کا حکم ہوگا۔ حق تعالٰے فرمائیگا۔ تم نے دیدار کے لئے بہت رنج اُٹھایا ہے۔ دیدار سے شرف حاصل کرو میں دیدار سے دریغ نہ کرونگا۔ جب اہل دیدار کو دیدار حاصل ہوگا، سالہا سال مست پڑے رہینگے۔ فقرا کی مستی اُسی دیدار کی مستی سے ہے ✦

نقل۔ کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت عیسٰے علیہ الصلوٰۃ و السلام نے دنیا کو بیوہ عورت کی صورت میں دیکھا کہ وہ سر پر ایک رنگین چادر اوڑھے ہوئے ہے۔ اُس کی پیٹھ جھکی ہوئی ہے۔ ایک ہاتھ حنا سے اور ایک خون سے رنگا ہوا ہے آپ نے پوچھا کہ اے ملعون تیری پیٹھ کیوں جھکی ہوئی ہے۔ کہنے لگی میں نے اپنے پسر کو مار ڈالا ہے اس لئے میری پیٹھ جھکی ہوئی ہے۔ آپ نے پوچھا یہ رنگین چادر کیوں اوڑھی ہے کہنے لگی تو جوانوں کو اپنے اوپر فریفتہ کرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا تو نے اپنا ہاتھ خون سے کیوں رنگا ہے۔ اُس نے کہا میں نے اپنا شوہر مار ڈالا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا دوسرا ہاتھ حنا سے کیوں رنگا ہے۔ کہنے لگی ابھی دوسرا شوہر کیا ہے۔ آپ تعجب میں ہوئے کہنے لگی یا روح اللہ! اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ اگر پدر کو مار ڈالوں تو پسر مجھ پر عاشق ہو جاتا ہے اور اگر پسر کو مار ڈالوں تو پدر مجھ پر عاشق ہو جاتا ہے۔ اور ایک بھائی

کو مار ڈالوں تو دوسرا بھائی عاشق ہو جاتا ہے۔ یا رُوح اللہ اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ میں نے ہزاروں شوہر مار ڈالے ہیں اور کسی ایک پر ترس نہیں کھایا۔ مگر جو شخص کہ مرد تھا اُس نے مجھے نہیں چاہا۔ اور جس نے مجھے چاہا، وہ مرد نہ تھا جو کوئی مجھے چاہتا ہے میں اُس کو نہیں چاہتی۔ اور جو مجھے نہیں چاہتا۔ میں اس کو چاہتی ہوں +

نقل ہے کہ دنیا شیطان کا متاع ہے۔ جو شخص کہ شیطان کو چاہتا ہے۔ اُس سے شیطان کہتا ہے کہ اپنا دین و ایمان مجھ کو دے کہ دنیا میرا متاع ہے جو کوئی دنیا کو چاہے اُسے چاہیئے کہ میرے دین میں آجاوے اور صاحب معصیت ہو جاے اور دین و ایمان سے پھر جاے +

فقیر باہُو کہتا ہے کہ دنیا کا مال و زر اہل دنیا کے اعمال۔ حج۔ زکوٰۃ۔ تلاوت قرآن۔ خیرات۔ مسئلہ مسائل اور جو کچھ کہ عبادت ظاہری سے تعلق رکھتا ہو۔ اگر اس سب کو جمع کرو۔ تو فقیر صاحب نفس فاقہ و اہل عشق و محبت کی ایک سانس کے برابر بھی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ سب معرض زوال میں ہے۔ اور دم فقیر لازوال۔ وہ لوگ مزدور اور فقرا اہل حضور۔ فقر مذہب ملت محمدی ہے علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور مذہب محمدی مومن کے لئے کاشتکاری ہے۔ کاشتکار اپنے کھیت میں جو کچھ بوتا ہے فصل پر وہی کاٹتا ہے۔ اس لئے فرمایا گیا ہے۔ اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ اور اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ رافضی۔ خارجی۔ فاجر۔ فاسق۔ اہل بدعت، کو مذہب سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے +

جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام مذہب حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر تارکِ دنیا اور طالب رب جلیل رہے نہ طالب دنیائے ذلیل۔ کہتے ہیں کہ دینار و درم۔ زر و مال اور دنیا پر مہر لگا دی گئی۔ تو شیطان نے اُسے اُٹھا کر اپنے سر پر رکھ لیا۔ اور دنیا سے کہنے لگا۔ جو کوئی تجھے دوست رکھیگا وہ میرا بندہ ہے +

اے عزیز اگر مراتب باطنی حاصل کرنا اور خدائے تعالےٰ تک پہنچنا چاہتا ہے تو زر و مال اور درم و دینار کو جو کوہ قاف سے بھی زیادہ فزوں ہے۔ سر سے اُتار ڈال اور اس دنیا کی حرص کا طوق گردن سے نکال ڈال اور شیطان کے زمرے سے باہر آ

فقیر کو چاہیئے کہ فقر و فاقہ پر جو فخر محمدی ہے ثابت قدم رہے۔ جو کوئی دنیا کو اس طرح تلاش کرے۔ جس طرح کتا ہڈی کو تلاش کرتا ہے اُسے بندہ نہ کہنا چاہیئے۔ بلکہ وہ سگ ہے کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَّ طَالِبُھَا کِلَابٌ (دنیا ناپاک ہے اور اُس کے طالب کُتے ہیں) اور جیفہ اس مردار و بدبودار شئے کو کہتے ہیں کہ اُسے نیچ قوم کے لوگ بھی نہ کھا سکیں۔ بلکہ کُتے کوّے ہی اُسے کھا سکتے ہیں۔ جو شخص کہ فقر میں قدم رکھے اور مدتوں سے دنیا کا تارک بھی ہو گیا ہو۔ مگر اس کے دل میں ابھی یہ خیال ہو کہ ہاں دنیا خوب ہے۔ معلوم ہوا کہ ابھی دنیا کی محبت اُس کے دل سے نہیں گئی +

نقل ہے کہ ایک صحابی کی تنگ دستی کا یہ حال تھا کہ وہ اپنے گھر میں صرف ایک چادر رکھتے تھے۔ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب اطلاع ہوئی۔ تو اُن سے آپ نے فرمایا کہ تم چار سَو درم لیجاؤ اور خرچ کرو۔ ان حضرت نے اپنی بی بی صاحبہ سے ذکر کیا۔ اُن کی بی بی صاحبہ کہنے لگیں کہ دنیا دشمن سے بھی زیادہ بدتر ہے اور دشمن کو گھر میں نہیں لانا چاہیئے۔ صحابی بولے اگر میں درم نہ لاؤں۔ تو رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہوگی۔ بی بی صاحبہ بولیں اس نیت سے دوگانہ نماز ادا کرو کہ خدائے تعالےٰ دنیا سے اُٹھا لے۔ تاکہ اس کی نوبت ہی نہ آئے۔ اُن اصحابی نے ایسا ہی کیا۔ اور اُن کی بی بی صاحبہ نے دُعا مانگی۔ اور دونوں جاں بحق تسلیم ہوے۔ مگر اس زمانہ میں دیکھنا چاہیئے کہ دنیا کے لئے نماز دوگانہ پڑھا کرتے ہیں ع

بہ بیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

طالب مولےٰ کو راہ حق میں کچھ طمع نہ چاہیئے۔ جب سے جہان پیدا ہوا ہے ابلیس منتظر رہتا ہے کہ اُسے طمع کی آواز سُنائی دے۔ جب اس کے کان میں طمع کی آواز پڑتی ہے تو وہ نہایت خوش ہو کر خوشی کی نوبت بجاتا ہے +

نقل ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنی دختر کا نکاح کسی درویش کے ساتھ کر دیا۔ بادشاہ کی دختر درویش کے گھر میں آئی۔ اور اُس نے اپنے پیر سے موزے بھی نہیں اُتارے تھے کہ درویش نے جَو کی روٹی لا کر بادشاہ کی دختر کے سامنے

رکھ دی۔ دختر نے پوچھا یہ کیسی روٹی ہے۔ درویش نے کہا کہ شب کو مجھے دو روٹیاں ہم پہنچی تھیں۔ جس میں سے مَیں نے ایک کھالی اور دوسری رکھ چھوڑی۔ جسے تمہارے سامنے لایا ہوں۔ وہ دختر یہ حال دیکھ کر رونے لگی۔ درویش نے کہا شاید تم اس وجہ سے روتی ہو کہ جَو کی روٹی تمہارے سامنے لا کر رکھدی یا نہیں یہ خیال ہوا ہوگا کہ مَیں ایسے فقیر کے گھر میں آئی جسے جَو کی روٹی کے سوا اور میسر ہی نہیں دختر نے کہا کہ نہیں بلکہ مَیں اس وجہ سے روتی ہوں کہ تو درویش نہیں ہے۔ تو نے گُتھے کے برابر بھی توکل کر کے خدا پر بھروسا نہ کیا اور صبح کے لئے روٹی رکھ چھوڑی۔ مَیں تجھ پر حرام ہوں۔ دختر نے بادشاہ سے کہا کہ یہ درویش نہیں تھا۔ بلکہ دنیا کی حرص کے سبب سے درویشی اختیار کی۔ یہ مال کی طمع کر کے اسے جمع کرتا ہے اور خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتا۔ جن کا دل کہ خدائے تعالےٰ کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اہل ابلیس ہیں۔ اس لئے کہا گیا ہے۔ اَلْبَخِيْلُ عَدُوُّ اللّٰهِ (بخیل اللہ کا دشمن ہے) *

قیامت کے روز تمام اہل دنیا منکر ہو جائینگے اور کہنے لگینگے۔ خداوندا جو کوئی فقیر ہمارے نزدیک آتا تھا۔ تیری راہ میں ہم مال صرف کرتے تھے۔ جس کسی کہ درویشوں کو خدائے تعالےٰ کچھ دلانا چاہتا ہے تو سائل کے دل میں القا کرتا ہے کہ فلاں شخص کے پاس جا۔ وہ ہمارا خزانچی ہے، اور وہ دے بھی دیتا ہے۔ وہ گویا خدا کو دیتا ہے۔ اور فقرا کو بھی خدائے تعالےٰ نے ہی دلاتا ہے۔ اگر کوئی کہے فلاں نے مجھ کو دیا، یا فلاں شخص کو مَیں نے دیا۔ تو یہ کہنا ناجائز ہے۔ خدائے تعالےٰ ہی سب کو دیتا اور سب کو دلاتا ہے *

سلطان بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کفن چور سے مردوں کا حال دریافت کیا اُس نے کہا یا سلطان! مَیں نے ایک ہزار قبریں کھولیں اور ان کے مردوں کے کفن نکالے۔ مگر ان سب میں دو شخصوں کے سوا کسی کا مُنہ قبلے کی جانب نہ دیکھا آپ نے کہا تو سچ کہتا ہے۔ وہ سب اہل دنیا ہونگے۔ جو شخص کہ دنیا کو دوست رکھے اُس کا مُنہ قبلے کی طرف کبھی نہیں ہو سکتا۔ دنیا ہی اُس کا قبلہ ہے ؎

ترکُ الدنیا رأسُ کلِّ عبادۃ
حُبُّ الدنیا رأسُ کلِّ خطیئۃ

(دنیا سے مُنہ موڑنا تمام عبادت کی جڑ ہے اور اُسے اختیار کرنا تمام گناہوں کی جڑ ہے) ٭
فقیر کی چار قسمیں ہیں (۱) صاحب وطن (۲) صاحب باطن۔ جس کا دل اول آخر ایک ہوتا ہے (۳) صاحب معنےٰ (۴) صاحب بطن ٭
اور چار قسمیں اور ہیں (۱) صاحب حیرت (۲) صاحب جرم وگریہ (۳) صاحب عشق (۴) صاحب شوق وقلب وذکر وفکر ووحدت ووجد ٭

باب دہم

ذکر فنا فی اللہ بقا باللہ و ذکر فقر و اولیاء اللہ وترک دنیا وماسوےٰ

ذکر اور علم دونوں اہل حضور کے لئے بے ادبی ہے۔ اور حضور بھی وحدانیت کی جدائی ہے۔ تاوقتیکہ وحدت اور توحید میں غرق نہ ہو جائے۔ اور وحدت میں غرق نہیں ہو سکتا۔ تاوقتیکہ ماسوے اللہ سے بیزار اور محبت میں فنا ہو کر علم اور ذکر کو فروگذاشت نہ کرے۔ لَذَّتُ الْاَفْکَارِ خَیْرٌ مِّنْ لَذَّتِ الْاَذْکَارِ (لذت فکر لذت ذکر سے بہتر ہے) اور اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرُ۔ بعض سالک یا طالب یا مرشد محض وہم کے طور پر اپنے آپ کو مقام حضور میں جانتا ہے۔ مگر درحقیقت وہ حضوری خدائے تعالےٰ سے دور اور بے خبر ہوتا ہے۔ جس طرح کولھو کا بیل کہ اُس کی آنکھیں تو بندھی ہوتی ہیں۔ مگر پھرتے پھرتے وہ خیال کرتا ہے کہ مَیں نے بہت بڑی منزل طے کی ہوگی۔ مگر جب اس کی آنکھیں کھلتی ہیں تو جان لیتا ہے کہ وہیں اردگرد پھرتا رہا ہے ؎

باھُو براں گوید حضورش حق زدورش
حضورش آنکہ از خود خویش دورش

فقر میں تین حرف ہیں ف، ق، ر، (ف) سے فنا فی النفس اور (ق) سے قرب قہر اور (ر) سے روحانیت مراد ہے۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا۔ اگر بارہ ہزار صاحب دعوت و ورد و وظائف وتسبیح خواں ایک جگہ مجتمع ہو جاویں۔ تب بھی ذاکر کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ اسی طرح بارہ ہزار ذاکر صاحب الہام

کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ اور بارہ ہزار صاحبِ الہام وحضور کا مقابلہ صاحبِ مراقبہ واستغراق سے نہیں ہوسکتا۔ اور بارہ ہزار صاحب مراقبہ ایک صاحب فقر فنا فی اللہ کے برابر نہیں ہوسکتے۔ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ۔ اور بارہ ہزار دفعہ ذکر لسانی کرنے سے ایک دفعہ ذکر قلبی بہتر ہے کہ قلب بھی اللہ کہے۔ اور اسی طرح ذکر قلبی سے ذکر روحی ہزار درجہ بہتر ہے۔ اور ذکر روحی سے ذکر سرّی ہزار درجہ بہتر ہے۔ اور اب ذکر سرّی پر فقر تمام ہوجاتا ہے۔ کہ اس کا گناہ اور عبادت، خواب اور بیداری، اور مستی، اور ہوشیاری برابر ہوجاتی ہے۔ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ۔ فقر حضوری کا یہ نشان ہے کہ اس مقام پر نہ ہوشیاری رہتی ہے نہ مستی نہ درد نہ رنج نہ ذکر و نہ فکر مقام حضور پر سرّ ھُو ہویدا ہوتا ہے۔ دیکھو جس جگہ بادشاہ ہوتا ہے وہاں پر کوئی شور و غل نہیں ہوسکتا کیونکہ شور و غل اُسے ناپسند ہوتا ہے اسی طرح مقام ابدی میں شور غل نہ ذکر و فکر نہ نام ناموس پس فقیر کو چاہیئے کہ اگر کلام کرے تو ذکر اللہ کیا کرے یا خدا و رسول کا ذکر کرے یا اولیا اللہ یا اہل اللہ کا ذکر کرے ورنہ خاموش رہے اگر کوئی فقیر کی گردن اُڑا دے تو منظور کرے۔ مگر اہل دنیا کے در پر دنیاوی غرض سے جانا منظور نہ کرے۔ اگر لوجہ اللہ ان کے در پر جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ جو فقیر کہ دنیاوی غرض سے امرا و سلاطین کے دروازے پر جاتا ہے اُس کا یہ گناہ اس سے بجز اس کے ساقط نہیں ہوسکتا کہ اُسے گدھے پر سوار کراکے شہر میں محلہ محلہ کوچہ بکوچہ گشت کرا کر اعلان کریں کہ یہ فقیر خدائے تعالیٰ سے ناامید ہوکر زر و سیم کیلئے اہل دنیا کے دروازوں پر پریشان پھرا۔ فقیر کو چاہیئے کہ خدائے تعالیٰ کے ساتھ اخلاص رکھے دنیا اور اہل دنیا کے ساتھ اخلاص نہ رکھے۔ ورنہ محض اسباب دنیا پر نظر پڑنے سے معرفت اور یقین اس سے سلب ہوجائیگا۔ اور اس کی فقیری باطل اور استدراج ہوجائیگی نعوذ باللہ منہ ✦

دنیا کی مثال دریا کی ہے اور اہل دنیا کی مثال مچھلی کی ہے۔ اور اہل علم کی مثال مرغابی کی ہے کہ ہمیشہ پانی میں ہی رہتی ہے۔ اور کتنا ہی پانی ہو۔ مگر وہ اس سے تر اور سیراب نہیں ہوتی۔ اور فقیر کی مثال بگلہ کی ہے کہ وہ دریا کے کنارے رہتا ہے۔ اور اپنی خوراک دریا میں سے نکال لاتا ہے۔ مگر دریا میں نہیں گھستا۔ اور نہ اس میں غرق ہوتا ہے ✦

کہتے ہیں کہ ایک وزیر نے وزارت چھوڑ کر فقیری اختیار کی اور خلوص و اخلاص سے فقرا کے گروہ میں داخل ہوگیا۔ ایک روز بادشاہ وقت اس کے نزدیک سے گذرا۔ تو اُس نے وزیر سے پوچھا کہ تو نے وزارت چھوڑ کر فقیری اختیار کی تجھے کیا حاصل ہوا۔ جواب دیا مجھے پانچ چیزیں حاصل ہوئیں:

اول یہ کہ جب تو بیٹھا رہتا تھا۔ میں تیرے رُو برُو دست بستہ کھڑا رہتا تھا۔ اور کبھی تو نے مجھ سے نہ کہا کہ تو بیٹھ جا۔ اور اب میں خدائے تعالیٰ کے رُو برُو چار رکعتوں میں دست بستہ کھڑا ہوتا ہوں جن میں وہ مجھے دو دفعہ بیٹھنے کا حکم دیتا ہے۔

دوم یہ کہ جب تو سوجاتا تھا تو میں تیری پاسبانی کرتا تھا۔ اور اب میں سوتا ہوں خدائے تعالیٰ میری پاسبانی کرتا ہے۔

سوم یہ کہ تو کھانا کھاتا تھا اور مجھے نہیں کھلاتا تھا۔ اور اب خدائے تعالیٰ مجھے کھلاتا ہے۔ اور خود نہیں کھاتا۔ اور ہر روز مجھے بے حساب روزی دیتا ہے۔

چہارم یہ کہ اگر تو مرجاتا تو لوگ مجھ سے حساب لیتے اور معاملات کی تحقیق کرتے۔ اور خدائے تعالیٰ حی قیوم ہے اس لئے مجھے کسی غیر کا خوف نہیں۔

پنجم یہ کہ مجھے تیرے غیظ و غضب اور عتاب کا ہمیشہ خوف رہتا تھا۔ اور خدائے تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان اور اُن کے خطا و قصور معاف کردینے والا ہے۔

حکایت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے اور شب کو نماز میں مشغول رہتے۔ ایک روز آپ کو نماز میں خطرات پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنے دوستوں سے فرمایا تلاش کرو آج ہمارے گھر میں دنیا آئی ہے۔ خادموں نے عرض کی یا حضرت بارہ سال گذرتے ہیں کہ ہم نے درم و دینار کی صورت نہیں دیکھی۔ اور نہ طعام کی لذتوں سے ہم نے اپنا شکم سیر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میری نماز میں خطرات پیدا ہونا دنیا وی علت سے خالی نہیں ہے۔ خادموں نے جب مکان میں جھاڑو دی۔ تو آپ کے پلنگ کے پائینتی ایک خرما نکلا۔ خدام نے وہ خرما آپ کے پاس لاکر پیش کیا۔ آپ فرمانے لگے جس شخص کے گھر میں اس قدر بھی متاع ہے وہ بھی تاجر کا گھر ہے۔

فقیر باھو کہتا ہے کہ فقیر چار قسم ہوتے ہیں:۔

اوّل وہ کہ ظاہر پریشان اور باطن آراستہ، جیسے حضرت خضر علیہ السلام ٭
دوم۔ ظاہر آراستہ اور باطن پریشان، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام ٭
سوم۔ ظاہر و باطن آراستہ، جیسے کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام ٭
چہارم۔ ظاہر و باطن پریشان، جیسا کہ بلعم باعور ٭
پس فقیر کو چاہیئے کہ اگر نفس دنیا کی طلب کرے تو اُس سے کہدے کہ جا، اہل دنیا کے دروازوں پر جاکر ٹھوکریں کھا، دربدر پھر، ہرکس و ناکس سے سوال کر، ذلتیں اُٹھا۔ جب کہ تو خدائے تعالےٰ سے نا اُمید ہوگیا ہے تو تیری یہی سزا ہے۔ ورنہ اہل دنیا کے پاس نہ جا، اُن سے سوال نہ کر۔ اور اگر فقیر کے پاس اہل دنیا زیارت کے لئے آئیں تو اُنہیں اپنے پاس نہ آنے دے۔ اور اگر آئیں تو اُن سے کہے کہ تم اہل دنیا ہو اپنے وجود کو پہلے کثافت سے پاک کرلو۔ اور محبت دنیا دل سے نکال ڈالو تو میرے نزدیک آؤ۔ اگر طالب صادق ہوگا۔ فقیر کے کہنے پر عمل کریگا۔ اور فقیر کے پاس آکر فقیر تارک بنجائیگا۔ ورنہ اہل دنیا کو دیکھنے سے فقیر کے دل میں خطرات بد پیدا ہوتے ہیں جو راہ فقر کے رہزن ہیں۔ نعوذ باللہ منہ ٭

نقل ہے کہ ایک درویش نے خلوت اختیار کی اور ایک خرما اپنے پاس رکھ لیا۔ جب اُنہیں بھوک کا غلبہ ہوتا اور فقر و فاقہ سے تنگ آتے تو اُس خرما کو دیگچہ میں ڈالکر جوش دیتے اور اہل مجلس کو ایک ایک پیالہ پلا دیتے۔ اس کے پینے سے سب سیر ہوجاتے۔ پچاس سال تک وہ اسی طرح بسر کرتے رہے۔ اس کے بعد خرما صرف ہوچکا اور درویش جاں بحق تسلیم ہوئے۔ مگر کسی سے سوال نہ کیا ٭

جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ طالب اللہ کو چاہیئے کہ تین چیزوں کا اخلاص و محبت سے کام نہ لے۔ **اوّل** دنیا کا۔ **دوم** اہل دنیا کا۔ **سوم** نفس کا۔ کہ اُس کی خواہش پوری کرنے میں التفات نہ کرے ؎

فقر دانی چیست دایم در لاہوت
فقر را بہتر بود ہر دم سکوت

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (اے پروردگار ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں) ٭

امام باہلی نے روایت نقل کی ہے۔ کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میری اُمت پر ایسا زمانہ بھی آئیگا کہ بعض لوگ دن کو مسلمان ہونگے مگر شب کو کافر ہو جائینگے۔ یا شب کو اپنے بستروں پر مسلمان سوئینگے اور صبح کو کافر ہو کر اُٹھینگے۔ اس لئے کہ اُن کی زبان پر ناگفتنی باتیں جاری رہینگی۔ جو کفر پر پہنچا دینگی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اُس زمانہ میں وہ لوگ سلامتی سے رہینگے۔ جو کہ علمائے عامل کی مجلسوں میں بیٹھ کر کلام الٰہی و ذکر اللہ سنینگے۔ اور اس پر عمل کرینگے۔ یہ لوگ کفر و شرک اور بداعتقادی سے محفوظ رہینگے۔

چنانچہ دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا ہے۔ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْرِ (دنیا میں اپنے قیام کو ایک غریب مسافر کی طرح سے جانو اور کہ کل تم قبر میں پڑے ہو گے) اور اسی طرح عَيْشُ الدُّنْيَا فَخْرُ الْكُفَّارِ (دنیا کا آرام کفار کا فخر ہے۔ اور اَلدُّنْيَا سَوَادُ الْقَلْبِ (دنیا سے دل سیاہ ہو جاتا ہے) اور اَلْعِشْقُ نَارٌ يُحْرِقُ مَا سِوَى الْمَحْبُوْبِ (عشق کی آگ محبوب کے سوا کسی کی یاد کو دل میں نہیں رہنے دیتی) وغیرہ آیا ہے ؎

شکر للہ شہید عاشق شد نمرد

جانِ خود را فنا فی اللہ برد

ایک حدیث میں آپ نے فرمایا ہے اَقْرَبُكُمْ مِنِّيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَطْوَلُكُمْ جُوْعًا وَتَفَكُّرًا (قیامت کے روز مجھ سے زیادہ قریب وہی ہوگا جو تم میں سب سے زیادہ فقر و فاقے اور ذکر و فکر میں رہیگا) اسی طرح اَلْجُوْعُ مُخُّ الْعِبَادَةِ (بھوک عبادت کی مغز ہے) آیا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ ریاضت اور گرسنگی شرع شریف کے موافق ہو نہ یہ کہ خلاف شرع ریاضت و مشقت اُٹھا کر کفر اور بدعت و استدراج میں پڑ جائے۔ اگر کوئی خلاف شرع طریقہ سے زمین و آسمان اور چودہ طبق طے کرے۔ تو بھی گمراہی اور ضلالت میں پڑا ہوا ہے۔ نعوذ باللہ منہ ؂

حکایت کوئی بزرگ ایک دن حق تعالےٰ سے زیادہ مشغول تھے اُن کے قریب سے مسلمانوں کی ایک جماعت گذری۔ اُنہوں نے ان سے پوچھا۔ صاحبان کہاں جاتے ہو۔ کہا ہم لوگ جہاد میں جا رہے ہیں۔ بزرگ کے نفس نے کہا

مَیں بھی اُن کے ساتھ جہاد میں جاؤں اور غازی بنوں۔ بزرگ نے نفس سے کہا۔ مَیں تجھے خوب جانتا ہوں تو مجھے دھوکھا دینا چاہتا ہے۔ راستے کی محنت و مشقت سے تجھے کھانے کو خوب ملیگا۔ اور تو زیادہ عبادت کرنے سے بھی بچ جائیگا۔ اور خوب آرام سے شب کو سویا کریگا۔ نفس نے کہا یہ کوئی نقصان کی بات نہیں ہے مَیں غازی بنوں۔ بزرگ نے کہا تو دین کا دشمن ہے، تجھے غازی بننے سے کیا سروکار سچ کہہ اس سے تیرا کیا مطلب ہے۔ نفس نے کہا میرا مطلب یہ ہے کہ شب و روز فقر و فاقہ کی محنت اُٹھاتا ہوں۔ عشق و محبت اور ذکر و فکر کی تلوار سے دم بدم ساعت بساعت مارا جاتا ہوں، بہتر ہے ایک دفعہ کفار کے مقابلہ میں شہید ہو کر ہمیشہ کے عذاب سے نجات پاؤں +

فقیر باھو کہتا ہے کہ ذرہ برابر محبت بھی حج۔ زکوٰۃ۔ روزہ۔ نماز۔ جہاد اور تمام عبادات سے بہتر ہے۔ مگر اس محبت میں نیک نیتی۔ اخلاص۔ صدق۔ ثابت قدمی۔ راسخ الاعتقادی وغیرہ شرط ہے کہ جس سے فقیر اپنے آپ کو عشق و محبت کے ذریعہ سے کمال پر پہنچائے۔ اور اپنے سینے کو انوار تجلیات سے پُرنور کرے۔ کیونکہ صاحب عشق و محبت کے دل ہزاروں اسرار سے روشن ہوتے ہیں +

ایک بزرگ نے کسی بزرگ کے پاس کچھ روپے روانہ کئے۔ ان بزرگ نے کہا کہ جس چیز کو خدائے تعالےٰ ناپسند رکھتا ہو، دوستوں کے پاس بھیجنا اس کے کیا معنی! ایسی شئے کو جسے خدائے تعالےٰ دوست نہیں رکھتا۔ تم نے ایسی شئے کو میرے نزدیک کیوں بھیجا، یہ کیا دوستی ہے؟ اس کے طالب تو بہت ملینگے۔ ان کو دیدو +

پس فقیر کو چاہیئے کہ دنیا اور اہل دنیا کی طرف بالکل التفات نہ کرے۔ کیونکہ اس کے دیکھنے سے دل سیاہ ہوتا ہے +

حکایت۔ ایک بزرگ صاحب عزلت معتکف تھے کہ بادشاہ وقت اُن کی زیارت کے لئے آیا۔ اور بہت سا زر و مال اُن کی نذر کیا۔ درویش نے کہا۔ اے دشمن خدا، یہ کیا کینہ و نفاق کا موقع تھا۔ جو تم نے میرے ساتھ کیا۔ یہ زر و مال میرے

سامنے سے اُٹھالو۔ اس کے طالب تمہیں اور بہت ملینگے۔ جو شخص خدا پر بھروسہ رکھتا ہے۔ وہ دنیا کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہوتا۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ (اے پیغمبر لوگوں سے کہدو کہ دنیا کی متاع چند روزہ ہے) +

یہ فقیر باھو کہتا ہے کہ طالب دنیا دو علت سے خالی نہیں۔ یا منافق یا کافر یا ریاکار رہوگا۔ دنیا شیطان ہے اور طالبان دنیا شیاطین۔ دنیا فتنہ ہے اور طالبان دنیا فتنہ انگیز۔ دنیا نفاق ہے اور طالبانِ دنیا منافق۔ دنیا حیض و نفاس ہے اور طالبان دنیا حائض اور نفساء۔ دنیا کذب ہے اور طالبانِ دنیا کذاب۔ دنیا شرک ہے اور اُس کے طالب مشرک۔ دنیا لعنت اور اُس کے طالب ملعون۔ دنیا خبث ہے اور اُس کے طالب خبیث۔ دنیا کو وہی دوست رکھتا ہے جو بیدین اور بےعقل ہوتا ہے۔ دنیا جہل ہے اور اُس کے طالب جاہل۔ دنیا ایک فاحشہ ہے اور اہل دنیا اُس کے بیحیا شوہر کہ اُس کو ظاہر و باطن میں دوسرے کے پاس آراستہ دیکھتے ہیں مگر حیا نہیں کرتے +

پس فقیر اُس کو کہتے ہیں کہ مرد مذکر ہو نہ مخنث و دیوس۔ تمام عالم دنیا کے تابع اور اُس کا غلام ہے۔ مگر اہل اللہ پر وہ مطلق حرام ہے۔ جس کا دل حب دنیا سے خالی ہوگا۔ محبت الٰہی سے پُرنور رہوگا۔ درویش صاحب شعور اور فقیر صاحب حضور کا یہ نشان ہے کہ اپنے دل میں دنیا کی محبت نہ رکھے۔ جو شخص کہ ہوا و شہوات نفسانی کو چھوڑ دے۔ صاحب شوق ہے۔ اور جو دنیا اور زر و مال کو چھوڑ دے۔ صاحب ذوق ہے۔ اور جو ماسوے اللہ کو چھوڑ دیتا ہے۔ صاحب اشتیاق ہے جو شخص کہ ان تمام بلاؤں سے نکل جاتا ہے عشق حق میں مبتلا ہوتا ہے ؎

چیست دنیا، دانی پُر درد و بلا
میکند از ذکر و فکر حق جدا

دنیا کیا ہے، دوئی کا نام ہے۔ جو شخص کہ دوئی اختیار کرتا ہے شیطان کے زمرے میں اپنے آپ کو داخل کرتا ہے۔ جو شخص کہ خدائے تعالےٰ کو اپنا دوست بناتا ہے شیطان اُس سے دشمنی کرتا ہے۔ اور جو شیطان اور دنیا کو اپنا دوست بناتا ہے، خدائے تعالےٰ سے وہ دشمنی کرتا ہے۔ پس معلوم ہوا جو شخص کہ خواہ عالم ہو

یا جاہل دنیا سے رغبت رکھتا ہے۔ خدائے تعالےٰ کی محبت میں وہ جھوٹا ہے۔ اگر کسی کے پاس مرنے کے بعد ایک پیسہ بھی نکلے، تو بھی جاننا چاہئیے۔ کہ وہ خدائے تعالےٰ کی محبت میں جھوٹا تھا۔ قیامت کے روز اسی پیسے کو گرم کر کے اُس کی پیشانی پر داغ دینگے۔ تاکہ سب کو معلوم رہے۔ کہ یہ شخص اہل دنیا میں سے ہے، جو روپے پیسے کو دوست رکھتا ہے۔ وہ خدائے تعالےٰ کو عزیز نہیں رکھتا۔ نعوذ باللہ منہ۔ فقیر کو چاہئیے کہ ہرگز دنیا کی طرف توجہ نہ کرے۔ اور اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَلَنَا صَوْمٌ (دنیا کوئی دن ہے اور ہمارے لئے روزہ ہے) پر نظر رکھے ؎

واصلاں را بس بود نام خدا
روز و شب با عشق وحدت کبریا

رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جو کچھ دشمنی اور عداوت کی دنیا نے کی۔ اگر ابوجہل مفلس و فقیر ہوتا، آپ کے تابع ہو جاتا۔ اسی طرح سے اگر یزید بھی مفلس و فقیر ہوتا تو حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید نہ ہوتے، بلکہ وہ خود ان کا تابع ہو جاتا۔ کیونکہ وہ سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے جگر گوشہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے صاحب زادے اور جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نواسے تھے۔ پس ابوجہل اور یزید اہل دنیا تھے۔ نہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمۃ۔ اور دنیا ہی اصحاب اور اماموں کی قتل ہوئی۔ دنیا میں کوئی بزرگی اور شرافت نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ قہر الٰہی اور اس کا طالب دشمن خدا ہے۔ دنیا بدعت اور کفر و الحاد اور دعوٰئے خدائی ہے۔ ابوجہل اور یزید کے زر و سیم، خدم و حشم، گھوڑے، اونٹ، لشکر، خزانہ اور تمام دنیاوی لوازم سب کچھ موجود تھے۔ اور جناب سرور کائنات اور آپ کے اصحاب کے پاس بجائے دنیاوی لوازم کے فقر و فاقہ۔ صبر و شکر۔ ذکر و فکر۔ ذوق و شوق۔ عشق و محبت۔ نماز روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ اور دیگر عبادات الٰہی تھی۔ ابوجہل اور یزید کے پاس نقارہ۔ نوبت وغیرہ تھے۔ اور جناب سرور کائنات اور آپ کے اصحاب کے پاس نعرۂ ذکر اللہ اور اذان کی نوبت تھی۔ اور تمام ہفت اقلیم کی نوبت اور سلطنت فانی اور باطل ہے۔ اور دین محمدی کی سلطنت اور بادشاہی تا قیامت باقی ہے۔ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ فَتْحٌ قَرِیْبٌ۔ اللہ بس ماسوے اللہ ہوس +

جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک چار قسم کا لشکر تھا +

اوّل ۔ آپ کے اصحاب ۔ دوم ۔ ملائکہ ارواح ۔ سوم ۔ آپ کو قوت باطنیہ مثلاً آپ کا خلق اور علم وحلم ۔ اس وقت جس کسی کو دین عزیز تھا ۔ اسے ابوجہل کتنا ہی زر و مال دیتا ۔ مگر وہ دین حق کے سوا کچھ نہ قبول کرتا ۔ اور اپنی جان راہِ خدا اور آپ کی حمایت میں تصدق کرتا ۔ مگر منافقین اس نعمت سے محروم رہتے ۔ مُذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِکَ لَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ (دونوں کے بیچ ادھر میں لٹکے ہوئے ہیں نہ ان کی طرف نہ ان کی طرف) +

جب جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لیجانے لگے ، تو آپ کے اصحاب نے جان و مال سے آپ کا ساتھ دیا ۔ اور اپنے زر و مال سے کچھ دریغ نہ کیا ۔ آپ کا ساتھ دینے میں نہ انہیں عزو اقارب کی کچھ محبت اور نہ اپنی زمین و جائداد کی کچھ الفت رہی ۔ وہ سب کو چھوڑ چھاڑ کر آپ کے ہمراہ چلے گئے ۔ اس وقت جو کوئی آپ سے جدا ہوتا یا مخالفت کرتا تھا ۔ وہ محض دنیا کی وجہ سے مخالفت کرتا تھا ۔ چنانچہ پروردگار عالم نے تمام لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے ۔ مِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ (تم میں سے بعض ایسے ہیں جو دنیا چاہتے ہیں اور بعض دین چاہتے ہیں) اور دوسری جگہ فرمایا ہے وَاَمَّا مَنْ طَغٰی وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاْوٰی ۔ (جو شخص کہ سرکشی کر کے دنیا کو آخرت پر ترجیح دے تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہے) +

جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ۔ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّلَدِہٖ وَوَالِدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (تم میں سے کسی کا ایمان کامل نہ ہوگا تاوقتیکہ میں اس کے نزدیک ، اس کی اولاد ، اس کے ماں باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں) +

اہل دین اسے کہتے ہیں کہ مال و زر کے پیچھے اپنے دین کو فروخت نہ کرے اگر کوئی دنیا و ما فیہا کی بادشاہی اور سلطنت دے تو بھی اس کی طرف رُخ نہ کرے ۔ کیونکہ

دین محمدی صلے اللہ علیہ وسلم دونوں جہان سے فائق و برتر ہے۔ اور دونوں جہان اس کی تصدیق۔ بلکہ دونوں جہان کلمہ طیبہ کے بھی برابر نہیں ہو سکتے۔ کلمہ طیبہ دونوں جہان سے بالاتر ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ زمین و آسمان عرش و کرسی۔ لوح محفوظ اور ماہ سے ماہی تک تمام ذکر الٰہی میں رہتے ہیں ؎

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بر دل مومن نوشت
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ شد لسان اہل بہشت

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان دو ہزار اور بائیس سال کا فاصلہ تھا۔ اور نوح علیہ السلام سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک ایک ہزار سال کا فاصلہ تھا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پانچ سو ستر سال کا عرصہ ہوا۔ اور داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت موسٰے علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تک ایکہزار پانچ سو تاسی سال کا۔ اور حضرت موسٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت عیسٰے علے نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تک ایک سو برس کا۔ اور حضرت عیسٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تک چھ سو برس کا عرصہ ہوا۔ جملہ پانچہزار نو سو ناسی سال ہوئے تھے کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تولد ہوا۔ صلے اللہ تعالےٰ علیہ و علےٰ آلہ واصحابہ اجمعین +

اب آپ پر رسالت ختم ہو گئی۔ اور ولایت تا ابدالآباد باقی رہیگی۔ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:۔

اَبْدَالُ اُمَّتِیْ اَرْبَعُوْنَ اِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ بِالشَّامِ وَثَمَانِیَۃَ عَشَرَ بِالْعِرَاقِ مَا مَاتَ وَاحِدٌ مِّنْھُمْ اِلَّا اَبْدَالَ اللّٰہِ مَکَانَہٗ اٰخَرَ (یعنی میری امت میں ہمیشہ چالیس ابدال رہا کرینگے۔ بائیس ملک شام میں اور اٹھارہ عراق میں ان میں سے جب کوئی مرجایا کریگا تو خدائے تعالےٰ اُس کی جگہ پر دوسرے شخص کو قائم کر دیگا +

اسی طرح عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنجناب نے فرمایا ہے کہ زمین میں تین سو آدمی ہونگے کہ اُن کے دل حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے ہونگے اور چالیس آدمی ایسے ہونگے کہ اُن کے دل حضرت موسٰے علیہ السلام جیسے ہونگے

اور سات شخص ایسے ہونگے جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے ہونگے۔ اور پانچ شخص ایسے ہونگے کہ جن کے دل حضرت جبرائیل علیہ السلام جیسے ہونگے۔ اور تین شخصوں کے حضرت میکائیل علیہ السلام جیسے اور ایک شخص کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام جیسا ہوگا۔ جب یہ ایک فوت ہو جائیگا تو ان تین میں سے ایک اس کی جگہ پر آجائیگا۔ اور جب ان تین میں سے ایک فوت ہوگا۔ تو پانچ میں سے ایک اس کی جگہ پر آجائیگا۔ اور جب ان پانچ میں سے ایک فوت ہو جائیگا۔ تو ان سات میں سے ایک اس کی جگہ پر آجائیگا۔ اسی طرح جب سات میں سے کوئی مریگا۔ تو چالیس میں سے ایک اس کی جگہ آئیگا۔ اور جب چالیس میں سے کوئی فوت ہو جائیگا۔ تو تین سو میں سے ایک اس کا جانشین ہوگا۔ اسی طرح تین سو میں سے جب کوئی کم ہوگا۔ تو عام مسلمانوں میں سے جسے خدائے تعالےٰ چاہے اس کا کوئی قائم مقام کریگا۔ اور ان تین سو میں سے کبھی کمی نہ ہوگی کہ خدائے تعالےٰ اسے پورا کر دیگا۔ اور قیامت تک ان کی تعداد اسی طرح پوری ہوتی رہیگی۔ خدائے تعالےٰ ان کی وجہ سے بہت سی مصیبتوں اور بلاؤں کو دُور کریگا +

تفسیر اسرار الفاتحہ میں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا۔ کہ اے محمدؐ میں نے تمہارے باپ آدم سے پہلے بھی آدم پیدا کیا تھا جس کی عمر ایک ہزار سال کی تھی۔ اس کے بعد پندرہ ہزار آدم اور پیدا کئے۔ جن میں سے ہر ایک کو میں نے دس دس ہزار سال کی عمر دی تھی۔ ان کے بعد میں نے تمہارے باپ آدم کو پیدا کیا +

نقل ہے کہ ایک روز حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ اور شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمۃ ایک جگہ جمع تھے اور صدق کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ لَيْسَ بِصَادِقٍ فِي دَعْوٰهُ مَنْ لَّمْ يَصْبِرْ عَلٰى ضَرْبِ مَوْلَاهُ (یعنی جو شخص کہ اپنے مولا کے زخم پر صبر نہ کر سکے وہ شخص اپنے دعوے میں صادق نہیں) +

حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمۃ نے کہا۔ اس قول میں کچھ خودی کی بُو آتی ہے۔ اس سے زیادہ عمدہ لفظوں میں بیان کرنا چاہئے +

حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا لَيْسَ بِصَادِقٍ فِي دَعْوٰهُ مَنْ لَّمْ

يَتَلَذَّذُ عَلٰى ضَرْبِ مَوْلَاهُ (یعنی جو شخص کہ اپنے مولا کے زخم سے محظوظ نہ ہو وہ اپنے دعوے میں صادق نہیں) +

حضرت رابعہ بصری علیہ الرحمۃ نے کہا۔ اس سے عالی مضمون میں کہنا چاہئے کیونکہ اس میں بھی خودی کی بُو آتی ہے +

حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمۃ بولے لَيْسَ بِصَادِقٍ فِي دَعْوَاهُ مَنْ لَمْ يَشْكُرْ عَلٰى ضَرْبِ مَوْلَاهُ (یعنی جو شخص کہ اپنے مولا سے زخم پانے پر شکر گذاری نہ کرے وہ اپنے دعوے میں صادق نہیں) +

حضرت رابعہ بصری علیہ الرحمۃ بولیں۔ لَيْسَ بِصَادِقٍ فِي دَعْوَاهُ مَنْ لَمْ يَضْرِبْ فِي مُشَاهَدَةِ مَوْلَاهُ (یعنی جو شخص کہ اپنے مولا کے مشاہدہ میں اس کا زخم نہ بھول جائے وہ اپنے دعوے میں صادق نہیں) +

فقیر باھو کہتا ہے کہ جو شخص مولا کے مشاہدہ میں اپنی خودی کو نہ بھول جائے اور توحید میں غرق نہ ہو جاوے وہ اپنے دعوے میں صادق نہیں +

نقل ہے کہ ایک روز حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ امام المسلمین حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ نے حکم دیا کہ تاش کو صاف کر کے اس میں شہد بھر لاؤ۔ اور شہد پر ایک بال رکھ لاؤ۔ خادم حکم بجا لایا۔ آپ نے اپنے دوستوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ ان تینوں چیزوں کی تاویل بیان کریں:۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خدائے تعالٰے کی بہشت اس تاش سے زیادہ روشن اور صاف اور اس کی نعمتیں شہد سے زیادہ شیریں اور پلصراط سے گذرجانا بال سے زیادہ باریک ہے +

اس کے بعد ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اسلام اس تاش سے زیادہ روشن اور اہل اسلام ہونا شہد سے زیادہ شیریں اور اسلام کی حفاظت کرنی بال سے زیادہ باریک ہے +

اس کے بعد حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علم دین اس تاش سے زیادہ روشن اور مسائل فقہ شہد سے زیادہ شیریں اور اُن کی باریکیاں بال سے زیادہ

باریک ہیں ۔

اس کے بعد آپ کے خادم نے کہا، مہمانوں کا مُنہ اس تاش سے زیادہ روشن اور اُن کی خدمت کرنی شہد سے زیادہ شیریں اور اُن کا دل خوش رکھنا بال سے زیادہ باریک ہے ۔

فقیر باھُو کہتا ہے کہ بہشت کی نعمتیں کھانا خودِ نفس کا کام ہے۔ علم پر عمل نہ کرنا بے خبر اور ناواقف کا کام ہے۔ اور مہمان کا مُنہ دیکھنا پُر خطر ہے۔ اور بے محنت محبتِ حق میں پہنچنا زر ہے۔ اور اسلام میں تصدیق کے قدم رکھنے میں ریا کا بھی خوف ہے۔ اور برزخ اسم اللہ اس تاش سے زیادہ روشن اور لذتِ مشاہدہ شہد سے زیادہ شیریں اور فنا فی اللہ اور وحدانیت میں غرق ہونا اور خودی سے نکلنا اور نفس کو مارنا بال سے زیادہ باریک ہے ؎

عاقبت بکار باید کار کار دوست

معرفت را مغز باید نہ شاید پوست

چنانچہ ایک روز خدائے تعالےٰ نے حضرت موسٰے علیہ السلام سے فرمایا کہ عبادت ایسی کرنی چاہیئے جو کہ ہماری درگاہ کے لائق ہو۔ اے موسٰے ہمارے لئے تم کیا کام کرتے ہو۔ حضرت موسٰے علیہ السلام نے عرض کی اے پروردگار نماز۔ روزہ۔ حج زکوٰۃ۔ نیز زیارت۔ پروردگارِ عالم نے فرمایا۔ اے موسٰے یہ تمام عبادت تم نے اپنے نفس کی راحت اور بہشت کی لذتوں سے آسائش اور عذاب دوزخ سے نجات پانے کی غرض سے کیں۔ حضرت موسٰے علےٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی ! خداوندا تیری خاص عبادت کیا ہے۔ خداوند کریم نے فرمایا میری خاص عبادت میری محبت اور صدق و اخلاص کے ساتھ میرا ذکر کرنا ہے۔ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِہِمْ یَتَفَکَّرُوْنَ (وہ لوگ ہمیشہ اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت خدا ہی کو یاد کیا کرتے ہیں) ۔

لوگوں کو مسئلہ مسائل کی طرف جس قدر توجہ ہوتی ہے عمل کی طرف اتنی توجہ نہیں ہوتی۔ کیونکہ مسئلہ مسائل سے لوگوں کے دلوں میں اُن کی وقعت زیادہ ہوتی ہے اور دنیا بھی اس سے حاصل ہوتی ہے اور عمل اور ذکر خفی شمشیر کی طرح ہے۔ جو نفس کو

زیر کرتی ہے ۵

رہے چیست یعنی خود فنا ۔۔۔ از علم خود میشو د کبر ریا

اَلْحَسَدُ یَاکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ (حسد نیکیوں کو اس طرح شاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو جلا کر خاک کرتی ہے) ۔

باھو، وہ کیا چیز ہے کہ دونوں جہان میں سب سے بہتر اور افضل ہے ۔ اور عموماً لوگ اُس سے غافل اور بے خبر ہیں ۔ وہ علم باعمل ہے ۔ جس سے معرفت حق حاصل ہوتی ہے ۔ یہ علم توحید باریتعالےٰ میں پہنچاتا ہے ۔ جس سے ہر وقت ذکر پاس انفاس اور حق الیقین خاص الخاص اور مقام لاہوت اور فنا فی اللہ میں غرق و استغراق اور فیضان الٰہی حاصل ہوتا ہے ۔ فیضانِ الٰہی سے فقیر شریعت محمدی میں ہوشیار اور صاحب معرفت ۔ صاحب علم ۔ صاحب توحید ۔ صاحب شکر ۔ صاحب شکر ۔ صاحب عشق و محبت صاحب فنا و وحدت و محقق طالب ضا ہو جاتا ہے ۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس ۵

علم کثیر آمد و عمرت قصیر
آنچہ ضروری است بآں شغل گیر

جب طالب دیکھے کہ اُس کے ذکر و فکر سے راہ باطن اس پر روشن نہیں ہوتی اور جس کے پاس جاتا ہے اُس پر اسے اعتقاد نہیں ہوتا ۔ اسے چاہئے کہ اول شب کو یا نیم شب کو یا آخر شب کو کسی درویش زندہ قلب یا غوث و قطب یا **فقیر باھو** کی قبر پر آکر قبر کی پائنتی سوار ہو ، جس طرح سے گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں ۔ اور قرآن مجید سے جو کچھ یاد ہو پڑھے ۔ قبر اُسے براق کی طرح مجلس محمدی میں پہنچا دیگی یا غرق توحید کر دیگی ۔ بشرطیکہ یہ شدنی امر ہو ۔

اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ (جب کسی امر میں حیران رہجاؤ تو اہل قبور سے مدد چاہو) اور اگر طالب قبر پر آنے سے خوف کرے تو جاننا چاہئے کہ وہ طالب صادق نہیں ہے اسے ابھی اپنی جان کی محبت ہے ۵

جانے بدہ خوش جام نوش ۔۔۔ باتو گویم بشنو اے دل گوش

مرشد مادر و پدر سے زیادہ مہربان اور محرم اسرار ہوتا ہے ۔ وہ طالب کے سے حق کا حکم رکھتا ہے ۔ جو طالب کہ اپنے نفس کی گردن اڑانا چاہتا ہو اور اپنے ہاتھ سے خون

ہونا چاہتا ہو۔ اُسے چاہیئے کہ مرشد کے پاس آئے۔ مرشد طالب کے حق میں گویا ملک الموت ہوتا ہے۔ جسے اپنی جان کا کچھ بھی خوف نہ ہو اُسے چاہیئے کہ مرشد کے پاس آئے جسے فقر و فاقہ، عشق و محبت کی آگ میں اپنے نفس کافر کو جلانا منظور ہو۔ وہ مرشد کے پاس آئے۔ جو شخص کہ خلوص و اخلاص کے ساتھ مرشد کے پاس آئے۔ اسے چاہیئے کہ اُس کی محبت پر نظر رکھے نہ کہ اُس کی نیکی بدی پر، کیونکہ نیکی بدی کو دیکھنا جاسوس کا کام ہے۔ طالب کو اس سے کیا سروکار +

نقل ہے کہ کسی بزرگ کے ایک ہزار طالب ذی مراتب تھے۔ جو دریا پر مُصلا بچھا کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ کسی نے ان بزرگ سے پوچھا کہ آپ کے ان طالبوں میں سے صاحب اعتقاد کتنے ہیں۔ ان بزرگ نے جواب دیا کہ آپ اُنہیں کے پاس جا کر اس بات کی تحقیق کر آئیے۔ اُنہوں نے تحقیق کر کے ان بزرگ سے کہا کہ ایک ہزار میں سے صرف چالیس طالب صاحب اعتقاد معلوم ہوتے ہیں۔ ان بزرگ نے کہا کہ چالیس میں سے کتنے۔ اُنہوں نے کہا بیس۔ کہا بیس میں سے کتنے، اُنہوں نے کہا بیس میں سے دس کہا دس میں سے۔ کہا دس میں سے پانچ۔ کہا پانچ میں سے۔ کہا پانچ میں سے دو اور یہ دو ایسے ہیں کہ دنیا میں ایسے طالب کم ہوتے ہیں۔ ان بزرگ نے کہا تم نے ایسے طالب نہیں دیکھے ہونگے۔ میرے لئے یہ دو طالب بس ہیں +

فقیر باھُو کہتا ہے کہ طالب لائق سر اسرار بہت کم ہوتے ہیں۔ اس زمانہ کے طالبوں کو قرار نہیں ہے۔ دنیا کے سبب سے وہ فرار ہو جاتے ہیں جس طرح سے مرشد طامع اور حریص کثرت سے ہوتے ہیں۔ اسی طرح طالب صادق ہزار میں سے ایک ہوتا ہے۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (خدا کی پیروی کرو اور رسول کی اور صاحب امر کی) مرشد کامل کا حکم گویا خدائے تعالےٰ کا حکم ہوتا ہے۔ کہ اُس کے ذریعے سے قضائے الٰہی جاری ہوتی ہے اور طالب اس کے حکم کا فرمانبردار کہ عشق و محبت سے سوختہ ہو کر ہمیشہ کباب ہوتا ہے۔ مُرشد کامل دریا کے مثل اور طالب اس کی موج ہوتا ہے۔ نہ موج دریا سے اور نہ دریا سے موج جدا ہوتا ہے۔ طالب فنا فی الشیخ کا یہی حال ہے۔ مرشد گویا چشم اور طالب اس کی نظر ہے کہ نظر آنکھ سے کبھی جدا نہیں ہوتی۔ علم بمنزلہ شہد کے اور فقر بمنزلہ شہادت کے ہے۔ مگر صرف علم

میں کھانا پینا پہننا اوڑھنا آرام و آسائش سے رہنا ہے۔ علم میں نان چلانا اور فقر میں اپنی جان گھلانا ہے ؎

علم تو گر ترانہ بستاند   جہل ازاں بہ بود بسیار

علم رستگاری اور جہل معصیت و خواری اور فقر دریائے جاری ہے۔ جہل کا خریدار شیطان اور جوہر علم کا شناسا رحمٰن ہے اور جوہر فقر کا مقام لامکان۔ اور جوہر حیوانیت کھانا پینا اور دلجمعی ہے +

فقیر باھو کہتا ہے۔ جوہر علم زبان پر رہتا اور جوہر فقر سینہ میں رہتا ہے اور جہل سے دماغ خراب ہو جاتا ہے۔ نعوذ باللہ منہ +

فقیر کے لئے ایک (الف) چاہئے۔ چار (ب) چاہئیں۔ اول برکت بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ دوم بنائے اسلام۔ سوم بدی سے اجتناب و پرہیز۔ چہارم نفس و ہوا اور خواہشات کو بند رکھنا۔ اور سات (ت) چاہئیں :۔

اول (ت) ترک دنیا۔ دوم (ت) توکل۔ سوم (ت) تکبیر تحریمہ۔ چہارم (ت) تواضع۔ پنجم (ت) تسلیم۔ ششم (ت) ترک تکبر و غرور **ھفتم** (ت) تیاری موت۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس +

اگر دنیا میں علمائے عامل اور فقرائے کامل نہ ہوتے۔ تو لڑکے محض لہو و لعب کھیل کود میں۔ اور جوان کبر و غرور و مستی میں اور بوڑھے غیبت اور چغل خوری میں مبتلا ہوتے چاہئے کہ زیادہ گوئی اور خصوصاً بدگوئی سے اور مستی اور خواہش نفسانی سے بچے۔ اور خاموش رہے +

ذکر قلبی جوش فقر ہے اور صبر خون نوشی ہے۔ ہوشیار رہے نہ تو بالکل بیہوش ہو جائے اور خود فروش بنجائے۔ فقیر کو دریا نوش ہونا چاہئے (یعنی متحمل اور بردبار) اگرچہ سکر بحر کی وجہ سے ہو، شور نہ کرے خاموش رہے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس +

بعونہ تعالےٰ ترجمہ کتاب **عین الفقر** تصنیف لطیف حضرت سلطان العارفین برہان الواصلین افسر العاشقین افضل الفقرا والمساکین حضرت **سلطان باھو** علیہ الرحمۃ دوشنبہ سعیدہ باتمام رسید

بحمد و کرم

خاتمۂ کتاب از مترجم

حضرت سُلطان باھُو علیہ الرحمۃ نے اپنی اس کتاب عین الفقر میں
یہ بات بتائی ہے کہ فقیری کا اصل اصُول نفس کشی ہے جسے اُنہوں نے اپنی اس
کتاب اور دیگر رسالوں کے ہر ایک حصّے اور مقام میں مختلف عنوان اور طریقہ سے بیان
کیا ہے۔ اور درحقیقت بات بھی یہی ہے کہ نفس ہی حصُول کمال کا دارومدار ہے۔
حکما اور فقرا کو نفس کی تہذیب و تربیت سے زیادہ خصوصیت ہے اور ان دونوں
فریق نے اسے درجہ کمال پر پہنچانے میں۔ بہت کوشش کی ہے +

مگر اوّل الذکر آخر الذکر کے مقابلہ میں کچھ بھی نسبت نہیں۔ فقرا نے شریعت
غرا کے پیرو ہو کر تزکیۂ نفس اور تصفیۂ باطن میں بہت مُبالغہ کر کے مراتب عالیہ حاصل کئے
اور اَلْحَقُّ یَعْلُوْا وَلَا یُعْلٰی کے مصداق بنے رہے +

گو حکما نے بھی تہذیب نفس اور تزکیۂ باطن میں کچھ حصہ لیا ہے۔ مگر ایک بالکل
آزادانہ طریق سے، جس سے وہ کفر و الحاد میں بھی پڑ گئے اور مبدا فیاض کے فیض سے
محروم رہے +

مجھے اس وقت حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک حکایت یاد آئی
کہ آپ کا ایک مُلحد گروہ سے سامنا ہو گیا۔ جو وجود باری تعالےٰ کے مُنکر ہونے کے علاوہ
آپ کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ ذرا ٹھیر جاؤ۔ میں تم سے ایک بات
پوچھنا چاہتا ہوں۔ اُنہوں نے کہا وہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ ایسی کشتی کی نسبت
کیا کہتے ہو، جو دریا میں خود بخود جا رہی ہو۔ اُنہوں نے کہا، ممکن نہیں کہ کشتی خود بخود
دریا میں چلے۔ تو آپ نے فرمایا بیشک تم سچ کہتے ہو۔ مگر کیا یہ تمام عالم ایک چھوٹی
سی کشتی سے بھی گیا گذرا تھا۔ کہ بے خدا کے چل رہا ہے۔ اس بڑے بھاری جہاز کا
بھی کوئی ناخدا ضرور ہے۔ یہ بات سنتے ہی وہ لوگ حیران ہو کر بالکل لاجواب ہو گئے۔
اور اپنے ارادے سے باز آئے +

فقرا سے میری یا مصنف علیہ الرحمۃ کی مراد وہ لوگ نہیں جو در بدر مانگتے پھرتے یا اپنے مکر و فریب سے خلق اللہ کو دام تزویر میں لاتے ہیں۔ بلکہ فقرا سے وہ اولیاے عظام مراد ہیں، جو شریعت کے سچے پیرو اور دین حق کے اعلےٰ نمونہ ہوتے ہیں۔ خداے تعالےٰ انہیں دین حق کی معاونت اور مدد کے لئے پیدا کیا کرتا ہے۔ وہ خود بھی نیک راہ اختیار کرتے اور خلق اللہ کو بھی اُسی طرف بلاتے ہیں۔ اسلام نے علماے عامل اور فقراے کامل ہی سے ترقی کی ہے اور کرتا رہیگا۔ کیونکہ خداوند کریم نے اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۚ لَّا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ؕ اُس کے نیک بندے کم یا زیادہ ہمیشہ ہر جگہ موجود رہتے ہیں۔ جو دین حق کے حامی ہوتے۔ بلکہ اپنی ظاہری باطنی تمام قوت اُسی کی محبت حمایت میں صرف کیا کرتے ہیں۔ فرط محبت سے اُن کی یہ کیفیت ہوتی ہے۔ لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ (کوئی بُرا کہے تو کہا کرے اُنہیں اس کی پرواہ نہیں) صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی یہی حالت تھی۔ کہ جب وہ اسلام سے مشرف ہوئے۔ تو گویا اُنہوں نے اپنے جان و مال کو خدا کی راہ میں فروخت کر دیا۔ ابتداے اسلام میں اُنہیں بڑی بڑی تکلیفیں پہنچیں، جن کی برداشت ہر ایک انسانی طاقت نہیں کر سکتی۔ مگر حُبِّ اسلام نے ان پر ایسا قابو کیا تھا کہ وہ اپنے نفسوں کو مار کر بے نفس ہو گئے تھے۔ اگر ان کا نفس ہوتا۔ تو وہ کسی کے کہے کا بُرا مانتے۔ اُس کے تکلیف دینے سے ایذا پاتے۔ ان کی تکالیف و مصائب کے بیان کرنے کے لئے دفتر چاہئے ؛

جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک سچے خادم حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی (یہ کسی کے غلام تھے) یہ کیفیت تھی کہ اسلام لانے کے بعد ان کا آقا ان کی مشکیں باندھ کر جلتے پتھر پر ڈالدیتا اور مار مار کر ان سے کہتا کہ بتوں سے بد اعتقاد ہو گیا ہے، تو اپنی بد اعتقادی سے باز آ۔ مگر وہ یہی کہتے اَحَدٌ اَحَدٌ نہیں نہیں۔ خدا ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ آخر کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ تکلیف نہ دیکھی گئی۔ اور اُنہوں نے اُس کے آقا کو روپیہ دیکر صرف خرید ہی نہیں لیا۔ بلکہ اُنہیں آزاد کر دیا۔ اور اب یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنے لگے۔ جس سے آپنے اذان دینے کی خدمت پر انہیں خصوصیت کے ساتھ مقرر کیا۔ مجھے ان کے متعلق ایک دفعہ یاد آیا

وہ یہ کہ ان کی زبان کسی قدر صاف نہ تھی۔ اس لئے اذاں میں اشہد ان لا الٰہ کو اسہد ان لا الٰہ کہا کرتے تھے۔ ایک روز صبح کی اذاں کے وقت ایک صحابی بولے۔ کہ یہ ہمیشہ اذاں میں ش (بانقط) کو س (بے نقط) کہا کرتا ہے۔ آج میں اذاں دونگا اس لئے یہ صحابی اذاں دینے کی غرض سے منارے پر دو تین دفعہ گئے۔ مگر انہیں وقت ہی نہ معلوم ہوا۔ اور اذاں دینے میں کامیاب نہ ہوسکے۔ آخر کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ہی جاکر اُسی طرز پر جس کے وہ عادی تھے اذاں کہی۔ اور اُن صحابیؓ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔ کہ تمہاری ش سے ان کی س (بے نقط) خدائے تعالےٰ کو زیادہ پسند ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ خصوصیت ان کے خلوص و اخلاص کی وجہ سے حاصل ہوئی +

اسی طرح مجھے ایک اور قصہ یاد آیا جو صحیح حدیث میں مذکور ہے۔ کہ ایک صحابی اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھایا کرتے۔ اور ہمیشہ نماز میں پانچوں وقت قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (اس میں توحید و صفات کا ذکر ہے) لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان کی شکایت کی کہ یہ ہمیشہ نماز میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ہی پڑھا کرتے ہیں اور کوئی سورہ پڑھنا جانتے ہی نہیں۔ آپ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ اور اُن سے فرمایا کہ تم اپنے دوستوں کا کہا کیوں نہیں مانتے۔ اُنہوں نے عرض کی یا رسول اللہ فداہ روحی اُمی و ابی، میں کیا فرق کروں۔ مجھے اس سورۃ سے اُنسیت ہے آپ نے اُنہیں معذور رکھا۔ اور فرمایا حُبُّكَ اِيَّاهُ يُدْخِلُ الْجَنَّةَ (اس سورۃ سے تمہاری اُنسیت تمہیں جنت میں لیجائیگی) اور لوگوں کو بھی معلوم ہوگیا کہ اُنہیں اس سورت سے محبّت ہے۔ بہرحال جس نے جو کچھ مراتب پائے وہ محض خلوص و اخلاص اور محبّت سے حاصل کئے +

عاشقوں کے سرتاج حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ جن کی نسبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے، مجھے یمن کی طرف سے ایمان کی بو آتی ہے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اُن کے پاس خرقہ لے کر آئے تو وہ فرط اشتیاق سے رقص کرنے لگے۔ اور جب آپکے دندانِ مبارک کی شہادت کی خبر سنی تو اُنہوں نے اپنے تمام دانت شہید کردئے۔ خلوص و اخلاص ہے

کہتے ہیں *

مَیں نفس کُشی کے سلسلہ میں ایک اور قصّہ بیان کرتا ہوں جو ایک اولوالعزم نبی کے متعلق اور حدیث شریف میں جس کا تفصیل سے ذکر ہے۔ مختصراً یہ کہ خدائے تعالےٰ نے حضرت ایوب علےٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی جس طرح سے کہ آزمائش کی اس درجہ کی آزمائش اُس نے اپنے بندوں کی بہت کم ہو گی۔ آپ کا تمام مال و اسباب گھر بار تباہ ہو گیا۔ اولاد یکے بعد دیگرے فوت ہو گئی۔ اور اب آپ کی باری آئی، جسم میں کیڑے پڑ گئے۔ لوگوں نے بستی سے دور کر دیا۔ اور اب خوف کے مارے پاس تک نہ آتے۔ مگر آپ کی یہ کیفیت تھی کہ جسم میں کہیں تل دھرنے کو جگہ نہ رہی۔ اگر کوئی کیڑا اگر جاتا تو آپ اُسے اُٹھا کر اُس کی جگہ پر یہ فرماتے ہوئے رکھ دیتے کہ تیری روزی تو خدا نے میرے جسم میں اُتاری ہے۔ ایک مدت تک آپ اس میں مبتلا رہے اور ہر وقت صبر و شکر کرتے رہے۔ آخر کو وہ تو خدا کی آزمائش تھی جس کی میعاد ختم ہونی تھی۔ ایک روز آپ بہت بیقرار ہوئے۔ اور پروردگار کی جناب میں التجا کی رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ (اے پروردگار تکلیف سے میری حالت اور ہو گئی) آپ کو وحی ہوئی کہ تم اپنی جگہ پر پیر مارو جس سے ایک شیریں چشمہ پھوٹ نکلیگا۔ اس میں غسل کرنے اس کا پانی پینے سے تمہیں صحت ہو جائیگی۔ آخر ایسا ہی ہُوا۔ حدیث شریف میں ہے کہ آپ جس حال میں پہلے تھے اسی حال میں ہو گئے۔ آپ ہی کی نسبت خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے نِعْمَ الْعَبْدُ اَیُّوْبُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ۔ (ایوب بھی ہمارا ایک ہی بندہ ہے جو ہر حال میں ہماری طرف ہی رجوع کرتا ہے) *

غرض کہ انسان کے پاس ایک نفس ہی ایسی چیز ہے جس کی تہذیب و تربیت سے جو اتباع شرع سے ہی حاصل ہو سکتی ہے وہ درجۂ کمال کو پہنچکر سعادت ابدی حاصل کر سکتا اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ اتباعِ شرع کے ساتھ خلوص و اخلاص بھی ہو۔ ورنہ محنت رائیگاں ہے۔ خلوص و اخلاص یا عشق و محبت ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے نفس پر بہت جلد قابو ہو سکتا ہے مگر ساتھ ہی اس میں خوف بھی ہے کیونکہ اگر وہ محض لوجہ اللہ ہو تو اس سے نفس مردہ اور قلب زندہ ہو جاتا ہے۔ اگر ذرا بھی اس میں نفسانیت کا شائبہ آ گیا تو قلب مردہ اور نفس زندہ ہو جاتا۔ اس لئے تمام اولیائے عظام اور علمائے اعلام ہمیشہ اُسی کی سرکوبی کرتے رہے ہیں۔ جس سے اُنہوں نے مراتب عالیہ پر پہنچکر بڑی بڑی اسلامی خدمتیں کیں۔ زمین کے بہت بڑے حصے آباد کئے جہاں

انہوں نے اسلام بسایا اُسے رونق دی ◆

فقرائے متاخرین میں سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اور بہت سے اولیائے عظام نے اس میں بڑا حصہ لیا جو ان کے تذکرے دیکھنے سے خصوصیت رکھتا ہے۔ شائقین اور حامیان اسلام کو چاہئے کہ ان کے تذکرے دیکھیں انکی تقلید کریں کہ اُن کا ہمیشہ کیا طرز عمل رہا ہے۔ کس طرح سے وہ طالبوں کی تعلیم و تربیت کیا کرتے تھے۔ مگر نیک لوگوں کی پیروی کرنا ہر ایک کا کام نہیں ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ (خدا کا فضل ہے جسے چاہے دے) نفس و شیطان انسان کا دشمن ہے، راہ خدا میں حائل ہو جاتا ہے اسی لئے بڑے بڑے اولیاے عظام و علمائے علام باوجود ظاہری و باطنی مراتب و مناصب کے ہمیشہ درگاہ ایزدی میں نفس کے متعلق اپنی عاجزی ظاہر کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت فریدالدین عطار اپنی اس مناجات میں فرماتے ہیں ◆

مناجات بجناب مجیب الدعوات

بادشاہا جرم ما را درگذار — ما گنہگاریم تو آمرزگار
تو نکوکاری و ما بد کردہ‌ایم — جرم بے اندازہ بیحد کردہ‌ایم
سالہا در بند عصیاں ماندہ‌ایم — آخر از کردہ پشیماں گشتہ‌ایم
دائما در فسق و عصیاں ماندہ‌ایم — ہمقرین نفس و شیطاں ماندہ‌ایم
روز و شب اندر معاصی بودہ‌ایم — غافل از امر و نواہی بودہ‌ایم
بے گنہ نگذشت بر ما ساعتے — با حضور دل نکردیم طاعتے
بر در آمد بندۂ بگریختہ — آبروئے خود بعصیاں ریختہ
مغفرت دارد امید از لطف تو — زانکہ خود فرمودۂ لاتقنطوا
بحر الطاف تو بے پایاں بود — نا امید از رحمتت شیطاں بود
نفس و شیطاں زد کریما راہ من — رحمتت باشد شفاعت خواہ من
چشم دارم از گناہم پاک کنی — پیش از آں کاندر لحد خاکم کنی
اندر آں دم کز بدن جانم بری — از جہاں با نور ایمانم بری

یہاں تک کہ انبیائے علیہم السلام نے بھی اپنے نفسوں کو بری نہیں کہا گو وہ بیشک بری تھے اس لئے کہ خدا نے انہیں بری رکھا، چنانچہ اللہ تعالےٰ نے حضرت یوسف علی نبینا و علیہ السلام کا مقولہ بیان فرمایا ہے وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ (اے پروردگار میں اپنے نفس کو بھی بری نہیں کہتا، اس لئے کہ یہ انسان کو برائی کی طرف بلانے لگتا ہے) ◆

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

محمد عبدالستار

گنج الاسرار

یہ رسالہ بھی حضرت سلطان باھو قدس سرہ العزیز کی تصنیف سے ہے۔ طالبان الہی کی خاطر اس کا ترجمہ بھی فارسی سے اردو میں کیا گیا ہے۔ اس میں حسب ذیل مضامین ہیں۔ حمد و نعت۔ رسالہ کے لکھنے کا سبب۔ رسالہ کے مقاصد۔ طریقہ قادریہ کی فضیلت۔ طریقہ قادریہ کے اقسام۔ یاد الہی سے غافل رہنے کا نام دنیا ہے۔ اسکی حکایت۔ طریقہ قادریہ میں معرفت الہی کا خزانہ۔ سخاوت کی منفعت اور اس سے دنیا کی بے تعلقی کا اظہار۔ فقر کا ایک رکن علم ہے۔ چار قسم کے اقسام۔ مرشد بننا کوئی آسان کام نہیں۔ صاحب طریقہ قادریہ کے ابتدائی مراتب۔ محبت دنیا سے طالب کے دل میں کیونکر تاریکی پیدا ہوتی ہے۔ محبت دنیا کے متعلق ایک حکایت۔ کل دنیا کو خرابی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا قول۔ مرشد ناقص مرید کی ہلاکت کا باعث ہوتا ہے۔ فقیر کو جلال و جمال دونوں مقامات سے گذرنا چاہیئے۔ فقیر کے وجود میں فرشتگان کے اقسام۔ سماع کا بیان۔ فقیران فنا فی اللہ کو ہوا و ہوس سے کچھ سروکار نہیں ہوتا۔ دنیا کی نسبت جناب سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد۔ طالب کو فقیر کامل کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ ذکر دوام و فکر تمام کی شرح اور اسکی فضیلت۔ خاتمہ کتاب ✦ قیمت دو آنہ ... ... ۲؍

کلید التوحید

یہ رسالہ بابرکت تصنیف لطیف حضرت سلطان باھو قدس سرہ العزیز سے ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے اس رسالہ کی نسبت دیباچہ میں تحریر کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اس رسالہ کو بغور پڑھے اور اس پر عمل کرے۔ اگر بے علم ہو تو عالم یا مفسر ہو۔ اگر ناقص ہو تو پیر طریقت بنے۔ اگر فقیر ہو تو غنی بنے۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ گنجینہ اسرار الہی بحکم خدا (الہام) اور منظوری جناب سرور کائنات لکھا گیا ہے اور اسی جہت سے اس کا نام کلید التوحید رکھا گیا۔ اس میں جو جو عالی مضامین ہیں انکی فہرست ملاحظہ ناظرین کیلئے درج ذیل کیجاتی ہے۔ حمد و نعت۔ رسالہ کے لکھنے کا سبب۔ اسکا نام اور اسکے مقاصد۔ ارواح مقدسہ کی ملاقات کرنا۔ دوسروں کو نصیحت کرنا اور اپنے نفس کو بھلا دینے کی مذمت۔ مرشد ناقص اور مرشد کامل کا بیان۔ نفس امارہ کی سرکشی اور اس کا علاج۔ انسان کے وجود میں مقامات نفس اور مقامات روح وغیرہ کیونکر پہچانے جا سکتے ہیں۔ نفس مطمئنہ اور نفس امارہ کا بیان۔ مرشد کامل میں کیا باتیں کا ہونا ضروری ہے۔ طریقہ قادریہ کا سلسلہ۔ سبب کن فیکون کی شرح اور کمال ارواح کی پیدائش کا حال۔ سب سے پہلے نفس امارہ کی شیطان نے پیروی کی۔ مقام جمعیت کی شرح۔ مراتب درویش و مراتب فقیر۔ اسم اللہ کی تاثیر انسان کے وجود میں کب ہوا کرتی ہے۔ سالک کے دل میں خطرات بد کا پیدا ہونا۔ نفس و ارواح کی مثال۔ توبہ کرکے گناہ سے پاک ہونا۔ (در حقیقت ہدایت کرنا خدا کا کام ہے مگر انسان کو کوشش کرنی ضروری ہے) معرفت الہی میں حوصلہ وسیع رکھنا چاہیئے۔ مجلس محمدی میں پہنچنے سے طالب پر خلفا کی توجہ (مجلس محمدی میں پہنچکر نجات سے متعلق پاکر مراتب رشدی حاصل کرنا اور رجعت سے محفوظ رہنا) طالب کو جب کوئی ضرورت دینی دنیوی درپیش ہو تو اسے کیا کرنا چاہیئے۔ مراقبہ کا بیان اور اسکی اقسام۔ اسم ھو سے چار ذکر ونکا حاصل ہونا۔ نور ہدایت کیونکر حاصل ہوتا ہے۔ کن کن لوگوں پر شیطان کو قدرت نہیں اور کن کن پر وہ غالب ہوتا ہے۔ خاتمہ کتاب ✦ قیمت ۱ آنہ ... ... ۱؍

مثنوی تحفۃ العاشقین معہ تحفۃ العارفین

یہ دونوں کتابیں سالک حق پرست مست بادہ الست مقبول بارگاہ احد حضرت شاہ عبدالصمد قدس سرہ نقشبندی مجددی کی تصنیف لطیف ہیں۔ جو اردو زبان میں سراپا برکت اور رحمت ہیں۔ چنانچہ مشہور ہے کہ حضرت مصنف کو ان کتب کی تصنیف کیلئے خواب میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب میں ارشاد ہوا تھا۔ اور یہی وجہ انکی مقبول عام ہونے اور زیادہ مستند ہونے کی ہے۔ یہ دونوں کتابیں اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر خوشخط چھاپی گئی ہیں ✦ قیمت بارہ آنے ... ... ۱۲؍

تحفہ قادریہ زبان اردو

یہ بابرکت رسالہ بھی حضرت شاہ ابو المعالی رحمۃ اللہ علیہ لاہوری کی تصنیف ہے۔ جس میں جناب سید عبدالقادر جیلانی کے بہ جناب غوث پاک کے مناقب اور کرامات کو نہایت معتبر روایات سے عجیب دلکش اور پراثر طریق سے قلمبند فرمایا ہے اور تحریر و عبارت میں جناب علیہ الرحمۃ نے اپنے سچے عشق اور بیتابی کا نہایت پردرد الفاظ میں ثبوت دیا ہے۔ جس کے مطالعہ سے انسان پر فوری اثر نمودار ہوتا ہے۔ اس کتاب کو طالبان صادق کی خاطر نہایت عام فہم اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے اور نہایت بڑی کوشش سے چھاپا گیا ہے ✦ قیمت آٹھ آنے ... ... ۸؍

جذب الاصفیا الی فضائل المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی جناب نبی عربی فداہ روحی امی و ابی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختصر فضائل پر ایک صوفیانہ قرآن و حدیث سے تحقیق۔ مصنف صاحب نے آنحضرت صلواۃ اللہ علیہ کے فضائل کو قرآن و احادیث صحیحہ و اقوال بزرگان عظام سے ثابت کیا ہے۔ عاشقان رسول کریم کے لئے ایک نہایت مستند اور اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے۔ صوفیان صفا کیش اس کو حرز جاں بنائیں اور سعادت دارین حاصل کریں ✦ قیمت ... ... ۴؍